پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

نمازِ باجماعت

کی اہمیت



دار النور اسلام آباد

نمازِ باجماعت کی اہمیت

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دارالنور اسلام آباد

اشاعت ——— 2011ء
قیمت ——— -/325 روپے
اہتمام ——— قدوسیہ اسلامک پریس

پاکستان میں ملنے کے پتے

دار النور
اسلام آباد
Mobile: 0333-5139853 , 0321-5336844
V-Phone: 051 - 2575158

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Tel # +92-42-37351124 , +92-42-37230585
E-mail: info@quddusia.com
www.QUDDUSIA.com

سعودی عرب میں ملنے کے پتے

مکتبہ بیت السلام
الریاض 11474 سعودی عرب
Phone: 4381122-4381155 Fax: 4385991
Mobiles: 0505440147-0542666646
0532666640

دار الفرقان
الریاض سعودی عرب
Phone & Fax: 4354686
Mobiles: 0507419921-0508176378
0553093117

متحدہ عرب امارات میں ملنے کا پتہ

دار السلام، شارجہ
Phone: 00971 6 5632623
Fax: 5632624

فہرست مضامین

پیشِ لفظ

❀ تمہید ---------- ۱۶

❀ پانچ سوالات ---------- ۱۶

❀ کتاب کی تیاری میں پیشِ نظر باتیں ---------- ۱۶

❀ خاکۂ کتاب ---------- ۱۷

❀ شکر و دعا ---------- ۱۸

مبحثِ اوّل
باجماعت نماز کے فضائل

❀ تمہید ---------- ۲۱

۱: مسجد کے ساتھ معلّق دل والے کے لیے عرشِ عظیم کا سایہ ---------- ۲۱

۲: نمازِ باجماعت کے لیے مسجد جانے کے فضائل:

ا: مسجد کی طرف اُٹھنے والے قدموں کے نشانات کا تحریر کیا جانا ---------- ۲۵

ب: قدموں کے نشانات کا مسجد سے واپسی پر بھی لکھا جانا ---------- ۲۷

ج: مسجد کی طرف [پیدل جانے] کو لکھنے میں مقرب فرشتوں کا تکرار کرنا ---------- ۲۸

د: اس عمل کا موت وحیات کے باعافیت ہونے کا ایک سبب ہونا ---------- ۳۰

ہ: اس عمل کا گناہوں کے مٹنے اور بلندیٔ درجات کا ایک سبب ہونا ---------- ۳۰

و: باجماعت نماز سے واپسی پر گناہوں کا مٹنا اور درجات بلند ہونا ---------- ۳۳

ز: پاک صاف ہو کر فرض نماز کی خاطر نکلنے والے کا احرام والے حاجی کی مانند اجر ---------- ۳۴

ح: اللہ تعالیٰ کا مسجد کی طرف روانہ ہونے والے کے لیے ضامن ہونا ---------- ۳۵

ط: نماز کے لیے جانے والے کا گھر پلٹنے تک حالتِ نماز میں ہونا -------- ۳۷
ی: مسجد کی طرف آنے جانے کا [جہاد فی سبیل اللہ] سے ہونا ----------- ۳۹
ک: تاریکیوں میں بار بار مسجد جانے پر روزِ قیامت کامل نور کی بشارت --- ۴۰
ل: مسجد کی طرف ہر آنے جانے پر جنت میں مہمانی کی تیاری --------- ۴۳
م: مسجد کی طرف ہر آنے جانے پر جنت میں ایک گھر کی تیاری -------- ۴۳
۳: مسجد میں آنے والے کا اللہ تعالیٰ کا مہمان بننا ---------------------- ۴۵
۴: نماز کی خاطر مسجد آنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بشاشت ------------ ۴۷
۵: جماعت والی مسجد میں مومن کا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہونا ---------- ۴۸
۶: نماز کے انتظار کی فضیلت ------------------------------- ۴۹
۷: پہلی صفوں کے فضائل -------------------------------- ۵۱
ا: صفِ اوّل کا فرشتوں کی صف جیسا ہونا ------------------------ ۵۳
ب: اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا پہلی صفوں پر درود --------------------- ۵۴
ج: پہلی اور دوسری صف پر نبی رحمت ﷺ کا درود ---------------- ۵۸
۸: صفوں کی دائیں جانب کی فضیلت ----------------------------- ۶۰
۹: نمازِ باجماعت سے اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا -------------------------- ۶۲
۱۰: امام کے ساتھ (آمین) کہنے کے فضائل:
ا: فرشتوں کے ساتھ موافقت پر سابقہ گناہوں کی معافی ---------------- ۶۳
ب: دعا کی قبولیت ------------------------------------- ۶۴
۱۱: کامل وضو کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے پر گناہ معاف ------------- ۶۵
۱۲: نمازِ باجماعت کی منفرد نماز پر فضیلت ----------------------- ۶۶
۱۳: نمازِ باجماعت کا بندے کو شیطان سے محفوظ کرنا -------------------- ۶۹

۱۴: نمازیوں کی تعداد میں اضافے سے باجماعت نماز کی فضیلت میں اضافہ ------ ۷۰
۱۵: قلیل تعداد کی جماعت کا کثیر تعداد کی انفرادی نماز سے افضل ہونا ------------ ۷۲
۱۶: تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ چالیس دن باجماعت نماز سے دو باتوں سے نجات ------ ۷۳
۱۷: باجماعت عشاء، فجر اور عصر کے فضائل:
ا: باجماعت عشاء اور فجر کی فضیلت جاننے پر لوگوں کا رینگ کر آنا------ ۷۵
ب: باجماعت عشاء و فجر کا ساری رات کے قیام کی مانند ہونا ---------- ۷۶
ج: نمازِ فجر کے لیے اوّلین جانے والے کے لیے عَلَم بردار فرشتے کی رفاقت - ۸۱
د: باجماعت نمازِ فجر سے اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں آنا-------------- ۸۳
ہ: باجماعت نمازِ فجر ادا کرنے والے سے تعرض پر شدید وعید ---------- ۸۳
و: اس پیش کش سے لاپروائی پر شدید وعید ------------------- ۸۳
ز: باجماعت فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں ذکر کا عظیم ثواب -------- ۸۴
ح: رات اور دن کے فرشتوں کا فجر وعصر میں اجتماع ------------- ۸۹
ط: باجماعت فجر وعصر والوں کے لیے فرشتوں کی شفاعت ---------- ۹۰
ی: باجماعت فجر وعصر کا دیدارِ الٰہی کے اسباب میں سے ہونا---------- ۹۳

مبحثِ دوم

باجماعت نماز کی فرضیت

❀ تمہید -- ۹۷
۱: رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا حکمِ ربّانی ------------ ۹۷
۲: حالتِ خوف میں نمازِ باجماعت کا حکمِ ربّانی ------------------ ۹۹
۳: نمازِ باجماعت ادا کرنے کا حکمِ نبوی ﷺ -------------- ۱۰۵
۴: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت ------------------ ۱۰۷

۵: آنحضرت ﷺ کا متعدد عذروں کے باوجود جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ دینا --- ۱۱۱
۶: بلاعذر جماعت سے پیچھے رہنے والوں کی نماز کا نہ ہونا ------------------ ۱۲۴
۷: نمازِ باجماعت سے پیچھے رہنے کا منافقین کی ایک علامت ہونا -------------- ۱۲۸
۸: نمازِ باجماعت سے خالی جگہ رہنے والوں پر شیطان کا تسلّط ------------- ۱۳۷
۹: جماعت چھوڑنے سے دلوں پر مہر اور غافل لوگوں سے ہونے کی وعید ------------ ۱۴۰
۱۰: جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو گھروں سمیت جلانے کا مصمّم ارادۂ نبوی ﷺ - ۱۴۲
۱۱: نمازِ باجماعت کے لیے دعوت قبول نہ کرنے والوں کا بُرا انجام ------------ ۱۵۱

مبحثِ سوم

نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

❀ تمہید -- ۱۵۵

-ا-

رسول اللہ ﷺ کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

۱: نمازِ فجر کے ضیاع کے ڈر سے سونے کی خاطر پڑاؤ نہ ڈالنا------------------ ۱۵۵
۲: پڑاؤ ڈال کر سونے سے پیشتر صحابہ کو جگانے کی ذمہ داری سونپنا-------------- ۱۵۶
۳: صبح صادق سے کچھ دیر پہلے سوتے وقت لیٹ کر نہ سونا ------------------ ۱۶۰
۴: اذان سننے پر بستر سے اُٹھنے میں جلدی فرمانا ------------------------ ۱۶۱
۵: شدید لڑائی میں دشمن کے حملے کے منصوبے کے باوجود جماعت کا اہتمام ---------- ۱۶۳
۶: شدید بیماری اور نقاہت میں جماعت کی خاطر مسجد جانے کے لیے جدوجہد ---- ۱۶۷

-ب-

سلف صالحین کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

۱: کثرتِ ثواب کی خاطر مسجد سے دُور رہائش رکھنا---------------------- ۱۷۳

۲: باجماعت نماز کی خاطر نکلنے میں سُرعت ---------- ۱۷۵
۳: کشتی میں باجماعت نماز کا اہتمام کرنا ---------- ۱۷۷
۴: سلف صالحین کا باجماعت نماز پر مداومت کرنا:
ا: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ---------- ۱۷۸
ب: سعید بن مسیَّب رحمۃ اللہ علیہ ---------- ۱۷۹
ج: ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ ---------- ۱۸۰
د: اعمش رحمۃ اللہ علیہ ---------- ۱۸۱
۵: دولہا کا شادی والی رات کی جماعتِ فجر میں حاضر ہونا ---------- ۱۸۱
۶: باجماعت عشاء و فجر کی خاطر علاج چھوڑنا ---------- ۱۸۲
۷: بیمار لوگوں کی باجماعت نمازوں میں شرکت:
ا: بیمار صحابہ کی دو آدمیوں کے سہارے باجماعت نماز میں شمولیت ---------- ۱۸۳
ب: حالتِ بخار میں باجماعت نماز میں شمولیت کی دُعا ---------- ۱۸۴
ج: شدید فالج میں دو آدمیوں کے سہارے مسجد آنا ---------- ۱۸۶
د: بیماری اور بارش میں اُٹھا کر مسجد لے جانے کا حکم دینا ---------- ۱۸۸
ہ: اذان سننے پر حالتِ نزع میں مسجد پہنچنا ---------- ۱۸۸
۸: قتل کیے جانے کے خدشے کے باوجود مسجد جانا ---------- ۱۹۰
۹: باجماعت نماز کے انتظار میں مسجد میں مرنے کی تمنّا ---------- ۱۹۰
۱۰: ایک مسجد میں جماعت فوت ہونے پر دوسری مسجد میں جانا:
ا: حذیفہ رضی اللہ عنہ ---------- ۱۹۲
ب: اسود رحمہ اللہ ---------- ۱۹۲
ج: سعید بن جبیر رحمہ اللہ ---------- ۱۹۳

۱۱: باجماعت نماز رہ جانے پر شدید حزن و ملال ---------------------------- ۱۹۴
۱۲: باجماعت نماز فوت ہو جانے پر آئندہ نماز تک عبادت کرنا ---------------- ۱۹۴
۱۳: بیٹے کو مسجد سے چمٹے رہنے کی تلقین ---------------------------- ۱۹۵
۱۴: باجماعت نماز میں شمولیت میں تاخیر پر بیٹے کی باز پُرس ---------------- ۱۹۶
۱۵: باجماعت نماز سے پیچھے رہنے پر بیٹے کی تادیب ---------------------- ۱۹۶
۱۶: باجماعت نماز عشاء و فجر کی حفاظت کی مرض الموت میں تلقین ------------ ۱۹۸
۱۷: باجماعت نماز میں لوگوں کی حاضری کے لیے مسلمان حکّام کا اہتمام:
ا: جنگ میں شریک مجاہدین کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکمِ صدیقی ----- ۱۹۹
ب: فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پانچ واقعات:
i: جماعتِ فجر سے غیر حاضری پر نوٹس لینا ---------------------- ۲۰۰
ii: نمازِ فجر سے غیر حاضر شخص کو بُلوا بھیجنا -------------------- ۲۰۱
iii: نابینے شخص کو مسجد لانے کے لیے بیت المال سے غلام دینا---- ۲۰۲
iv: جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو سزا دینے کا ارادہ -------- ۲۰۳
v: شدید زخمی ہونے کے باوجود لوگوں کی جماعت کا اہتمام ----- ۲۰۴
ج: امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا روزانہ نمازِ فجر کے لیے لوگوں کو جگانا ----- ۲۰۵
د: امیرِ مکہ رضی اللہ عنہ کا جماعت سے پیچھے رہنے والے کی گردن اُڑانے کا اعلان - ۲۰۶
۱۸: کسی بھی مسلمان کے نماز سے پیچھے نہ رہنے کے متعلّق دشمن کی گواہی ------- ۲۰۸

مبحثِ چہارم

نمازِ باجماعت کے بارے میں علمائے اُمت کا موقف

❀ تمہید -- ۲۱۱

-ا-

نمازِ باجماعت کے بارے میں علمائے احناف کا موقف

ا: حنفی علمائے کرام کے اقوال:

ا: علامہ علاء الدین سمرقندی کا قول ---------- ۲۱۳

ب: علامہ ابوبکر کاسانی کا قول ---------- ۲۱۴

ج: علامہ برہان الدین مرغینانی کا قول ---------- ۲۱۶

د: علامہ ابوالفضل عبداللہ موصلی کا قول ---------- ۲۱۷

ہ: علامہ ابومحمد منجی کی رائے ---------- ۲۱۸

و: علامہ ابوالبرکات نسفی کا قول ---------- ۲۱۸

ز: علامہ فخر الدین زیلعی کا قول ---------- ۲۱۸

ح: علامہ عینی کے نقل کردہ حنفی علماء کے اقوال ---------- ۲۱۹

ط: علامہ زین الدین ابن نجیم کا قول ---------- ۲۲۰

ی: علامہ محمد انور کشمیری کا قول ---------- ۲۲۳

۲: علمائے احناف کے اقوال سے معلوم ہونے والی تیرہ باتیں ---------- ۲۲۳

-ب-

نمازِ باجماعت کے بارے میں مالکی علماء کا موقف

ا: مالکی علمائے کرام کے اقوال:

ا: حافظ ابن جزی غرناطی کا قول ---------- ۲۲۵

ب: علامہ خلیل بن اسحٰق کا قول ---------- ۲۲۵

ج: علامہ احمد بن محمد دردیر کا قول ---------- ۲۲۶

د: شیخ صالح الآبی ازہری کا قول ---------- ۲۲۶

۲: مالکی علمائے کرام کے اقوال سے معلوم ہونے والی دو باتیں ---------------- ۲۲۶

-ج-

نمازِ با جماعت کے بارے میں شافعی علماء کا موقف

ا: شافعی علمائے کرام کے اقوال:

ا: امام شافعی کے اقوال ---------------------------------- ۲۲۸

ب: بعض شافعی محدّثین کی رائے:

i امام ابوثور کا قول ---------------------------- ۲۳۰

ii امام ابن خزیمہ کی رائے ---------------------------- ۲۳۰

iii امام ابن منذر کی رائے ---------------------------- ۲۳۲

iv امام ابن حبّان کی رائے ---------------------------- ۲۳۴

ج: قاضی ابوشجاع کا قول ---------------------------------- ۲۳۶

د: امام نووی کی رائے ---------------------------------- ۲۳۶

ہ: علامہ ابن قاسم غزی کا قول ---------------------------- ۲۳۷

و: شیخ سلیمان الجمل کا قول ---------------------------- ۲۳۷

۲: شافعی علمائے کرام کے اقوال سے اخذ کردہ آٹھ نتائج ---------------- ۲۳۸

-د-

نمازِ با جماعت کے بارے میں حنبلی علماء کا موقف

ا: حنبلی علمائے کرام کے اقوال:

ا: امام احمد کا قول ---------------------------------- ۲۴۰

ب: علامہ موفق الدین ابن قدامہ کا قول ---------------------- ۲۴۰

ج: علامہ شمس الدین ابن ابی عمر ابن قدامہ کا قول ---------------- ۲۴۱

د: شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے اقوال ---------- ۲۴۱
ہ: امام ابن قیم کا بیان ---------- ۲۴۳
و: علامہ مرعی بن یوسف کا قول ---------- ۲۴۷
ز: علامہ منصور بہوتی کا قول ---------- ۲۴۷
۲: حنبلی علمائے کرام کے اقوال سے اخذ کردہ دس نتائج ---------- ۲۴۸

-ہ-

نمازِ باجماعت کے بارے میں اہلِ ظاہر کا موقف

۱: اہلِ ظاہر میں سے دو علماء کے اقوال:
ا: امام داود ظاہری کا قول ---------- ۲۴۹
ب: امام ابن حزم کا قول ---------- ۲۴۹
۲: دونوں علماء کے اقوال سے معلوم ہونے والی چار باتیں ---------- ۲۵۰

-و-

نمازِ باجماعت کے بارے میں بعض اکابر علماء کا موقف

۱: امت کے بعض اکابر علمائے کرام کے اقوال:
ا: امام ابراہیم بن یزید کا قول ---------- ۲۵۱
ب: امام ابراہیم نخعی کا موقف ---------- ۲۵۱
ج: امام حسن بصری کی رائے ---------- ۲۵۲
د: امام عطاء بن ابی رباح کے اقوال ---------- ۲۵۳
ہ: امام اوزاعی کی رائے ---------- ۲۵۵
و: امام بخاری کی رائے ---------- ۲۵۵
۲: مذکورہ بالا اقوال سے اخذ کردہ نو نتائج ---------- ۲۵۶

ـ ز ـ

نمازِ باجماعت کے بارے میں بلادِ مقدّسہ کے علماء کا موقف

۱: بلادِ مقدّسہ کے علمائے کرام کے فتاویٰ:

ا: سعودی دائمی مجلس برائے علمی تحقیقات وافتاء ---------- ۲۵۸

ب: شیخ عبدالرحمٰن السعدی ---------- ۲۶۰

ج: شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید ---------- ۲۶۰

د: شیخ ابن باز ---------- ۲۶۲

ہ: شیخ محمد بن صالح العثیمین ---------- ۲۶۴

و: شیخ ابن جبرین ---------- ۲۶۴

ز: ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان ---------- ۲۶۵

۲: بلادِ مقدّسہ کے علمائے کرام کے فتاویٰ سے اخذ کردہ چودہ باتیں ---------- ۲۶۵

تنبیہات

۱: مرد حضرات کے لیے:

ا: نمازِ باجماعت کے مقابلے میں ہر دنیوی چیز کا حقیر ہونا ---------- ۲۶۶

۲: نمازِ باجماعت کی بجائے مطلوبہ چیز کا اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونا ---------- ۲۶۸

۳: رضائے مخلوق کی خاطر خالق کو ناراض کرنے کا منافی عقل ہونا ---------- ۲۶۹

۴: اذان سننے پر اگلی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی [شیطانی تجویز] مسترد کرنا ---------- ۲۷۱

۵: باجماعت نماز کا اہتمام کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنا ---------- ۲۷۱

۶: اہمیتِ جماعت سے غافل لوگوں کی صحبت کی صورت میں انہیں دعوت دیتے رہنا ---------- ۲۷۲

۷: باجماعت نماز رہ جانے کے باوجود مسجد جانا ---------------- ۲۷۳

۸: باجماعت نماز کی اہمیت کے متعلق بات سنتے سناتے رہنا --------- ۲۷۳

ب: قابلِ احترام خواتین کے لیے:

۱: خاتون کی گھر کی نماز کا باجماعت نماز سے اعلیٰ ہونا --------------- ۲۷۳

۲: شرعی آداب کی پابندی کرتے ہوئے باجماعت نماز کے لیے جانا ------- ۲۷۴

۳: اپنے مردوں کو باجماعت نماز کی دعوت دے کر جماعت کا اجر پانا -- ۲۷۵

حرفِ آخر

۱: کتاب کا خلاصہ -- ۲۷۷

ب: اپیل -- ۲۸۰

فہرست مراجع ومصادر -- ۲۸۲_۳۰۲



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴿١٠٢﴾﴾ ❶

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْأَرْحَامَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ❷

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ❸

امابعد!

نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے دوسرا رکن، دین کا ستون اور اللہ تعالیٰ کے

---

❶ سورة آل عمران/ الآية ١٠٢.   ❷ سورة النساء/الآية الأولى.

❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ٧٠-٧١.

ہاں محبوب ترین عمل ہے۔ اسے باجماعت ادا کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور ایسا کرنا جلیل القدر نیکیوں اور عظیم ترین اسلامی شعائر میں سے ہے،[1] لیکن اسلام کی طرف نسبت کرنے والے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس کے بارے میں تساہل اور کوتاہی کا شکار ہے۔ اس طرزِ عمل کے اسباب میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: نمازِ باجماعت کے اجر وثواب سے بے خبری یا اس کا پیشِ نظر نہ رہنا۔

ب: باجماعت نماز کے حکم کے متعلق جہالت یا تجاہلِ عارفانہ۔

مسلمان برادران، اور ان سے پہلے خود اپنے آپ کی تنبیہ، تذکیر اور یاددہانی کی خاطر اس کتاب میں توفیقِ الٰہی سے حسبِ ذیل پانچ سوالات کے جوابات قلم بند کرنے کی کوشش کی جارہی ہے:

ا: باجماعت نماز کے فضائل کیا ہیں؟

ب: باجماعت نماز کا حکم کیا ہے؟

ج: نبی کریم ﷺ اس کا اہتمام کیسے فرماتے تھے؟

د: سلف صالحین کا اس کی خاطر اہتمام کیسے تھا؟

ہ: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری، اور دیگر اکابر علمائے اُمت کا اس بارے میں کیا موقف تھا۔ علاوہ ازیں دیارِ مقدسہ کے علمائے کرام کی اس بارے میں رائے کیا ہے؟

کتاب کی تیاری میں پیشِ نظر باتیں:

درجِ ذیل باتوں کا خیال رکھنے کی توفیقِ الٰہی سے کوشش کی گئی ہے:

ا: کتاب کا بنیادی مرجع اور اساس قرآن وسُنّت ہے۔

۲: احادیثِ شریفہ کو عموماً ان کے اصلی مآخذ اور مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: الفتاوی الکبری لشیخ الإسلام ابن تیمیة ۲/ ۲٦۷.

۳: صحیحین کے علاوہ دیگر کتب سے نقل کردہ احادیث کے متعلق اہلِ علم کے اقوال درج کیے گئے ہیں۔ بخاری و مسلم کی احادیث کی صحت پر اُمت کے اجماع کے سبب ان کے بارے میں کسی کا قول ذکر نہیں کیا گیا۔ [1]

۴: آیاتِ شریفہ اور احادیثِ مبارکہ سے استدلال کرتے وقت معتبر تفاسیر اور شروحِ احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۵: باجماعت نماز کی خاطر آنحضرت ﷺ اور سلف صالحین کے اہتمام کے واقعات معتمد مصادر سے لیے گئے ہیں۔

۶: باجماعت نماز کے متعلق مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کے اقوال و آراء عموماً ان کی طرف منسوب لوگوں کے ہاں معتبر کتابوں سے نقل کیے گئے ہیں۔

۷: مذکورہ بالا علماء میں سے اکثریت کا مختصر تعارف، معتبر مآخذ کی روشنی میں، کتاب کے حواشی میں دیا گیا ہے۔

۸: مراجع و مصادر تک رسائی میں آسانی کے لیے، ان کی فہرست میں، ان کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں۔

خاکہ کتاب:

پیشِ لفظ

مبحثِ اوّل: نمازِ باجماعت کے فضائل

مبحثِ دوم: نمازِ باجماعت کی فرضیت

مبحثِ سوم: نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کا نمازِ باجماعت کے لیے اہتمام

مبحثِ چہارم: باجماعت نماز کے متعلق علمائے اُمت کا موقف

---

[1] ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ١٤؛ و نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص ٢٩.

حرفِ آخر:

ا: کتاب کا خلاصہ

ب: اپیل

شکر و دُعا:

دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے ربِّ علیم وحکیم کا شکرگزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ ایسے ناتواں شخص کو اس عظیم موضوع کے متعلق کام شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اپنے استادِ محترم شیخ مناع خلیل قطان رحمہ اللہ، پروفیسر ڈاکٹر محمود میرہ، اپنے دو عزیز ساتھیوں پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد ساداتی شنقیطی، پروفیسر ڈاکٹر یوسف محی الدین ابوھلالہ کی جانب سے اس کتاب کی تیاری میں میسر آنے والی راہنمائی اور مشاورت کی بنا پر ان سب کے لیے شکرگزار اور دُعا گو ہوں۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْراً فِي الدَّارَیْنِ.

اپنے قابلِ صد احترام بزرگوار والدِ مکرم کے لیے شکرگزار اور دُعا گو ہوں، کہ اس کتاب کا آغاز ان کے ارشاد کی تعمیل میں ہوا اور نہایت ہی پیاری والدہ محترمہ ومکرّمہ کے لیے بھی، کہ وہ والدِ گرامی قدر کے ارشادات کی اولاد سے تعمیل کروانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتی تھیں۔ حَيّ و قیّوم رب کریم ان کی قبروں پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائیں اور اُن کی ساری اولاد اور نسل کو اُن کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔ إِنَّہُ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ.

میری مصروفیات کا خوب خیال رکھنے اور خوب خدمت کرنے پر اپنی اہلیہ محترمہ، بیٹوں اور بہوؤں کا شکرگزار ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات وخواتین کو اس کتاب کے اجر وثواب میں شریک فرمائیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

کتاب کی تیاری میں حسنِ تعاون کے لیے عزیزان القدر حافظ حماد الٰہی اور حافظ

سجاد الٰہی سلمہما اللہ تعالیٰ کے لیے دعا گو ہوں۔

محبت واخلاص اور نہایت باریک بینی سے کتاب کی مراجعت کے لیے محترم بھائی اور دوست میاں محمد شفیع ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اور عزیز القدر عمر فاروق قدوسی کے لیے شکرگزار اور دُعا گو ہوں۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی جَمِيْعاً خَيْرَ الْجَزَاءِ فِيْ الدَّارَيْنِ۔

اللہ کریم مجھے، سب قارئین، ہماری اولادوں اور رُوئے زمین کے تمام مسلمان مَردوں کو موت کے دن تک باجماعت نماز ادا کرنے کی عظیم نعمت سے محروم نہ فرمائیں۔ إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ۔

فضل الٰہی

۲۵۔۱۰ بجے صبح بروز ہفتہ

۷ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

بمطابق ۲۲ مئی ۲۰۱۰ء

اسلام آباد



مبحثِ اوّل

نمازِ باجماعت کے فضائل

تمہید:

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک یہ ہے، کہ انہوں نے باجماعت نماز کا بہت زیادہ اجر وثواب مقرر فرمایا ہے۔ اس کے ثواب کا آغاز اسے شروع کرنے سے پہلے ہی ہو جاتا ہے۔ مسجد میں ادا کرنے کے شوق پر اجر ملتا ہے، پھر مسجد کی طرف قدم اُٹھانے، مسجد میں داخل ہونے، وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنے، پہلی صفوں اور ان کی دائیں جانب کھڑے ہونے، تکبیرِ تحریمہ پانے، امام کے ساتھ سورۃ فاتحہ پڑھنے، آمین پکارنے سے لے کر سلام پھیرنے تک امام کی اقتداء میں رہنے، بلکہ نمازی کے گھر پہنچنے تک اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کا یہ مبارک سلسلہ جاری رہتا ہے۔

باجماعت نماز کے فضائل کے حوالے سے ایک بات یہ بھی ہے، کہ تین نمازوں عشاء، فجر اور عصر کے خصوصی فضائل ہیں۔

ان سب باتوں کے بارے میں توفیقِ الٰہی سے سترہ عنوانوں کے تحت گفتگو کی جارہی ہے۔

-۱-

مسجد کے ساتھ معلّق دل والے کے لیے عرشِ عظیم کا سایہ

مسجد میں باجماعت نماز کے فضائل واضح کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس غرض سے مسجد جانے کی تڑپ رکھنے والے شخص کو روزِ قیامت

اپنے عرشِ عظیم کے سائے تلے جگہ عطا فرمائیں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: اَلْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٌ، فَقَالَ: "إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ"، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ، أَخْفَى حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ." [1]

"سات (اقسام کے لوگوں) کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے تلے اس دن جگہ دیں گے، جب کہ ان کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا:

عدل کرنے والا امام،

اپنے رب (تعالیٰ) کی عبادت میں پروان چڑھنے والا نوجوان،

مسجدوں میں (یعنی ان کے ساتھ) لٹکے ہوئے دل والا شخص،

اللہ تعالیٰ کے لیے باہمی (حقیقی) محبت کرنے والے دو اشخاص، وہ اُسی (دینی محبت) پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اُسی پر جُدا ہوتے ہیں، [2]

حسب ونسب اور خوبصورت عورت کی دعوت پر (جواب میں) [بے شک

---

[1] متفق علیه: صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، و فضل المساجد، رقم الحديث ٦٦٠، ١٤٣/٢؛ و صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، رقم الحديث ٩١۔ (١٠٣١)، ٧١٥/٢. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

[2] یعنی ان کے درمیان یہ دینی محبت موت آنے تک باقی رہتی ہے، کسی دنیوی سبب سے ختم نہیں ہوتی۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ١٤٥/٢).

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں] کہنے والا شخص،

اس قدر مخفی انداز سے صدقہ کرنے والا شخص، کہ اس کے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے خرچ کیے ہوئے کی خبر نہ ہو،

اور اللہ تعالیٰ کو خلوت میں (اس طرح) یاد کرنے والا شخص، کہ اس کی آنکھیں (آنسوؤں) سے بہہ جائیں۔"

اور امام مالک کی روایت میں ہے:

"وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَسْجِدِ، إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ إِلَيْهِ." [1]

"مسجد سے نکلنے پر اس کے ساتھ اٹکے ہوئے دل والا شخص، یہاں تک کہ وہ اس کی طرف پلٹ آئے۔"

امام نووی نے آنحضرت ﷺ کے ارشاد [وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ] کی شرح میں لکھا ہے:

"وَمَعْنَاهُ شَدِيْدُ الْحُبِّ لَهَا، وَالْمُلَازَمَةُ لِلْجَمَاعَةِ فِيْهَا، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ دَوَامَ الْقُعُوْدِ فِي الْمَسْجِدِ." [2]

"اس کا معنی مسجد میں ہمیشہ بیٹھے رہنا نہیں، بلکہ مقصود مساجد اور ان میں نمازِ باجماعت سے چمٹے رہنے سے شدید محبت ہے۔"

علامہ عینی حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ فَضِيْلَةُ مَنْ يُلَازِمُ الْمَسْجِدَ لِلصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ بَيْتُ اللّٰهِ، وَبَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ، وَحَقِيْقٌ عَلٰى

---

[1] الموطأ، كتاب الشعر، باب ما جاء في المتحابين في الله، جزء من رقم الحديث ١٤، ٩٥٢/٢.

[2] شرح النووي ١٢١/٧.

الْمَزُوْرِ إِكْرَامُ الزَّائِرِ ، فَكَيْفَ بِأَكْرَمِ الْكُرَمَاءِ؟" [1]

''اور اس میں با جماعت نماز کے لیے مسجد کے ساتھ چمٹنے والے کی فضیلت ہے، کیونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور ہر متقی (شخص) کا گھر ہے اور میزبان پر مہمان کی تکریم واجب ہوتی ہے اور (تمام) سخیوں سے بڑے سخی کی (اپنے مہمان کی) تکریم کیسے ہوگی؟''

-۲-

نمازِ باجماعت کے لیے مسجد جانے کے فضائل

باجماعت نماز کا اجر وثواب اس کے آغاز سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی خاطر روانہ ہونے والے قدموں کے نشانات نہ صرف تحریر کیے جاتے ہیں، بلکہ ان کے لکھنے میں مسابقت کرتے ہوئے مقرّب فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں۔ اس غرض سے جانے پر خیریت سے زندہ رہنے اور عافیت سے فوت ہونے کی ضمانت ملتی ہے۔ اس سے گناہ مٹائے اور درجات بلند کیے جاتے ہیں اور یہ بات صرف جانے والے قدموں کی وجہ ہی سے نہیں، بلکہ واپس آتے ہوئے قدموں کی بنا پر بھی میسّر آتی ہے۔

علاوہ ازیں فرض نماز کے لیے پاک صاف ہو کر روانہ ہونے والا احرام والے حاجی کا ثواب پاتا ہے۔ اللہ قادر اس کے ضامن بنتے ہیں۔ اس کا مسجد کی طرف جانا [جہاد فی سبیلِ اللہ] قرار پاتا ہے۔ روزِ قیامت کامل نور حاصل کرنے کی بشارت کا سبب بنتا ہے۔ ہر آنے جانے پر اس کی خاطر جنت میں ایک مہمانی یا ایک محل تیار کیا جاتا ہے۔

انہی فضائل کے متعلق آئندہ صفحات میں تیرہ عنوانات کے تحت توفیقِ الٰہی سے تفصیلی گفتگو کی جا رہی ہے:

---

[1] عمدة القاري ٥/ ١٨٠.

ا: مسجد کی طرف اُٹھنے والے قدموں کے نشانات کا تحریر کیا جانا:

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''بنوسلِمہ ❶ نے مسجد (نبوی) کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔

انہوں نے بیان کیا: ''اور (مسجد کے قرب میں) جگہیں خالی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ (خبر) پہنچی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''يَا بَنِي سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ.''

''اے بنوسلِمہ! اپنے گھروں (ہی) میں رہو۔ تمہارے (قدموں کے) نشانات قلم بند ہوتے ہیں۔''

سوانہوں نے کہا: ''مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا.'' ❷

''ہمیں یہ پسند نہ تھا، کہ ہم منتقل ہو چکے ہوتے۔''

امام نووی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''مَعْنَاهُ: اِلْزَمُوْا دِيَارَكُمْ، فَإِنَّكُمْ إِذَا لَزِمْتُمُوْهَا كُتِبَتْ آثَارُكُمْ وَخُطَاكُمُ الْكَثِيْرَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ.'' ❸

''اس سے مراد یہ ہے: اپنے گھروں میں ٹکے رہو، کیونکہ ان میں ٹکے رہنے کی صورت میں مسجد کی طرف اُٹھنے والے تمہارے (قدموں کے) بہت سے نشانات لکھے جاتے ہیں۔''

---

❶ (بنو سلمه): انصار کا ایک مشہور قبیلہ۔ (سَلِمه) لام کی زیر کے ساتھ ہے۔ عرب میں اس کے علاوہ کسی اور قبیلے کا نام لام کی زیر کے ساتھ نہیں۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ٥/١٦٩؛ وإكمال إكمال المعلم ٢/٣٣٠).

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، رقم الحديث ٢٨ ـ (٦٦٥)، ١/٤٦٢.

❸ شرح النووي ٥/١٦٩.

علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، کہ بنوسلمہ کے لیے [اپنے گھروں ہی میں رہنے] کا یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم درجِ ذیل آیتِ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد کا تھا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ﴾ [1]

''بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو (نیک) کام وہ آگے بھیج چکے اور ان کے چھوڑے ہوئے نشان، ہم انہیں لکھ رہے ہیں۔''

امام ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَأَرَادُوْا النَّقْلَةَ إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ﴾" [2]

''بنوسلمہ مدینہ (طیبہ) کے ایک کنارے میں (رہائش رکھتے) تھے۔ انہوں نے مسجد (نبوی) کے پڑوس میں منتقلی کا ارادہ کیا، تو یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ: بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور جو (نیک) کام وہ آگے بھیج چکے اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات، ہم انہیں لکھ

---

[1] سورة يس / جزء من الآية ١٢.

[2] جامع الترمذي، أبواب تفسير القران، سورة يس، رقم الحديث ٣٤٤٣، ٦٨/٩. امام ترمذی نے اسے [حسن غریب] کہا ہے۔ امام حاکم نے اسی مفہوم کی حدیث روایت کر کے اسے [صحیح] قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ علامہ واحدی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ علامہ مبارکپوری لکھتے ہیں: اسے ابن ابی حاتم، ابن جریر اور بزّار نے روایت کیا ہے۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٦٨/٩؛ و المستدرك على الصحيحين ٤٢٨/٢-٤٢٩؛ والتلخيص ٤٢٩/٢؛ و أسباب النزول للواحدي ص ٢٧٤؛ و صحيح سنن الترمذي ٩٧/٣).

رہے ہیں۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا:

"بلاشبہ تمہارے تو (قدموں کے) نشانات تحریر کیے جاتے ہیں، سو تم نقل مکانی نہ کرو۔"

مزید برآں یہی بات امام ابنِ ماجہ نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ [1]

ب: قدموں کے نشانات کا مسجد سے واپسی پر بھی لکھا جانا:

امام مسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک انصاری صحابی کے متعلق روایت نقل کی ہے، جو کہ مسجد نبوی سے دُور رہنے کے باوجود، باجماعت نمازیں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا، کہ اس صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

"مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِيْ إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ ، إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ يُكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرَجُوْعِيْ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِيْ."

"مجھے یہ پسند نہیں، کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ بلاشبہ میں تو چاہتا ہوں، کہ میرا مسجد کی طرف جانا اور اپنے گھر کی طرف لوٹتے ہوئے میرا پلٹ کر آنا تحریر کیا جائے۔"

رسول اللہ ﷺ نے (جواب میں) فرمایا:

---

[1] ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجہ، أبواب المساجد، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجراً، رقم الرواية ۷٦۹، ۱/ ۱٤۱۔ حافظ منذری نے اس کی [سند کو جید] اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۱/ ۲۰۹؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۱/ ۱۳۱؛ و صحيح الترغيب والترهيب ۱/ ۱۹۵).

"قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ." [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تمہارے لیے جمع کر دیا ہے۔''

امام ابن حبان کی روایت میں ہے:

"أَعْطَاكَ اللّٰهُ ذٰلِكَ أَجْمَعَ، أَنْطَاكَ اللّٰهُ مَا احْتَسَبْتَ أَجْمَعَ." [2]

''اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تجھے عطا فرما دیا ہے، تم نے جس ثواب کو طلب کیا، وہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ نے تجھے دے دیا۔''

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ دُور سے باجماعت نماز کے لیے آنے والے انصاری صحابی نے جب آنحضرت ﷺ کے رُوبرو اپنی یہ خواہش ظاہر کی، کہ ان کا مسجد کی طرف آنا اور گھر پلٹ کے جانا لکھا جائے، تو آنحضرت ﷺ نے انہیں بشارت دی، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش پوری فرمائی۔

ج: مسجد کی طرف [پیدل جانے] کو لکھنے میں مقرب فرشتوں کا تکرار کرنا:

نمازِ باجماعت کی خاطر آنے کے فضائل میں سے ایک بات یہ ہے، کہ مقرب فرشتے اس غرض سے [پیدل چل کر آنے] کے عمل کو احاطۂ تحریر میں لانے اور اس کی رپورٹ بارگاہِ رب العالمین میں پیش کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لینے میں آپس میں تکرار کرتے ہیں۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

---

[1] ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، رقم الحديث ٢٧٨۔ (٦٦٣)، ١/ ٤٦٠۔٤٦١.

[2] الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ذكر السبب الذي من أجله قال ﷺ: "أنطاك الله ذلك"، جزء من رقم الحديث ٢٠٤١، ٥/ ٣٩٠. شیخ ارناؤوط نے اس کی [سند کو صحیحین کی شرط پر] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ٥/ ٣٩٠).

بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ."

''آج شب میرے رب میرے پاس بہترین صورت میں تشریف لائے۔''

انہوں (یعنی راوی) نے کہا:

"أَحْسَبُهُ قَالَ: "فِي الْمَنَامِ."

''میرا خیال ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نیند (یعنی خواب) میں۔''

(پھر آنحضرت ﷺ نے بیان کیا): انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ارشاد فرمایا:

"يَا مُحَمَّدُ ..... ﷺ ..... ! هَلْ تَدْرِي فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟"

''اے محمد ۔ﷺ۔! کیا آپ کو معلوم ہے، کہ برگزیدہ فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں؟''

میں نے کہا:

"نَعَمْ، فِي الْكَفَّارَاتِ ، وَالْكَفَّارَاتُ: اَلْمَكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ."[1]

''جی (ہاں)، کفارات میں اور کفارات: (یہ ہیں): نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنا، پیدل چل کر باجماعت نماز کی طرف جانا اور نہ چاہنے کے باوجود مکمل وضو کرنا۔''

باجماعت نماز کے لیے پیدل جانے کی قدر و منزلت اُجاگر کرنے کے لیے یہ بات بہت کافی ہے، کہ برگزیدہ فرشتے اس عمل کے تحریر کرنے اور بارگاہِ الٰہی میں پیش

[1] جامع الترمذي ، أبواب تفسير القرآن، سورة ص ، جزء من رقم الحديث ٣٤٥٠، ٩/ ٧٣۔ ٧٥. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ٣/ ٩٨).

کرنے میں سبقت کی خاطر آپس میں جھگڑتے ہیں۔

د: اس عمل کا موت وحیات کے باعافیت ہونے کا ایک سبب ہونا:

سابقہ حدیث ہی میں ہے:

"وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ." [1]

"اور جس نے یہ (یعنی حدیث میں ذکر کردہ تین اعمال) کیے، وہ عافیت سے زندگی بسر کرے گا اور اسے خیریت سے موت آئے گی۔"

موت وحیات کا باعافیت ہونا کس قدر عظیم الشان انعام ہے! اے اللہ کریم! ہمیں اس سے محروم نہ رہنے دینا۔ آمین يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

ہ: اس عمل کا گناہوں کے مٹنے اور بلندیٔ درجات کا ایک سبب ہونا:

سابقہ حدیث میں یہ بھی ہے:

"وَكَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ." [2]

"وہ اپنی ماں کے اسے جنم دینے کے دن کی طرح اپنے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔"

علاوہ ازیں بعض دیگر احادیث میں بھی نمازِ باجماعت کے لیے جانے کی اس فضیلت کا ذکر ہے۔ اسی سلسلے میں ذیل میں دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُوْ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟"

"کیا میں تمہیں وہ نہ بتلاؤں، کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خطائیں

---

[1] حدیث کی تخریج سابقہ حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

[2] اس کی تخریج بھی سابقہ حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

مٹاتے ❶ اور درجات بلند فرما ❷ دیتے ہیں۔"

انہوں نے عرض کیا:

"بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ ﷺ ـ!"

"یارسول اللہ ـ ﷺ ـ! ضرور (راہنمائی) فرمائیے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ." ❸

"نہ چاہنے کے باوجود ❹ پورا وضو بنانا، مساجد کی طرف بہت سے قدم ❺ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار۔ یہی تمہارا رباط ہے۔"

امام مالک کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

"فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ." ❻

"پس یہی تمہارا رباط ہے، یہی تمہارا رباط ہے، یہی تمہارا رباط ہے۔"

---

❶ (خطائیں مٹانا): قاضی عیاض رقم طراز ہیں، کہ اس میں انہیں معاف کرنے کے متعلق کنایہ ہے۔ اس بات کا بھی احتمال ہے، کہ اس سے مقصود اعمال لکھنے والے فرشتوں کے دفاتر سے انہیں محو کرنا ہو۔ (اس دوسرے معنٰی کے مطابق بھی) حدیث میں ان کی معافی کی دلیل ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۳/ ۱٤۱)

❷ (درجات کی بلندی): اس سے مراد جنت میں ان کے مراتب کی بلندی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/ ۱٤۱).

❸ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، رقم الحديث ٤١ـ (۲٥۱)، ۱/ ۲۱۹.

❹ (نہ چاہنے کے باوجود): جیسے شدت کی سردی، جسم کی درد وغیرہ کی وجہ سے وضو کرنے کے لیے دل آمادہ نہ ہو۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۳/ ۱٤۱).

❺ (مساجد کی طرف بہت سے قدم): یہ بات گھر کی مسجد سے دُوری اور بار بار آنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/ ۱٤۱).

❻ الموطا، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب انتظار الصلاة والمشي إليها، رقم الحديث ٥٥، ۱/ ۱٦۱.

[الرباط] سے مراد:

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

"بنیادی طور پر [الرباط] کا معنٰی دشمن کے خلاف لڑائی کے ذریعہ جہاد کرنا، گھوڑے پالنا اور انہیں تیار کرنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا تینوں اعمال کو اس [یعنی جہاد] کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ مقصود یہ ہے، کہ ان اعمال کا کرنا [جہاد فی سبیل اللہ] کی مانند ہے۔" ❶

[الرباط] کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ جس چیز کے ساتھ کسی کو باندھا جائے اسے [الرباط] کہتے ہیں، ان اعمال کے نافرمانی اور حرام کاموں سے روکنے کی بنا پر انہیں [الرباط] کا نام دیا گیا ہے۔ ❷

تنبیہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ مسجد کی طرف اُٹھنے والے قدموں کی بنا پر درجات بلند ہوتے ہیں۔

۲: حضراتِ ائمہ ابو یعلیٰ، بزّار اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَإِعْمَالُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَغْسِلُ الْخَطَايَا غَسْلًا." ❸

---

❶ النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "ربط"، ۲/۱۸۵.

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۱۸۶.

❸ مسند أبي يعلى، رقم الحديث ۲۲۸ـ (۴۸۸)، ۲/۳۷۹؛ و المستدرك على الصحيحين، كتاب الطهارة، ۱/۱۳۱. امام حاکم نے اسے [مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ حافظ منذری لکھتے ہیں، کہ اسے ابو یعلیٰ اور بزار نے [صحیح سند کے ساتھ] اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ حافظ ہیثمی نے قلم بند کیا ہے، کہ اسے ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے [راویان صحیح کے روایت کرنے والے] ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۱۳۲؛ والتلخيص ۱/۱۳۴؛ والترغيب والترهيب ۱/۱۵۸؛ و صحيح الترغيب والترهيب ۱/۱۹۵).

''نہ چاہنے کے باوجود مکمل وضو کرنا، مسجدوں کی طرف قدموں کا اُٹھانا اور (ایک) نماز کے بعد (دوسری) نماز کا انتظار گناہوں کو اچھی طرح صاف کردیتے ہیں۔''

و: باجماعت نماز سے واپسی پر گناہوں کا مٹنا اور درجات بلند ہونا:

گناہوں کا مٹنا اور درجات بلند ہونا، صرف مسجد کی طرف جانے پر ہی نہیں، بلکہ آنے پر بھی یہی ثواب ملتا ہے۔

حضراتِ ائمہ احمد، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ رَاحَ إِلَی مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فَخُطْوَةٌ تَمْحُو سَيِّئَةً، وَخُطْوَةٌ تُكْتَبُ لَهُ حَسَنَةٌ ، ذَاهِبًا وَرَاجِعًا.''[1]

''جو شخص جماعت والی مسجد کی طرف جائے، تو (اس کا) ایک قدم گناہ مٹاتا ہے اور (دوسرے) قدم کی وجہ سے نیکی لکھی جاتی ہے، جاتے ہوئے (بھی) اور واپس آتے ہوئے (بھی)۔''

امام ابن حبان نے اس پر درجِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[ذِكْرُ حَطِّ الْخَطَايَا وَرَفْعِ الدَّرَجَاتِ بِالْخُطَى مَنْ أَتَى الصَّلَاةَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ .][2]

---

[1] المسند، رقم الحديث ٦٥٩٩، ١٠٣/١٠؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، فصل في فضل الجماعة، رقم الحديث ٢٠٣٩، ٣٨٧/٥. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ حافظ منذری رقم طراز ہیں: ''اسے احمد نے [سندِ حسن] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ طبرانی نے اور ابن حبان نے اپنی (کتاب) الصحیح میں بھی روایت کیا ہے۔'' شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ٢٧٠/١؛ و صحيح الترغيب والترهيب ٢٤١/١)۔

[2] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٣٨٧/٥.

''نماز کے لیے آئے ہوئے شخص کے قدموں سے گناہوں کے جھڑنے اور درجات کی بلندی کا ذکر، یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آئے۔''

ز: پاک صاف ہو کر فرض نماز کی خاطر نکلنے والے کا احرام والے حاجی کی مانند اجر:

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلٰى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ.'' [1]

''اپنے گھر سے اچھی طرح پاک صاف ہو کر فرض نماز کے لیے روانہ ہونے والے شخص کا اجر احرام باندھ کر حج کرنے والے شخص کے اجر کی مانند ہے۔''

آنحضرت ﷺ کے ارشاد [كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ] ''احرام والے حاجی کے ثواب کی مانند'' کی شرح میں علامہ زین العرب رقم طراز ہیں:

''كَامِلُ أَجْرِهِ.'' [2]

''اس (یعنی حج) کا پورا ثواب۔''

اللہ اکبر! پاک صاف ہو کر فرض نماز کی خاطر مسجد جانے کا ثواب کتنا عظیم الشان اور زیادہ ہے! توفیقِ الٰہی سے اس کی وجہ سے ہر روز پانچ، ہفتے میں پینتیس، مہینے میں

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ٢٢٣٠٤، ٣٦/٦٤٠؛ و سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل المشي إلى الصلاة، جزء من رقم الحديث ٥٥٤، ٢/١٤٨. الفاظِ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ١/١١١؛ و هامش مشكاة المصابيح ١/٢٢٧؛ و هامش شرح السنة ٢/٣٥٧؛ و هامش المسند ٣٦/٦٤٠).

[2] منقول از: عون المعبود ٢/٢٦٣.

ایک سو پچاس اور ہر سال میں ایک ہزار سات سو پچھتّر بار حج کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس قدر عظیم المرتبت اور اتنا زیادہ ثواب صرف جانے پر ہے، تو سنّت کے مطابق نمازِ باجماعت ادا کرنے پر اجر کیسا اور کتنا ہوگا؟ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَا تَحْرِمْنَا مِنْهُ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْمُجِيْبُ. [1]

ح: اللہ تعالیٰ کا مسجد کی طرف روانہ ہونے والے کے لیے ضامن ہونا:

امام ابوداود نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ، فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ؛ وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ، فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ ؛ وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ." [2]

"اللہ تعالیٰ تین (اقسام کے لوگوں) کے ضامن ہیں: اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کی خاطر نکلنے والا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہوتا ہے۔ اسے فوت کریں، تو جنت میں داخل فرمائیں گے یا اسے حاصل ہونے والے اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹائیں گے،

مسجد کی طرف جانے والا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہوتا ہے۔ اسے فوت کریں، تو جنت میں داخل فرمائیں گے یا حاصل ہونے والے اجر و غنیمت

---

[1] اے اللہ! ہمارے رب! ہمیں اس (ثواب) سے محروم نہ فرمانا۔ یقیناً آپ ہی خوب سننے والے اور فریادوں کو بہت پورا فرمانے والے ہیں۔

[2] سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فضل الغزو في البحر، رقم الحديث ۲۱۹۱، ۱۲۳/۷. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۴۷۳/۲).

کے ساتھ لوٹائیں گے،

اور اپنے گھر میں سلام کے ساتھ داخل ہونے والا اللہ عزوجل کی سپرداری میں ہوتا ہے۔''

صحیح ابن حبان میں ہے:

''ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ: إِنْ عَاشَ رُزِقَ وَكُفِيَ ، وَإِنْ مَاتَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ: مَنْ دَخَلَ بَيْتَهُ، فَسَلَّمَ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ؛ وَمَنْ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ؛ وَمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ.'' [1]

''تین (اقسام کے لوگ) ان سب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے: (ان میں سے ہر ایک) اگر زندہ رہے، تو اسے رزق دیا جائے گا اور اس کی کفایت کی جائے گی اور اگر فوت ہوگیا، تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیں گے:

جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ضامن ہیں،

جو مسجد کی طرف نکلے، تو اس کے ضامن اللہ تعالیٰ ہیں،

اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے، تو اس کے ضامن اللہ تعالیٰ ہیں۔''

اللہ جلّ جلالہ کی ذمہ داری کس قدر قوی، مضبوط اور جلیل القدر ہے! کائنات میں

[1] الإحسان في صحيح ابن حبّان، كتاب البر والإحسان ، باب إفشاء اسلام وإطعام الطعام، ذكر تضمن اللّٰه جلّ وعلا دخول الجنة للمسلّم على أهله عند دخوله عليهم إن مات، وكفايته ورزقه إن عاش، رقم الحديث ٤٩٩، ٢/٢٥١ـ ٢٥٢. شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/٢٤٨؛ و هامش الإحسان ٢/٢٥٢).

ایسی قابلِ اعتماد اور طاقت ور ضمانت، حفاظت اور سپرداری کسی اور کی نہیں، کہ اس کے میسّر آنے پر بندہ دنیا میں رزق دیا جائے، مصائب و مشکلات سے اس کے لیے کفایت کی جائے اور فوت ہونے پر جنت میں داخل کیا جائے۔ ربِّ کعبہ کی قسم! یہ تو عظیم کامیابی ہے!

اے ربِّ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس سے محروم نہ رہنے دیجیے۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

ط: نماز کے لیے جانے والے کا گھر پلٹنے تک حالتِ نماز میں ہونا:

اس سلسلے میں ذیل میں دو حدیثیں ملاحظہ فرمایئے:

۱: امام ابوداؤد نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ، فَأَحْسَنَ وَضُوْءَهُ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ، فَإِنَّهُ فِيْ صَلَاةٍ.''[1]

''تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے ارادے سے نکلے، تو وہ اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل نہ کرے، کیونکہ بلاشبہ وہ (حالتِ) نماز میں ہے۔''

امام ابن حبان نے اس حدیث کو اپنی کتاب [الصحیح] میں حسبِ ذیل عنوان کے تحت روایت کیا ہے:

[ذِكْرُ كَتَبَةِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا الصَّلَاةَ لِلْخَارِجِ إِلَى الْمَسْجِدِ

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في الهدي في المشي إلى الصلاة، رقم الحديث ۵۵۸، ۲/ ۱۸۸-۱۸۹. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۱/ ۱۱۲).

يُرِيْدُ أَدَاءَ فَرْضِهِ مَا دَامَ يَمْشِيْ فِيْ طَرِيْقِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ .]❶

''مسجد کی طرف فرض نماز ادا کرنے کے ارادے سے روانہ ہونے والے کا، جب تک وہ مسجد کی راہ میں ہو، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے حالتِ نماز میں لکھنے کا بیان۔''

۲: ایسا شخص صرف مسجد کی طرف جاتے وقت ہی نہیں، بلکہ اپنے گھر واپس پہنچنے تک حالتِ نماز میں لکھا جاتا ہے۔ امام ابن خزیمہ اور امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهِ ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ ، كَانَ فِيْ صَلَاةٍ حَتَّى يَرْجِعَ ، فَلَا يَقُلْ هٰكَذَا : وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ . ''❷

''جب تم میں سے کوئی اپنے گھر وضو کرلے، پھر مسجد میں آئے، تو وہ (اپنے گھر) پلٹنے تک نماز میں ہوتا ہے، لہٰذا وہ ایسے نہ کرے: ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے (ایک ہاتھ کی) انگلیاں (دوسرے ہاتھ کی) انگلیوں میں داخل فرمائیں۔''

[حالتِ نماز] میں ہونے سے مراد یہ ہے، کہ اس کے لیے نماز ادا کرنے کا

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، رقم الحديث ٢٠٣٦، ٥/٣٨٢-٣٨٣.

❷ صحيح ابن خزيمه، كتاب الصلاة، باب النهي عن التشبيك بين الأصابع عند الخروج إلى الصلاة، رقم الحديث ٤٤٧، ١/٢٢٩؛ و المستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة ١/٢٠٦. امام حاکم نے اسے [شیخین کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١/٢٠٦؛ والتلخيص ١/٢٠٦؛ و صحيح الترغيب والترهيب ١/٢٢٧).

اجر وثواب لکھا جاتا ہے۔ علامہ عبید اللہ مبارکپوری حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

"وَفِيهِ أَنَّهُ يُكْتَبُ لِقَاصِدِ الصَّلَاةِ أَجْرُ الْمُصَلِّي مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَعُوْدَ إِلَيْهِ ." [1]

"اس (حدیث) میں ہے، کہ ارادۂ نماز سے روانہ ہونے والے کے لیے گھر سے نکلنے سے لے کر، اس کے (گھر) واپس آنے تک، نماز ادا کرنے والے کا ثواب تحریر کیا جاتا ہے۔"

ی: مسجد کی طرف آنے جانے کا [جہاد فی سبیل اللہ] سے ہونا:

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"اَلْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ إِلَى هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ." [2]

"ان مساجد کی طرف دن کے پہلے اور پچھلے پہر جانا [جہاد فی سبیل اللہ] سے ہے۔"

اس روایت کے حوالے سے دو باتیں:

۱: [جہاد فی سبیل اللہ] سے ہونے سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ مسجد کی طرف آنے جانے پر [جہاد فی سبیل اللہ] کا ثواب دیتے ہیں۔

اس بات کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اعمال: [نہ چاہنے کے باوجود کامل وضو بنانا، مساجد کی طرف بہت قدم (چل کر جانا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا] کے متعلق فرمایا:

"فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ."

"یہ تمہارا [رباط] ہے۔"

---

[1] مرعاة المفاتيح ٣/٣٦٥؛ نیز ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٣/٧٨.

[2] المسند، جزء من رقم الرواية ٢٠٢٣٠٤، ٣٦/٦٤٠. شیخ ارناؤوط نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٦/٦٤٠).

یعنی تمہارا ان اعمال کا کرنا [جہاد فی سبیل اللہ] کی مانند ہے۔ ❶

۲: مذکورہ بالا روایت کی نسبت حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ آنحضرت ﷺ کی طرف نہیں کی، لیکن حضراتِ صحابہ — جیسا کہ محدّثین نے بیان کیا ہے — کسی عمل کے ثواب وعقاب کا بیان اپنی طرف سے نہیں کرتے۔ اس بارے میں ان کا مرجع آنحضرت ﷺ ہوتے ہیں، اسی بنا پر حضراتِ صحابہ کے ایسے اقوال کو [حکمًا مرفوع] قرار دیا جاتا ہے۔

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ مسجد کی طرف آنے جانے والا [جہاد فی سبیل اللہ] کا ثواب پاتا ہے۔ جب یہ عظیم الشان ثواب صرف جانے آنے پر ہے، تو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے پر اجر کس قدر جلیل القدر ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مِنْهُ جَمِيْعًا . آمِيْنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ .

ک: تاریکیوں میں بار بار مسجد جانے پر روزِ قیامت کامل نور کی بشارت:

اس بارے میں ذیل میں دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: آنحضرت ﷺ کا ایسے لوگوں کو خود بشارت دینا:

امام ابن ماجہ اور امام ابن خزیمہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لِيُبَشَّرِ الْمَشَّاؤُوْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِنُوْرٍ تَامٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.'' ❷

''ظلمتوں میں مسجدوں کی طرف بار بار جانے والوں کے لیے روزِ قیامت

❶ یہ حدیث، اس کی تخریج اور شرح اس کتاب کے صفحات ۳۱۔۳۲ میں گزر چکی ہے۔

❷ سنن ابن ماجه، أبواب المساجد والجماعات، باب المشي إلى الصلاة، رقم الحديث ٧٦٤، ١/١٤٠؛ و صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، و ما فيها من السنن، باب فضل المشي إلى الصلاة في الظلام بالليل، رقم الحديث ١٤٩٨، ٢/٣٧٧. ⇦⇦⇦

کامل نور (پانے) کی بشارت ہے۔''

حدیث کے حوالے سے پانچ باتیں:

I: (لِيَبْشَرْ): یہ (لِيَفْرَحْ) کا ہم وزن اور ہم معنٰی ہے۔ مراد یہ ہے، کہ وہ خوش ہو جائیں۔ یا یہ (الإبشار) سے ہے اور مقصود یہ ہے، کہ وہ خوش خبری سن لیں یا ان کے لیے بشارت ہے۔ [1]

II: (اَلْمَشَّائِيْنَ): مَشَّاءٌ کی جمع اور صیغہ مبالغہ ہے۔ مراد یہ ہے، کہ وہ اتنی کثرت اور تکرار سے مسجدوں کی طرف آتے ہیں، کہ یہ ان کی عادت بن چکی ہے۔ کبھی کبھار آنے والے لوگ ان میں شامل نہیں۔

III: (فِي الظُّلَمِ) [اندھیروں میں]: اس سے مقصود عشاء وفجر دونوں نمازوں کے لیے جانا ہے، کیونکہ یہ دونوں نمازیں تاریکیوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ [2]

IV: (بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) [روزِ قیامت کامل نور]: یعنی ان کے لیے پل صراط عبور کرتے ہوئے ہر جانب سے نور ہو گا، جس کی روشنی میں وہ اسے عبور کریں گے۔

علامہ طیبی لکھتے ہیں، کہ نور کے کامل ہونے اور روزِ قیامت کے ذکر میں اس دن اہلِ ایمان کے منوّر چہروں کی طرف اشارہ ہے، جس کا ذکر ارشادِ ربانی میں ہے:

﴿نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ

⇐⇐⇐ الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح لغیرہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترهيب ١/٢٤٧)۔ حافظ منذری نے لکھا ہے: یہ حدیث ابن عباس، ابن عمر، ابی سعید خدری، زید بن حارثہ اور ان کے علاوہ (دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم) کے حوالے سے روایت کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: (الترغيب والترهيب ١/٢١٣)۔

[1] ملاحظہ ہو: إنجاز الحاجة ٣/٤٨٩-٤٩٠.

[2] ملاحظہ ہو: هامش صحيح الترغيب والترهيب ١/٢٤٦.

لَنَا نُوْرَنَا﴾ ❶

''ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ وہ کہہ رہے ہوں گے: ''اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا فرما دیجیے۔''

V: اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے، کہ دورِ حاضر میں گلیوں اور بازاروں میں موجود روشنیوں میں عشاء و فجر کے لیے جانے والے بھی حدیث شریف میں بیان کردہ ثواب حاصل کریں گے، کیونکہ وہ اوقات تو تاریکی کے ہی ہیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ. ❷

۲: ایسے لوگوں کو بشارت دینے کا حکمِ نبوی ﷺ:

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِيْ الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.'' ❸

''تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف بار بار جانے والوں کو روزِ قیامت کامل نور کی بشارت دو۔''

علامہ مناوی حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

''جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی غرض سے رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف جانے کی مشقت برداشت کی، تو اس کے صلے میں انہیں نور

---

❶ سورة التحريم/ جزء من الآية ٨.

❷ ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٢/ ٤٢٤؛ و فيض القدير ٣/ ٢٠١.

❸ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في المشي إلى الصلاة في الظلم، رقم الحديث ٥٥٧، ٢/ ١٨٨؛ و جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة، رقم الحديث ٢٢٣، ٢/ ١٣. حافظ منذری نے اس کی سند کے راویوں کو [ثقہ] کہا ہے اور شیخ البانی نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ١/ ٢١٢؛ و صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٢٤٦).

دیا گیا، جو روزِ قیامت ان کے لیے روشنی مہیا کرے گا۔" ❶

اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس نور سے محروم نہ رہنے دینا۔ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

ل: مسجد کی طرف ہر آنے جانے پر جنت میں مہمانی کی تیاری:
م: مسجد کی طرف ہر آنے جانے پر جنت میں ایک گھر کی تیاری:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْرَاحَ." ❷

"جو شخص مسجد کی طرف آئے جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر آنے یا پلٹنے پر اس کے لیے جنت میں ایک مہمانی تیار فرماتے ہیں۔"

حدیث شریف کے حوالے سے دو باتیں:

I: حافظ ابن حجر نے حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں [غَدَا] کی بجائے [خَرَجَ] [یعنی روانہ ہوا] ہے اور اس طرح [اَلْغُدُوُّ] سے مقصود [جانا] اور [اَلرَّوَاحُ] سے مراد [واپس آنا] ہوگا۔ ❸

---

❶ فيض القدير ٣ / ٢٠١.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد و من راح، رقم الحديث ٦٦٢، ٢ / ١٤٨؛ و صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب المشي إلى الصلاة تمحي به الخطايا و ترفع به الدرجات، رقم الحديث ٢٨٥ - (٦٦٩)، ١ / ٤٦٣. الفاظِ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢ / ١٤٨. حافظ رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے: بنیادی طور پر [الغُدُوَّة] سے مراد دن کے ابتدائی حصے میں جانا اور [الرّواح] سے زوال کے بعد جانا ہوتا ہے، لیکن بسا اوقات ان دونوں کو کسی وقت بھی جانے میں استعمال کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢ / ١٤٨؛ نیز ملاحظہ ہو: المفهم ٢ / ٢٩٤).

اس تشریح کی روشنی میں حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ جنت میں ایک مہمانی مسجد کی طرف جانے پر اور ایک وہاں سے واپس آنے پر تیار ہوتی ہے۔
اللہ اکبر! مسجد آنے جانے کا ثواب کس قدر عظیم اور کتنا زیادہ ہے!

II: (نزلا) کو دو طرح پڑھا گیا ہے:
ا: نون اور زاء دونوں کے پیش کے ساتھ اور اس سے مراد وہ جگہ ہے، جو مسجد کی طرف جانے یا وہاں سے پلٹنے کے سلے میں اللہ تعالیٰ تیار کرتے ہیں۔ اس معنٰی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امام ابن حبان نے درجِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:
[ذِكْرُ إِعْدَادِ اللّٰهِ الْمَنْزِلَ فِي الْجَنَّةِ لِلْغَادِي وَالرَّائِحِ إِلَى الصَّلَاةِ][1]
[نماز کی طرف جانے اور اس سے واپس آنے والے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گھر تیار کرنے کا ذکر]
ب: (نون) کے پیش اور [زا] کے سکون کے ساتھ اور اس سے مراد تیار کردہ ضیافت ہے۔ اسی معنٰی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے امام ابن خزیمہ نے حسبِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:
[بَابُ ذِكْرِ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ مِنَ النُّزْلِ فِي الْجَنَّةِ لِلْغَادِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَالرَّائِحِ إِلَيْهِ.][2]
[نماز کی غرض سے دن کے پہلے پہر اور پچھلے پہر جانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیار کردہ ضیافت کے بارے میں باب]۔
اللہ اکبر! مسجد کی طرف نماز کے لیے جانے آنے کا صلہ کتنا زیادہ اور کس قدر عظیم ہے! ہر جانے اور وہاں سے ہر آنے پر جنت میں ایک گھر یا ایک ضیافت کا تیار

---

[1] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٥/ ٣٨٥.
[2] صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، ٢/ ٣٧٦.

ہونا، اس طرح ہر روز دس، ہر مہینے میں کم و بیش تین سو اور ہر سال میں تقریباً تین ہزار پانچ سو پچاس جنت کی ضیافتیں یا جنت کے محلّات تیار کیے جائیں۔

پھر ان ضیافتوں یا محلّات کی عمدگی، اچھائی اور نفاست کیسی ہوگی، کہ ان کے تیار کرنے والے خود خالقِ کائنات اللہ عزوجل ہیں! اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مِنْهَا، وَلَا أَوْلَادَنَا، وَإِخْوَانَنَا، وَأَخَوَاتِنَا، وَأَوْلَادَهُمْ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ أَجْمَعِيْنَ. آمين يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ!

-۳-

مسجد میں آنے والے کا اللہ تعالیٰ کا مہمان بننا

امام طبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهِ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ، فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ، وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ." [1]

"جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو بنایا، پھر وہ مسجد آیا، تو وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے اور بے شک میزبان کے ذمے مہمان کی تکریم کرنا لازم ہے۔"

جب میزبان اللہ جل جلالہ ہوں، تو تکریم کیسی ہوگی؟ زبان و قلم ہی اس کے بیان سے قاصر نہیں، بلکہ انسانی ذہن بھی اس کے کماحقہ تصور کرنے سے عاجز ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مِنْهُ. آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

---

[1] مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب الصلاة، باب المشي إلى المساجد، ۲/ ۳۱. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: "اسے طبرانی نے (المعجم) الکبیر میں روایت کیا ہے، اور اس کی دو میں سے ایک [سند کے راویان] صحیح کے روایت کرنے والے [ہیں]۔" (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۳۱).

حضراتِ صحابہ بھی اس عظیم الشان فضیلت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ذیل میں اس حوالے سے تین روایات ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام ابن مبارک نے عمرو بن میمون سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: "إِنَّ بُيُوْتَ اللّٰهِ فِيْ الْأَرْضِ الْمَسَاجِدُ ، وَإِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكْرِمَ مَنْ زَارَهُ فِيْهَا." ❶

''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ فرمایا کرتے تھے:

''بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر مسجدیں ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے، کہ ان (یعنی مساجد) میں ان (یعنی اللہ تعالیٰ) کی زیارت کے لیے حاضر ہونے والے کی عزت افزائی فرمائیں۔''

ب: امام ابن ابی شیبہ نے عمرو بن میمون کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے فرمایا:

"اَلْمَسَاجِدُ بُيُوْتُ اللّٰهِ فِيْ الْأَرْضِ ، وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ زَائِرَهُ." ❷

''مسجدیں زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور میزبان پر اپنے مہمان کی عزت کرنا فرض ہے۔''

ج: امام ابن ابی شیبہ نے ہی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے فرمایا:

---

❶ كتاب الزهد (زيادات الزهد لنعيم بن حماد)، رقم الرواية ٦، ص ٢.

❷ المصنف، كتاب الزهد، ما جاء في لزوم المساجد، رقم الرواية ١٦٤٦٣، ٣١٨/١٣.

"مَنْ تَوَضَّأَ ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لِيُصَلِّيَ فِيْهِ كَانَ زَائِرَ اللّٰهِ ، وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ زَائِرَهُ." [1]

"جس شخص نے اچھی طرح وضو بنایا، پھر مسجد میں نماز ادا کرنے کی غرض سے آیا، تو وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے، اور میزبان پر اپنے مہمان کی تعظیم کرنا واجب ہے۔"

اللہ اکبر! [رب ذوالجلال کا مہمان قرار پانا] کہاں اور بندۂ خاکی کہاں؟ اللہ کریم نے اس بلند مقام پر پہنچنے کے لیے اپنے بندوں کو سیڑھی عطا فرما دی، جس پر چڑھنا آسان اور سہل ہے اور وہ ہے: [اچھی طرح وضو کر کے نماز ادا کرنے کی خاطر مسجد آنا۔]

اے اللہ کریم! دنیا سے روانگی کے دن تک اس کرم نوازی سے محروم نہ فرمانا۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

-۴-

نماز کی خاطر مسجد آنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بشاشت

امام ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَتَوَضَّأُ أَحَدُكُمْ، فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ وَيُسْبِغُهُ ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ، لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ فِيْهِ إِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ إِلَيْهِ، كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِطَلْعَتِهِ." [2]

---

[1] المرجع السابق، رقم الرواية ١٦٤٦٥، ١٣/ ٣١٩.

[2] صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، رقم الحديث ١٤٩١، ٢/ ٣٧٤. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٢٤٢).

''جب تم میں سے کوئی وضو بنائے اور عمدہ اور مکمل وضو بنائے، پھر صرف نماز کی غرض سے مسجد میں آئے، تو اللہ تعالیٰ اس کے آنے پر اس طرح خوش ہوتے ہیں، جس طرح پردیسی کے گھر والے اس کی آمد پر شاداں و فرحاں ہوتے ہیں۔''

علامہ ابن اثیر: [تَبَشْبَشَ] کی شرح میں رقم طراز ہیں:

''دوست کی ملاقات پر دوست کا خوش ہونا، شفقت اور پیار سے اس کی طرف متوجہ ہونا اور اس کا حال دریافت کرنا۔''❶

امام ابن خزیمہ نے اس پر حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ ذِكْرِ فَرَحِ الرَّبِّ تَعَالَى بِمَشْيِ عَبْدِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ مُتَوَضِّيًا]❷

[بندے کے باوضو ہوکر مسجد کی طرف آنے پر رب تعالیٰ کی خوشی کے بارے میں باب]

اے رب کریم! موت کے دن تک یہ عمل ہمارے نصیب میں فرمانا۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُجِيْبٌ.

-۵-

جماعت والی مسجد میں مومن کا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہونا

امام طبرانی اور امام بزار نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سِتُّ مَجَالِسَ، اَلْمُؤْمِنُ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى مَا كَانَ فِيْ شَيْءٍ

❶ النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "بشبش"، ۱/ ۱۳۰.

❷ صحيح ابن خزيمة ۲/ ۳۷٤.

مِنْهَا: فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ، وَعِنْدَ مَرِيْضٍ، أَوْ فِيْ جَنَازَةٍ، أَو فِيْ بَيْتِهِ، أَوْ عِنْدَ إِمَامٍ مُقْسِطٍ يُعَزِّرُهُ وَيُوَقِّرُهُ، أَوْ فِيْ مَشْهَدِ جِهَادٍ.''[1]

''چھ مجالس میں سے ہر ایک مجلس میں مومن اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہوتا ہے:

باجماعت نماز والی مسجد میں،

اور مریض کے ہاں،

یا جنازہ میں،

یا اپنے گھر میں،

یا عدل کرنے والے امام کے پاس، اس کی مدد اور توقیر کرتے ہوئے،

یا معرکۂ جہاد میں۔''

باجماعت نماز والی مسجد میں پہنچ کر مومن بندہ کتنی بلند حیثیت حاصل کرتا ہے! مسجد میں داخل ہونے سے لے کر اس سے نکلنے تک خالقِ کائنات اللہ جل جلالہ کی سپرداری میں رہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لا تَحْرِمْنَا مِنْهُ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

-٦-

نماز کے انتظار کی فضیلت

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''أَحَدُكُمْ مَا قَعَدَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فِيْ صَلَاةٍ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَدْعُو لَهُ

---

[1] منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، الترغيب في لزوم المساجد والجلوس فيها، رقم الحديث ٤، ١/٢١٨-٢١٩. شیخ البانی نے اسے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/٢٥٢).

الْمَلَائِكَةُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ." ❶

''تم میں سے جب تک کوئی ایک باوضو نماز کے انتظار میں رہے، وہ نماز میں ہے۔ فرشتے اس کے لیے دُعا کرتے ہیں: ''اے اللہ! اسے معاف فرمادیجیے! اے اللہ! اس پر رحم فرمایئے۔''

اس حدیث کے حوالے سے دو باتیں:

ا: (فِيْ صَلَاةٍ) (وہ نماز میں ہے): یعنی اسے نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، اگرچہ اس پر نماز کی پابندیاں نہیں ہوتی۔ ❷

ب: فرشتوں کی دعا پانے کے اعزاز کی حیثیت سمجھنے کی خاطر حسبِ ذیل چار باتیں ملاحظہ فرمایئے:

۱: فرشتے بولنے میں اللہ تعالیٰ پر سبقت نہیں کرتے۔

۲: وہی عمل کرتے ہیں، جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جائے۔

۳: صرف انہی لوگوں کی سفارش کرتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں۔

ان تینوں باتوں کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى﴾ ❸

'' وہ (یعنی فرشتے) کسی بات میں ان (یعنی اللہ تعالیٰ) پر سبقت نہیں کرتے اور انہی کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں، جو ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ سفارش نہیں

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة و انتظار الصلاة، رقم الحدیث ۲۷۵۔ (٦٤٩)، ١/ ٤٦٠.

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/ ١٤٢؛ و عون المعبود ٢/ ١٨٦-١٨٧.

❸ سورة الأنبیآء/ الآیتان ٢٧-٢٨.

کرتے، مگر اس کے لیے، جسے وہ پسند کریں۔''

جب صورتِ حال یہ ہے، کہ نماز کے انتظار میں بیٹھنے والوں کے لیے فرشتوں کی دُعا اللہ تعالیٰ کے حکم اور خوش نودی سے ہے، تو پھر اس کی قبولیت میں شک و شبہ کی گنجائش کیوں کر ہوسکتی ہے؟ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو فرشتوں کی دعا پاتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہم کمزوروں کو بھی اپنی رحمت سے ایسے لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ. [1]

۴: آنحضرت ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے کھانا کھلانے پر ان کے لیے دُعا کی:

''وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ.'' [2]

''اور تم پر فرشتے درود بھیجیں۔'' (یعنی فرشتے تمھارے لیے دعائے مغفرت کریں)۔

-۷-

پہلی صفوں کے فضائل

پہلی صفوں اور خصوصاً پہلی صف میں با جماعت نماز ادا کرنے کی شان و عظمت بہت زیادہ ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ، لَاسْتَهَمُوْا.'' [3]

---

[1] فرشتوں کے درود کے متعلق مزید معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ''فرشتوں کا درود اور لعنت پانے والے۔''

[2] ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، کتاب الأطعمة، باب في الدعاء لرب الطعام إذا أكل عنده، جزء من رقم الحديث ۳۸۴۸، ۱۰/۲۳۷-۲۳۸ عن أنس رضی اللہ عنہ. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۲/۷۳۰).

[3] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، جزء من رقم الحديث ۶۱۵، ۲/۹۶.

''اذان اور پہلی صف میں جو (خیر و برکت) ہے، اگر لوگوں کو اس کا علم ہو جائے اور وہ قرعہ اندازی کے بغیر اسے حاصل نہ کر پائیں، تو وہ اس کی خاطر قرعہ اندازی (ہی) کریں۔''

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''ابوالشیخ نے الاعرج کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول اپنی روایت میں یہ اضافہ (بھی) ذکر کیا ہے:

"مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ." ❶

''(یعنی اذان اور پہلی صف میں جو) خیر و برکت سے ہے۔''

حدیث کی شرح میں علامہ طیبی رقم طراز ہیں:

''آنحضرت ﷺ نے (دونوں اعمال کی) فضیلت کی مقدار بیان نہیں فرمائی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ وہ اس قدر زیادہ ہے، کہ بیان سے باہر ہے۔ اسی طرح قرعہ اندازی کے ذکر سے ان کی غیر معمولی عظمت اُجاگر کی گئی ہے، کیونکہ قرعہ اندازی مرغوب چیزوں کے حصول کی خاطر ہوتی ہے۔'' ❷

علامہ عینی حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس میں پہلی صف اور نماز کے لیے جلدی جانے کی فضیلت ہے۔'' ❸

بعض دیگر احادیث میں پہلی صفوں کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں۔ درج ذیل تین عنوانات کے ضمن میں ان کے کچھ فضائل ملاحظہ فرمائیے:

---

❶ فتح الباري ٢/ ٩٦.

❷ منقول از: شرح الكرماني لصحيح البخاري ٥/ ١٦.

❸ ملاحظہ ہو: عمدة القاري ٥/ ١٢٥-١٢٦.

ا: صفِ اوّل کا فرشتوں کی صف جیسا ہونا۔

ب: اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا پہلی صفوں پر درود۔

ج: پہلی اور دوسری صف پر نبیٔ رحمت ﷺ کا دُرود۔

-ا-

صفِ اوّل کا فرشتوں کی صف جیسا ہونا

امام ابوداؤد نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ، وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ۔''[1]

''اور بلاشبہ صفِ اوّل فرشتوں کی صف جیسی ہے۔ اگر تمہیں اس کی فضیلت معلوم ہوتی، تو تم (اسے پانے کی خاطر) ایک دوسرے سے سبقت لینے کی کوشش کرتے۔''

علامہ عظیم آبادی حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

''[اور بے شک پہلی صف] اللہ تعالیٰ سے قرب اور شیطانِ مردود سے دُوری میں فرشتوں کی صف جیسی ہے۔''[2]

شیخ احمد البنا نے قلم بند کیا ہے:

''(فرشتوں کی صف جیسی) یعنی قُربِ الٰہی، رحمت کے نزول، اس کے مکمل ہونے اور اعتدال کے اعتبار سے (وہ فرشتوں کی صف کی مانند

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، جزء من رقم الحديث ٥٥٠، ١٨٢/٢۔

[2] ملاحظہ ہو: عون المعبود ١٨٢/٢؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح الطيبي ١١٣٢/٤۔

ہے)"❶

-ب-

اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا پہلی صفوں پر دُرود

متعدد احادیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے، کہ اللہ عزوجل اور فرشتے پہلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔ ان میں سے تین احادیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ."

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور ان کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔"

انہوں (حضرات صحابہ) نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - وَعَلَى الثَّانِيْ."

"یارسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -! اور دوسری (صف) پر (بھی)۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ."

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور ان کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں۔"

"یارسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -! اور دوسری (صف) پر (بھی)۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَعَلَى الثَّانِيْ."❷

---

❶ بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني ٥/ ١٧١.

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ٢٢٢٦٣، ٣٦/ ٥٩٧. حافظ ہیثمی نے لکھا ہے: اسے احمد اور طبرانی نے [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور [احمد کے راویان ثقہ] ہیں؛ شیخ البانی نے اسے [حسن] اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٢/ ٩١؛ و صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٣٣٠؛ وهامش المسند ٣٦/ ٥٩٧).

''اور دوسری پر (بھی)''

۲: امام احمد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''إِنَّ اللّٰـهَ عَـزَّوَجَـلَّ وَمَلَائِـكَتَـهُ يُـصَـلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَوِ الصُّفُوْفِ الْأُوْلٰى.'' ❶

''بلاشبہ اللہ عزوجل اور ان کے فرشتے پہلی صف یا پہلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔''

۳: امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا:

''وَكَـانَ يَقُوْلُ: ''إِنَّ اللّٰـهَ وَمَلَائِـكَتَـهُ يُـصَـلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ.'' ❷

''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور ان کے

---

❶ المسند، رقم الحديث ١٨٣٦٤، ٣١٥/٣٠. حافظ منذری نے لکھا ہے: ''احمد نے اسے [عمدہ سند] کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' (الترغيب والترهيب ٣١٨/١). شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٣٣١/١؛ و هامش المسند ٣١٥/٣٠).

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ١٨٥١٦، ٤٧٩/٣٠؛ و سنن أبي داود، كتاب الصلاة، تفريع أبواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، جزء من رقم الحديث ٦٦٠، ٢٥٧/٢. شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٣٠/١ ؛ و صحيح الترغيب والترهيب ٢٣٩/١، و هامش المسند ٤٧٩/٣٠).
سنن النسائي میں ہے: ''إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْمُتَقَدِّمَةِ.''
''بے شک اللہ تعالیٰ اور ان کے فرشتے اگلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔''
(سنن النسائي، كتاب الإمامة، كيف يقوّم الإمام الصفوف، ٩٠/٢. شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ١٧٥/١).

فرشتے پہلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔''

تینوں احادیث کے حوالے سے سات باتیں:

ا: حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: (کَانَ یَقُوْلُ): [یعنی آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے] کسی بات کے کثرت سے کہنے کے لیے یہ اسلوب استعمال کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ آنحضرت ﷺ کا کسی بات کے بارے میں صرف ایک دفعہ فرمانا، اس کی اہمیت اور قطعیت واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے، تو پھر جب آنحضرت ﷺ کسی بات کو کثرت سے فرمائیں، تو اس کی حیثیت اور پختگی کس قدر زیادہ ہوگی۔

ب: مذکورہ بالا سب روایات کے آغاز میں آنحضرت ﷺ نے (إِنَّ) ''یقیناً'' ارشاد فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی صیغہ تاکید کے بغیر فرمائی ہوئی ہر بات شک و شبہ سے ماوراء ہے، تو پھر (إِنّ) کے ساتھ فرمائے ہوئے ارشاداتِ عالیہ کس قدر حتمی اور یقینی ہوں گے؟

ج: اللہ تعالیٰ کا دُرود بھیجنا:

اس کے بیان کردہ معانی میں سے پانچ درجِ ذیل ہیں:

ا: فرشتوں کے سامنے ان کی تعریف کرنا۔ ❶

۲: ان لوگوں کا تزکیہ کرنا۔ ❷

۳: ان پر اپنی رحمت نازل فرمانا۔ ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب (إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ.... الآية، ٨/ ٥٣٢.

❷ ملاحظہ ہو: المفردات في غريب القران، مادة "صلا"، ص ٢٨٥.

❸ ملاحظہ ہو: غريب الحديث للإمام الهروي ١/ ٨٠؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح الطيبي ٢/ ١٦٧.
حدیث کی شرح میں علامہ عبید اللہ مبارکپوری رقم طراز ہیں: اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر رحم فرماتے ہیں۔
(ملاحظہ ہو: مرعاة المفاتيح ٤/ ١٩؛ نیز ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٣/ ١٧٨).

۴: انہیں عزت سے نوازنا۔ ❶

۵: انہیں برکت عطا فرمانا۔ ❷

اللہ اکبر! پہلی صف یا صفوں میں کھڑے ہونے پر ان میں سے کسی معنٰی کے اعتبار سے بھی درودِ الٰہی پانا دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔ اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمِیْنَ یَا جَوَّادُ یَا کَرِیْمُ.

د: فرشتوں کا درود:

اس کے بیان کردہ معانی میں سے دو درجِ ذیل ہیں:

۱: دعا و استغفار۔ ❸

۲: توفیقِ خیر کی دعا۔ ❹

اللہ اکبر! پہلی صفوں میں کھڑے ہونے پر حکمِ الٰہی سے فرشتوں کی قبول ہونے والی دعا کا حصول کتنی بڑی سعادت ہے۔ اے اللہ کریم! موت کے دن تک اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمِیْنَ یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

ہ: [اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں]

نماز کے لیے پہلی، دوسری اور اگلی صفوں میں کھڑے ہونے پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے کتنی دفعہ درود بھیجتے ہیں؟ احادیث میں اس کا تعیّن نہیں۔ اسے ربِ علیم وخبیر ہی جانتے ہیں۔

---

❶ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ٦/٣٩٨.

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٦/٣٩٨.

❸ ملاحظہ ہو: المفردات في غریب القرآن، مادة "صلا"، ص ٢٨٥. علامہ اصفہانی رقم طراز ہیں: ''وہ (درود) فرشتوں کی جانب سے دعا و استغفار ہے۔''

❹ ملاحظہ ہو: مرعاة المفاتیح ٤/١٩؛ نیز ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتیح ٣/١٧٨.

تنبیہ: [اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درود] کے سلسلے میں مزید تفصیل کے لیے کتاب [فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے] صفحات ۱۵۔۱۷ ملاحظہ فرمائیں۔

و: درود بھیجنے والے فرشتوں کی تعداد:

اس بارے میں بھی احادیث شریفہ میں تعداد کا تعیّن نہیں۔ ان کی تعداد بھی اللہ وحدہ لا شریک ہی جانتے ہیں۔

ز: اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا درود نماز میں اگلی صفوں والوں کے لیے ہے، البتہ پہلی صف والے اس نعمت کے اعتبار سے درجۂ کمال پانے والے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے لیے یہ بشارت زیادہ قطعی انداز میں بیان کی گئی ہے۔ ❶

-ج-

پہلی اور دوسری صف پر نبیٔ رحمت ﷺ کا درود

امام نسائی اور امام ابن حبان نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے:

"كَانَ - ﷺ - يُصَلِّيْ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ ثَلَاثًا وَعَلَى الثَّانِيْ وَاحِدَةً." ❷

''آنحضرت ﷺ پہلی صف پر تین مرتبہ اور دوسری پر ایک دفعہ درود بھیجتے تھے۔''

[آنحضرت ﷺ کے درود] سے مراد:

علامہ سندھی لکھتے ہیں، کہ اس سے مراد یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ ان کے لیے

---

❶ ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٢/ ١٧٨؛ و مرعاة المفاتيح ٤/ ١٩.

❷ سنن النسائي، كتاب الإمامة، فضل الصف الأول على الثاني، ٢/ ٩٢-٩٣؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب فرض متابعة الإمام، رقم الحديث ٢١٥٨، ٥/ ٥٣١. الفاظِ حدیث سنن النسائي کے ہیں۔ شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ١/ ١٧٦-١٧٧؛ وهامش الإحسان ٥/ ٥٣١).

(اللہ تعالیٰ کی) رحمت اور ان کے گناہوں کی معافی کا تین مرتبہ سوال کرتے۔ ❶

اسی بات کی تائید امام ابن حبان کے حدیث پر تحریر کردہ درجِ ذیل عنوان سے بھی ہوتی ہے:

[ذِكْرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَغْفِرَةِ ثَلَاثًا لِلْمُصَلِّيْ فِيْ الصَّفِّ الْأَوَّلِ.] ❷

[صف اوّل کے نمازی کے لیے نبی کریم ﷺ کے تین مرتبہ مغفرت کی دعا کرنے کا ذکر]۔

امام ابن ماجہ اور امام حاکم کی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں آنحضرت ﷺ کے درود بھیجنے کی بجائے استغفار کرنے کا ذکر ہے۔ حدیث کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا، وَلِلثَّانِيْ مَرَّةً." ❸

"بے شک رسول اللہ ﷺ اگلی صف کے لیے تین مرتبہ اور دوسری صف کے لیے ایک دفعہ استغفار کرتے تھے۔"

کس قدر بخت والا ہے وہ شخص، جس کے لیے سیّد الاوّلین والآخرین ﷺ دعائیں کریں! اس کے گناہوں کی معافی کا اللہ تعالیٰ سے سوال کریں! رب ذوالجلال

---

❶ ملاحظہ ہو: حاشية الإمام السندي على سنن النسائي ۹۳/۲.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۵۳۱/۵.

❸ سنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة، فضل الصف المقدم، رقم الحديث ۹۸۲، ۱۷۹/۱؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة، ۲۱۴/۱. الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح]؛ حافظ ذہبی نے اسے [شیخین کی شرط پر صحیح] اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۱۴/۱؛ والتلخيص ۲۱۴/۱؛ و صحيح سنن ابن ماجه ۱۶۴/۱).

کی طرف سے آنحضرت ﷺ پر بھی ان گنت درود وسلام۔

اگر یہ بے مثل سعادت نماز با جماعت میں صرف پہلی اور دوسری صفوں میں کھڑے ہونے پر ہے، تو پوری نماز با جماعت ادا کرنے کا اجر وثواب کس قدر ہوگا!

اے اللہ کریم! اپنی ملاقات کے لیے روانگی کے دن تک اس عظیم سعادت سے بہرہ ور فرماتے رہنا۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

-۸-

صفوں کی دائیں جانب کی فضیلت

حضراتِ ائمہ ابوداود، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ.'' [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور ان کے فرشتے صفوں کی دائیں اطراف پر درود بھیجتے ہیں۔''

حدیث کے حوالے سے چار باتیں:

ا: امام ابن ماجہ نے اس پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ] [2]

---

[1] سنن أبي داود، تفريع أبواب الصفوف، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف و كراهية التأخر، رقم الحديث ۶۷۲، ۲/ ۲۶۳؛ و سنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة والسنة فيها، رقم الحديث ۹۹۱، ۱/ ۱۸۰-۱۸۱؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب فرض متابعة الإمام، رقم الحديث ۲۱۶، ۵/ ۵۳۳-۵۳۴. حضراتِ محدثین منذری، ابن حجر اور ارناؤوط نے اس کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۱/ ۳۲۰؛ و فتح الباري ۲/ ۲۱۳؛ و هامش الإحسان ۵/ ۵۳۴).

[2] سنن ابن ماجه ۱/ ۱۸۰.

[صف کی دائیں جانب کی فضیلت کے متعلق باب]

امام ابن حبان کا اس پر تحریر کردہ عنوان حسبِ ذیل ہے:

[ذِكْرُ مَغْفِرَةِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا وَاسْتِغْفَارِ الْمَلَائِكَةِ لِلْمُصَلِّي عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ.] ❶

[صفوں کی دائیں اطراف میں نماز ادا کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور فرشتوں کے استغفار کا ذکر]۔

۲: حضراتِ صحابہ نماز میں آنحضرت ﷺ کے دائیں جانب کھڑے ہونے کو پسند فرماتے تھے۔ امام ابوداؤد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَيُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ﷺ." ❷

"جب ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے، تو ہم آنحضرت ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہونا پسند کرتے اور آنحضرت ﷺ اپنے چہرہ (مبارک) کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوتے۔"

۳: امام نسائی نے اس حدیث کو حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہی روایت کیا ہے، البتہ اس میں ہے:

"أَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهِ." ❸

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/٥٣٣.

❷ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الإمام ينحرف بعد التسليم، رقم الحديث ٦١١، ٢/٢٢٧. شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ١/١٢٢).

❸ سنن النسائي، كتاب الإمامة، ٢/٩٤. حافظ ابن حجر نے اس کی [سند کو صحیح] اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/٢١٣؛ و صحيح سنن النسائي ١/١٧٧).

''میں (صف میں) آنحضرت ﷺ کے دائیں جانب ہونے کو پسند کرتا ہوں۔''

امام نسائی نے اس پر حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[اَلْمَكَانُ الَّذِيْ يُسْتَحَبُّ مِنَ الصَّفِّ] ❶

[صف میں پسندیدہ جگہ]

۴: علامہ عظیم آبادی حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حضراتِ صحابہ کے صف کے دائیں جانب کھڑے ہونے کے قول کے متعلق رقم طراز ہیں:

''کیونکہ صف کی دائیں جانب افضل ہے۔ علاوہ ازیں سلام پھیرتے وقت آنحضرت ﷺ اپنے چہرے کو بائیں جانب والوں کی طرف پھیرنے سے پہلے ہماری طرف پھیرتے۔'' ❷

-۹-

نمازِ باجماعت سے اللہ تعالیٰ کا خوش ہونا

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيعِ." ❸

''بے شک اللہ تعالیٰ باجماعت نماز سے خوش ہوتے ہیں۔''

---

❶ سنن النسائي ۲/ ۹٤.

❷ عون المعبود ۲/ ۲۲۷.

❸ المسند، رقم الحديث ۵۱۱۲، ۷/ ۱۲۰. شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۷/ ۱۲۰). حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: اسے طبرانی نے [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۲/ ۳۹). نیز ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱٦۵۲، ٤/ ۲۱۰.

وہ شخص کتنے عظیم بخت والا ہے، جسے اپنے ربّ کریم کو راضی کرنے والے عمل کی توفیق میسّر ہو۔ اے ہمارے رب کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو ایسے بلند نصیب لوگوں میں ہمیشہ شامل فرماتے رہنا۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

-۱۰-

امام کے ساتھ [آمین] کہنے کے فضائل

باجماعت نماز میں [آمین] کہنے کے فضائل میں سے دو درجِ ذیل ہیں:

ا: فرشتوں کے ساتھ موافقت پر سابقہ گناہ معاف:

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: "آمِيْنَ"، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ." [1]

"جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو تم [آمین] کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے (آمین) کہنے سے موافقت کر گیا، اس کے سابقہ گناہ معاف کیے گئے۔"

امام ابن حبان کی روایت میں ہے:

"إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: "آمِيْنَ"، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُوْلُ: "آمِيْنَ"، وَالْإِمَامُ يَقُوْلُ: "آمِيْنَ"، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم الحديث ۷۸۲، ۲/۲٦٦.

ذَنْبِہٖ." ❶

"جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو تم [آمین] کہو، کیونکہ فرشتے (بھی اسی وقت) [آمین] کہتے ہیں اور امام (بھی) کہتا ہے، سو جس کی [آمین] فرشتوں کی [آمین] سے موافقت کر گئی، اس کے سابقہ گناہ معاف کیے گئے۔" ❷

ب: دعا کی قبولیت:

امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور (اس میں) ہمارے لیے ہماری سنّتیں بیان فرمائیں اور ہماری نماز کی ہمیں تعلیم دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوْا صُفُوْفَكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾، فَقُوْلُوْا: "آمِيْنَ"، يُجِبْكُمُ اللّٰهُ." ❸

"جب تم نماز پڑھو، تو اپنی صفیں درست کرو، پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کروائے، سو جب وہ [اللہ اکبر] کہے، تو تم (بھی) [اللہ اکبر] کہو

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، ٥/ ١٠٦-١٠٧.

❷ [آمین کہنے میں فرشتوں کی موافقت]: اس کی شرح میں امام ابن حبان رقم طراز ہیں: "فرشتے ریا، دکھلاوے یا خود پسندی کے بغیر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے [آمین] کہتے ہیں۔ جب (نماز) پڑھنے والا ریا، دکھلاوے یا خود پسندی کے بغیر اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے [آمین] کہے گا، تو اس کی [آمین] اخلاص میں فرشتوں ایسی ہوگی اور اس کے گزشتہ گناہ معاف کیے جائیں گے۔" (المرجع السابق ٥/ ١٠٨).

❸ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، جزء من رقم الحديث ٦٢- (٤٠٤)، ١/ ٣٠٣.

اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے، تو تم [آمین] کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے۔''

اللہ اکبر! باجماعت نماز میں [آمین] کہنے کی شان وعظمت کس قدر بلند و بالا ہے! کہنے میں فرشتوں کے ساتھ موافقت پر سابقہ گناہ معاف اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبولیتِ دعا کے لیے بشارت نبوی ﷺ! اے اللہ کریم! ہمیں اس سے تاحیات فیض یاب فرماتے رہنا۔ آمِيْنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

-۱۱-

کامل وضو کے ساتھ نمازِ باجماعت ادا کرنے پر گناہ معاف

امام مسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ، فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ، أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ، أَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ.''[1]

''جس شخص نے نماز کے لیے وضو کیا، تو کامل وضو بنایا، پھر فرض نماز کی خاطر چلا اور اسے لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ یا مسجد میں ادا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا۔''

امام ابن خزیمہ اور امام ابن منذر میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی کتاب میں اسی معنٰی کی روایت کردہ حدیث پر حسبِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[فَضْلُ الْمَشْيِ إِلَى الْجَمَاعَةِ مُتَوَضِّيًا، وَمَا يُرْجٰى فِيْهِ مِنَ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، رقم الحديث ١٣-(٢٣٢)، ١/٢٠٨.

الْمَغْفِرَةِ] ❶

[باجماعت نماز کی طرف باوضو چل کر جانے کی فضیلت اور اس کی وجہ سے (ملنے والی) متوقّع مغفرت]۔

-۱۲-

نمازِ باجماعت کی منفرد نماز پر فضیلت

امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''صَلاۃُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاۃَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.'' ❷

''باجماعت نماز منفرد شخص کی نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ وہ ستائیس گنا افضل ہے۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''صَلاۃُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.'' ❸

''باجماعت نماز منفرد نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔''

دونوں حدیثوں میں تطبیق:

محدّثین نے دونوں روایتوں کے باہمی تعارض کو دُور کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کی بیان کردہ باتوں میں سے ---شاید--- بہترین بات یہ ہے:

باجماعت نماز ادا کرنے والے بعض حضرات پچیس اور بعض ستائیس نمازوں کا ثواب پاتے ہیں۔ یہ فرق ان کی نمازوں کی کیفیت، خشوع وخضوع، توجّہ اور دلجمعی میں

---

❶ ملاحظہ ہو: صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، رقم الحديث ١٤٨٩، ٢/ ٣٧٢- ٣٧٣؛ و كتاب "الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف"، كتاب الإمامة، ٤/ ١٤٥.

❷ صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، رقم الحديث ٦٤٦، ٢/ ١٣١.

❸ المرجع السابق، رقم الحديث ٦٤٥، ٢/ ١٣١.

تفاوت کی بنا پر ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالىٰ أَعْلَمُ. ❶

نمازِ باجماعت کی برتری کے اسباب:

محدّثین کرام نے باجماعت نماز کی اس فوقیت کے اسباب بیان کیے ہیں۔ حافظ ابن حجر کے بیان کردہ اسباب درجِ ذیل ہیں:

۱: باجماعت نماز ادا کرنے کی نیت سے اذان کا جواب دینا۔

۲: اس کی خاطر اوّل وقت میں نکلنے میں جلدی کرنا۔

۳: مسجد کی طرف اطمینان وسکون سے چل کر جانا۔

۴: دعا کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہونا۔

۵: مسجد میں داخل ہونے پر [تحیۃ المسجد] ❷ ادا کرنا۔

(یہ پانچوں کام باجماعت نماز ادا کرنے کے ارادے سے سرانجام دے)۔

٦: جماعت کا انتظار کرنا۔

۷: فرشتوں کا اس پر درود پڑھنا اور اس کے لیے استغفار کرنا۔

۸: ان کا اس کے لیے گواہی دینا۔

۹: اقامت کا جواب دینا۔ ❸

۱۰: اقامت کی وجہ سے شیطان کے بھاگ جانے کی بنا پر اس سے بچ جانا۔

۱۱: امام کے تکبیرِ تحریمہ کہنے کے انتظار میں رکنا۔

---

❶ دونوں روایتوں کے بظاہر تعارض کو دور کرنے کی غرض سے امام نووی نے تین، حافظ ابن حجر نے گیارہ اور علامہ عینی نے نو وجوہ بیان کی ہیں۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ خَيْراً. (ملاحظہ ہو: شرح النووي ٥/١٥١؛ و فتح الباري ٢/١٣٢؛ و عمدة القاري ٤/٢٥٩).

❷ یعنی مسجد میں داخل ہونے پر دو رکعتیں ادا کرنا۔

❸ اس بارے میں وارد شدہ حدیث ضعیف ہے۔ (ملاحظہ ہو: ضعيف سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا سمع الإقامة، رقم الحديث ١٠٤ ـ ٥٧٨، ص ٥١؛ وإرواء الغليل، رقم الحديث ٢٤١، ١/٢٥٨).

یا جس حالت میں اسے پائے، اسی میں اس کے ساتھ شامل ہو جانا۔

۱۲: اسی طرح تکبیرِ تحریمہ پانا۔

۱۳: صفیں سیدھی کرنا اور ان کا خلا پُر کرنا۔

۱۴: امام کے [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ] کہنے پر جواب دینا۔

۱۵: بھولنے سے عام طور پر محفوظ رہنا، امام کے سہو پر [سُبْحَانَ اللّٰه] کہہ کر یا لقمہ دے کر اسے متنبہ کرنا۔

۱۶: خشوع کے حصول کا زیادہ امکان اور غافل کرنے والی باتوں سے بچ جانا۔

۱۷: (اپنی) حالت غالباً درست کر لینا۔

۱۸: فرشتوں کا اسے گھیرے میں رکھنا۔

۱۹: قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھنے کی تربیت پانا اور (نماز کے) ارکان اور (اس کی دیگر) باتیں سیکھنا۔

۲۰: اسلامی شعائر کا اظہار۔

۲۱: عبادت کے لیے اجتماع، نیز نیکی کرنے اور کاہل کو ہوشیار کرنے میں باہمی تعاون کر کے شیطان کو ذلیل کرنا۔

۲۲: (خود کو) نفاق کی خصلت اور دوسروں کو اپنے بارے میں نماز ترک کرنے کی بدگمانی سے بچانا۔

۲۳: امام کو جواب میں سلام کہنا۔

۲۴: لوگوں کے دعا و ذکر کی خاطر اجتماع سے فائدہ اُٹھانا اور (توفیقِ الٰہی سے) کامل کی برکت کا ناقص پر آنا۔

۲۵: پڑوسیوں کے درمیان اُنس واُلفت کے نظام کا قائم ہونا اور اوقاتِ نماز میں ایک دوسرے کی خبر گیری کرنا۔ [1]

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۱۳۳۔۱۳٤.

ان خصلتوں کے ذکر کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''یہ پچیس خصلتیں ہیں۔ان میں سے ہر ایک کے متعلق حکم یا ترغیب وارد ہے۔

ان کے علاوہ دو خصلتوں کا تعلق جہری نمازوں کے ساتھ ہے اور وہ یہ ہیں:

ا: امام کی قرأت کے وقت خاموش رہنا [1] اور توجہ سے سننا۔

۲: امام کے [آمین] کہنے کے وقت [آمین] کہنا، تاکہ فرشتوں کے [آمین] کہنے سے موافقت ہو جائے۔'' [2]

۔۱۳۔

نمازِ باجماعت کا بندے کو شیطان سے محفوظ کرنا

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی

---

[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق [امام کی قرأت کے وقت خاموشی] مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد ہے۔امام ترمذی نے حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز) صبح پڑھائی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرأت بھاری ہوگئی۔ جب (نماز سے) فارغ ہوئے، تو فرمایا: ''بے شک میں تمھیں اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' انھوں نے بیان کیا: ''ہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔! (جی) ہاں، اللہ تعالیٰ کی قسم!'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُمّ القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) کے سوا کچھ نہ پڑھو، کیونکہ اسے نہ پڑھنے والے کی نماز نہیں۔'' (جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في القراء ة خلف الإمام، رقم الحديث ۳۱۰، ۲/۱۶۳)، اس حدیث کو حضراتِ ائمہ ابوداؤد، دارقطنی، ابن حبان، بیہقی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔امام ترمذی نے اسے [حسن]، امام دارقطنی نے اس کی سند کو [حسن]، امام خطابی نے [جید] اور امام حاکم نے [مستقیم] قرار دیا ہے۔امام بیہقی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔(ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۱۹۵).

[2] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۱۳٤.

تنبیہ: حافظ ابن حجر نے باجماعت نماز کی ستائیس گنا فضیلت جہری نمازوں کے ساتھ خاص کی ہے۔سعودی عرب کے سابق مفتیٔ اعظم شیخ ابن باز کے نزدیک یہ تخصیص محلِ نظر ہے۔ان کی رائے میں یہ فضیلت پانچوں نمازوں کے لیے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے باجماعت نماز میں شامل ہونے والوں کے لیے مزید کرم نوازی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ. (ملاحظہ ہو: تعليق الشيخ ابن باز على فتح الباري ۲/۱۳٤).

کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ، يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ، فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ، وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ." ❶

"بلاشبہ شیطان انسانوں کا بھیڑیا ہے، جیسے کہ بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے، جو کہ گلہ سے دُور ہونے والی اور کنارے والی بکری پکڑ لیتا ہے۔ پس تم (الگ الگ وادیوں (میں بھٹکنے) سے بچو۔ جماعت، عام مسلمانوں اور مسجد کے ساتھ چمٹے رہو۔"

با جماعت نماز کے بارے میں کوتاہی کرنے والا خود کو کتنی بڑی ہلاکت کے حوالے کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ. آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. ❷

-۱۴-

نمازیوں کی تعداد میں اضافے سے نمازِ باجماعت کی فضیلت میں اضافہ

حضراتِ ائمہ ابوداؤد طیالسی، عبد بن حمید، احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَ صَلَاتَهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ." ❸

---

❶ المسند، رقم الحديث ۲۲۰۲۹، ۳۵۸/۳۶. شیخ احمد البنا نے اس کی [سند کو جید] اور شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے اسے [الحسن لغیرہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني ۱۷٦/۵؛ و هامش المسند ۳۵۸/۳٦).

❷ اے اللہ! ہمیں ان میں سے نہ کرنا۔ آمین یارب العالمین.

❸ مسند أبي داود الطيالسي، جزء من رقم الحديث ۵۵٦، ۴۴۹/۱؛ و المنتخب من مسند عبد بن حميد، جزء من رقم الحديث ۱۷۳، ۱۸۳/۱؛ والمسند، جزء من ⇦⇦⇦

''بلاشبہ ایک شخص کی دوسرے شخص کے ساتھ (باجماعت) نماز اس کی منفرد نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ والی نماز اس کی ایک شخص کے ہمراہ والی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے۔(جماعت میں نمازیوں کی) تعداد جس قدر زیادہ ہوگی، وہ (باجماعت نماز) اتنی ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوگی۔''

امام ابن خزیمہ نے اس پر حسبِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ ذِكْرِ الْبَيَانِ أَنَّ مَا كَثُرَ مِنَ الْعَدَدِ فِي الصَّلَاةِ جَمَاعَةً كَانَتِ الصَّلَاةُ أَفْضَلَ.] 1

[باجماعت نماز میں تعداد جس قدر زیادہ ہوگی، اسی قدر نماز افضل ہونے کے بیان کے متعلق باب]۔

اس پر امام ابن حبان کا تحریر کردہ عنوان یہ ہے:

[ذِكْرُ الْبَيَانِ أَنَّ الْمَأْمُوْمِيْنَ كُلَّمَا كَثُرُوْا كَانَ ذٰلِكَ أَحَبَّ إِلَى

⇐⇐⇐ رقم الحديث ٢١٢٦٥، ١٨٨/٣٥ـ١٨٩؛ و سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، جزء من رقم الحديث ٥٥٠، ١٨٢/٢؛ و سنن النسائي، كتاب الإمامة، الجماعة إذا كانوا اثنين، ١٠٤/٢ـ١٠٥؛ و صحيح سنن ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، جزء من رقم الحديث ١٤٧٦، ٣٦٦/٢ـ٣٦٧؛ و الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، باب الإمامة والجماعة، جزء من رقم الحديث ٢٠٥٦، ٤٠٥/٥؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة، ٢٤٧/١ـ٢٥٠. الفاظِ حديث سنن أبي داود کے ہیں۔حضراتِ ائمہ ابن معین، ابن المدینی، ذہلی، حاکم اور ڈاکٹر محمد الترکی نے اسے [صحیح]؛ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [حسن] اور شیخ البانی نے اسے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ٢٥٠/١؛ والتلخيص ٢٥٠/١؛ والترغيب والترهيب ٢٦٤/١؛ وهامش المسند ١٨٩/٣٥؛ وصحيح الترغيب والترهيب ٢٦٢/١).

1 صحيح ابن خزيمة ٣٦٦/٢.

اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.] ❶

[اس بات کا بیان کہ مقتدیوں کی تعداد جس قدر زیادہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کو اسی قدر زیادہ پیاری ہوگی]۔

-۱۵-

قلیل تعداد کی جماعت کا کثیر تعداد کی انفرادی نماز سے افضل ہونا

امام بزار اور امام طبرانی نے حضرت قباث بن اُشَیم لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صَلَاةُ الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ أَرْبَعَةٍ تَتْرٰى، وَصَلَاةُ أَرْبَعَةٍ يَؤُمُّ أَحَدُكُمْ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرٰى، وَصَلَاةُ ثَمَانِيَةٍ يَؤُمُّ أَحَدُهُمْ أَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مِائَةٍ تَتْرٰى.'' ❷

''دو آدمیوں کی نماز، کہ ان میں سے ایک دوسرے کا امام ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں چار اشخاص کی انفرادی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے،
چار (اشخاص) کی نماز، کہ ایک تمہارا امام ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں آٹھ (اشخاص) کی انفرادی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے،
اور آٹھ کی نماز، کہ ایک ان کا امام ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں سو (آدمیوں)

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/ ٤٠٥.

❷ منقول از: كشف الأستار عن زوائد البزار، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة في الجماعة، رقم الحديث ٤٦١، ١/ ٢٢٧-٢٢٨؛ والترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، رقم الحديث ٢، ١/ ٢٦٥. حافظ منذری لکھتے ہیں: ''بزار اور طبرانی نے اسے مناسب سند [بإسناد لا بأس به] کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' (المرجع السابق ١/ ٢٦٥)۔ شیخ البانی نے اسے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٢٩٢)۔

کی انفرادی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

اللہ اکبر! نماز کے باجماعت ادا کرنے سے اس کی حیثیت میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے! دو کی باجماعت نماز چار کی انفرادی نماز؛ چار کی باجماعت آٹھ کی انفرادی نماز؛ آٹھ کی باجماعت سو کی انفرادی نماز کے برابر نہیں، بلکہ اس سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ کس قدر زیادہ پاکیزہ ہے؟ اجر وثواب عطا کرنے والے رب ذوالجلال ہی اس پاکیزگی کی کیفیت اور مقدار کو جانتے ہیں۔

علاوہ ازیں جب آٹھ افراد کی باجماعت نماز سو کی انفرادی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے، تو سو کی باجماعت نماز کتنے افراد کی انفرادی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہوگی؟ پھر جب سیکڑوں، ہزاروں، بلکہ حرمین شریفین میں لاکھوں لوگ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، تو وہ کتنے لوگوں کی انفرادی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہوگی؟

اے اللہ کریم! باجماعت نماز کے اس عظیم فائدہ کو حاصل کرنے والے لوگوں میں ہمیں اور ہماری اولادوں کو شامل فرما دیجیے۔ آمِیْنَ یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

۔۱۶۔

تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ چالیس دن باجماعت نماز سے دو باتوں سے نجات

امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ أَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ یُدْرِكُ التَّكْبِیْرَةَ الْأُوْلٰی كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ.'' [1]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الصلوات، باب في فضل التكبيرة الأولى، رقم الحديث ٢٤١، ٢/ ٣٩۔٤٠. شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ١/ ٧٧).

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے [1] تکبیرِ تحریمہ پاتے ہوئے چالیس دن باجماعت نماز ادا کی، تو اس کے لیے نجات کے دو پروانے تحریر کیے جاتے ہیں: (دوزخ کی) آگ سے آزادی کا پروانہ اور نفاق سے براءت کا پروانہ۔''

حدیث کی شرح میں علامہ طیبی رقم طراز ہیں:

اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں منافق کے اعمال سے محفوظ رکھتے ہیں اور مخلص لوگوں کے کاموں کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں دوزخ میں منافق کو دیئے جانے والے عذاب سے اسے بچالیں گے۔

یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے گواہی دیں گے، کہ یقیناً وہ منافق نہیں، کیونکہ منافق لوگ تو نماز کے لیے اُٹھتے ہوئے سست ہوتے ہیں اور اس کی کیفیت تو ان کے برعکس ہے۔ [2]

اے اللہ کریم! نجات کے ان دونوں پروانوں کے پانے سے پہلے موت نہ دیجیے۔ آمین یا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

-۱۷-

باجماعت عشاء، فجر اور عصر کے فضائل

احادیثِ شریفہ میں تین نمازوں عشاء، فجر اور عصر کے باجماعت ادا کرنے کے مزید فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں آئندہ صفحات میں نو عنوانات کے تحت گفتگو کی جارہی ہے:

---

[1] یعنی اخلاص سے۔ (ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح ٤/ ١٠٢).

[2] ملاحظہ ہو: شرح الطیبی ٤/ ١١٦٥.

-۱-

باجماعت عشاء اور فجر کی فضیلت جاننے پر لوگوں کا رینگ کر آنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

''وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْ الْعَتْمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.'' ❶

''عشاء اور فجر میں جو کچھ (اجر وثواب) ہے، اگر انہیں اس کا علم ہو جائے، تو وہ ان دونوں (نمازوں) میں ہاتھوں اور گھٹنوں یا سرین پر گھسٹتے ہوئے پہنچیں۔''

امام ابن خزیمہ نے اسی معنٰی کی حدیث پر حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ ذِكْرِ الْحَضِّ عَلٰى شُهُوْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ، وَلَوْ لَمْ يَقْدِرِ الْمَرْءُ عَلٰى شُهُوْدِهِمَا إِلَّا حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ] ❷

[عشاء اور فجر کی نمازوں میں (چل کر) نہ آنے کی استطاعت کی صورت میں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر حاضر ہونے کی ترغیب]۔

حدیث کی شرح میں علامہ نووی رقم طراز ہیں:

''اس میں ان دونوں نمازوں کی جماعت میں حاضری کی بہت بڑی ترغیب ہے۔'' ❸

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الصف الأول، جزء من رقم الحديث ٧٢١، ٢/ ٢٠٨؛ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف و إقامتها و فضل الأول فالأول منها، جزء من رقم الحديث ١٢٩ـ (٤٣٧)، ١/ ٣٢٥.

❷ صحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، ٢/ ٣٦٦.

❸ شرح النووي ٤/ ١٥٨.

-ب-

باجماعت عشاء وفجر کا ساری رات کے قیام کی مانند ہونا

امام مسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مغرب کے بعد مسجد میں آئے اور تنہا بیٹھ گئے، تو میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے فرمایا:

''اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ.'' [1]

''جس شخص نے عشاء باجماعت ادا کی، تو گویا کہ اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے (اس کے بعد نماز) صبح باجماعت ادا کی، تو گویا کہ وہ پوری رات نماز پڑھتا رہا۔''

[نمازِ صبح باجماعت ادا کی] سے مراد:

اس سے مقصود یہ ہے، کہ وہ اس سے پیشتر نمازِ عشاء باجماعت ادا کر چکا ہو۔

درجِ ذیل دو حدیثیں اس بات کی تائید کرتی ہیں:

ا: حضراتِ ائمہ ابوداود، ترمذی اور ابن منذر کی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، رقم الحديث ٢٦٠ ـ (٦٥٦)، ١/ ٤٥٤.

"مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ." ❶

"جس شخص نے عشاء با جماعت ادا کی، تو وہ آدھی رات عبادت کرنے کی مانند ہے اور جس نے عشاء اور فجر (دونوں) با جماعت ادا کیں، (تو) وہ ساری رات قیام کرنے جیسا ہے۔"

۲: امام ابن حبان نے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْغَدَاةَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ اللَّيْلَ." ❷

"جس شخص نے عشاء اور فجر (دونوں) با جماعت ادا کیں، تو گویا کہ اس نے (پوری) رات قیام کیا۔"

اس حدیث پر امام ابن حبان کے تحریر کردہ عنوان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ عنوان یہ ہے:

[ذِكْرُ تَفَضُّلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا بِكَتْبِهِ قِيَامَ اللَّيْلِ كُلِّهِ لِلْمُصَلِّيْ صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَالْغَدَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ.] ❸

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة، رقم الحديث ٥٥١، ٢/١٨٣؛ و جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في جماعة، رقم الحديث ٢٢١، ٢/١١؛ و كتاب "الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف"، كتاب الإمامة، ذكر فضل صلاة العشاء والفجر في جماعة، رقم الحديث ١٨٨٩، ٤/١٣١-١٣٢. امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٢/١٢؛ و صحيح سنن الترمذي ١/٧١).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، رقم الحديث ٢٠٥٨، ٥/٤٠٧.

❸ المرجع السابق ٥/٤٠٧.

[اللہ تعالیٰ کی جانب سے عشاء وفجر باجماعت ادا کرنے والے نمازی کے لیے پوری رات کا قیام لکھنے کی کرم نوازی کا ذکر]۔

باجماعت عشاء وفجر کی پوری رات کے قیام پر فوقیت:

بعض حضراتِ صحابہ نے عشاء وفجر دونوں نمازوں کے باجماعت ادا کرنے کو ساری رات قیام کرنے سے زیادہ پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اس بارے میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے دو کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام ابن ابی شیبہ نے امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے فرمایا:

"لَأَنْ أُصَلِّيْهِمَا — صَلَاتَيِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ — فِيْ جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا." [1]

"یقیناً میرا ان دونوں — عشاء اور فجر کی نمازوں — کو باجماعت ادا کرنا مجھے ان دونوں کے درمیانی وقت کو زندہ رکھنے [2] سے زیادہ پسندیدہ ہے۔"

۲: امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَأَنْ أُصَلِّيَ الْفَجْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِيْ جَمَاعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا." [3]

"بلاشبہ میرا فجر وعشاء باجماعت ادا کرنا مجھے ان کا درمیانی وقت زندہ رکھنے سے زیادہ عزیز ہے۔"

---

[1] المصنف، کتاب الصلوات، في التخلّف في العشاء والفجر و فضل حضورهما، ۱/۳۳۲.

[2] یعنی پوری رات عبادت کرتے ہوئے بیدار رہنے سے۔

[3] الروض النضير شرح مجموع الفقه الأكبر ۲/۱۱۶.

کیا باجماعت نمازِ فجر باجماعت نمازِ عشاء سے افضل ہے؟

راقم السطور کی نظر سے اس بارے میں درج ذیل دو آراء گزری ہیں:

ا: امام ابن خزیمہ باجماعت نماز فجر کی افضلیت کی رائے رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب [الصحیح] میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے عشاء باجماعت ادا کی، (تو) وہ نصف رات قیام (کرنے) کی مانند ہے، اور جس شخص نے فجر باجماعت ادا کی، (تو) وہ پوری رات قیام (کرنے) کی طرح ہے۔''

اس پر انہوں نے حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي الْجَمَاعَةِ، وَالْبَيَانِ أَنَّ صَلَاةَ الْفَجْرِ فِي الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ، وَأَنَّ فَضْلَهَا فِي الْجَمَاعَةِ ضِعْفَيْ فَضْلِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ.] [1]

[باجماعت نمازِ عشاء و فجر کی فضیلت کے متعلق باب اور (اس بات کا) بیان، کہ بے شک باجماعت نمازِ فجر باجماعت نمازِ عشاء سے افضل ہے اور وہ فضیلت میں باجماعت نمازِ عشاء سے دوگنا ہے]۔

۲: امام ابن حبان اور حافظ منذری کی رائے میں دونوں کی فضیلت ایک جیسی ہے، اس رائے کی تائید حضراتِ ائمہ ابوداود، ترمذی اور ابن منذر کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث سے ہوتی ہے۔

---

[1] صحیح ابن خزیمة، کتاب الإمامة في الصلاة، ۲/۳٦٥.

امام ابن حبان کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث بھی اسی رائے کی تائید کرتی ہے۔ ❶

امام ابن حبان کا اس حدیث شریف پر تحریر کردہ عنوان ان کے اس بارے میں موقف کو واضح کرتا ہے۔ ❷

حافظ منذری امام ابوداؤد کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

''ابوداؤد کے روایت کردہ الفاظ اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ ان الفاظ نے یہ واضح کر دیا ہے، کہ [جس شخص نے نمازِ صبح باجماعت ادا کی، تو گویا کہ اس نے ساری رات قیام کیا] سے مراد یہ ہے [کہ اس نے نمازِ صبح اور عشاء (دونوں) باجماعت ادا کیں]۔ اس حدیث کے تمام طرق اس بات کی تصریح کرتے ہیں اور یہ (بھی واضح کرتے ہیں) کہ ان دونوں میں سے ہر نماز آدھی رات کے قیام کے قائم مقام ہے اور دونوں مل کر پوری رات کے قیام کے برابر ہوتی ہیں۔'' ❸

اس بارے میں متعدد روایات کے پیش نظر دوسری رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے۔ واللّٰهُ تَعَالیٰ أَعْلَمُ.

---

❶ حدیث کے الفاظ اور تخریج اس کتاب کے ص ۷۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

❷ یہ عنوان اس کتاب کے ص ۷۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

❸ ملاحظہ ہو: مختصر سنن أبي داود ۱/ ۲۹۳؛ نیز ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۱/ ۲۶۷. حضراتِ علماء طیبی، مناوی اور مبارکپوری کی بھی یہی رائے ہے۔ (ملاحظہ ہو: فيض القدير ٦/ ١٦٥؛ وتحفة الأحوذي ٢/ ١١، ومرعاة المفاتيح ٢/ ٣٣٧).

-ج-

نمازِ فجر کے لیے اوّلین جانے والے کے لیے علم بردار فرشتے کی رفاقت

امام ابن ابی عاصم اور امام ابونعیم نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک حضرت میثم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

بَلَغَنِي:

''أَنَّ الْمَلَكَ يَغْدُوْ بِرَايَتِهِ مَعَ أَوَّلِ مَنْ يَغْدُوْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَلَا يَزَالُ بِهَا مَعَهُ حَتّٰى يَرْجِعَ، فَيُدْخِلُ بِهَا مَنْزِلَهُ، وَأَنَّ الشَّيْطَانَ يَغْدُوْ بِرَايَتِهِ إِلَى السُّوْقِ مَعَ أَوَّلِ مَنْ يَغْدُوْ، فَلَا يَزَالُ بِهَا مَعَهُ، حَتّٰى يَرْجِعَ، فَيُدْخِلُهَا مَنْزِلَهُ.''[1]

''مجھے یہ بات پہنچی ہے:

''بے شک فرشتہ اپنا علم اٹھائے سب سے پہلے مسجد جانے والے کے ساتھ جاتا ہے اور اس کے واپس گھر داخل ہونے تک اس کے ہمراہ رہتا ہے اور بلاشبہ سب سے پہلے بازار جانے والے کے ہمراہ شیطان اپنا جھنڈا اٹھائے جاتا ہے۔ پھر اپنے علم سمیت اس کے واپس (گھر) آنے تک اس کے ساتھ رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے (یعنی اپنے جھنڈے

---

[1] منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، الترغيب في صلاة العشاء والصبح خاصة في جماعة، رقم الحديث ١٣، ١/ ٢٧١. حافظ ابن حجر نے اسے [صحيح السند موقوف] اور شیخ البانی نے [صحيح موقوف] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الإصابة في تمييز الصحابة ٦/ ١٤٨؛ و صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٢٩٩).

کو) اس کے گھر داخل کر دیتا ہے۔''

نمازِ فجر کے لیے اوّلین جانے والے کی حیثیت کس قدر بلند ہے! اَللّٰھُم إِنَّا نَسْأَلُكَ ذٰلِكَ . ❶ إِنَّكَ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ .

تنبیہ:

صحابی حضرت میثم رضی اللہ عنہ کے [بَلَغَنِيْ] کہنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ روایت [مرفوع] ہے۔ امام نووی رقم طراز ہیں:

''حدیث میں جب صحابی کا ذکر کرنے کے بعد کہا جائے: ''یَرْفَعُهُ ، أَوْ يَنْمِيهِ ، أَوْ يَبْلُغُ بِهِ ، أَوْ رِوَايَةً '' وہ [اسے اُٹھاتا (یعنی مرفوعاً بیان کرتا) ہے] یا [اس کی نسبت کرتا ہے] یا [اسے پہنچاتا ہے] یا [بطورِ روایت بیان کرتا ہے۔]،

تو یہ سب اور اسی قسم کی دیگر عبارتوں والی روایت اہلِ علم کے نزدیک مرفوع ❷ ہوتی ہے۔'' ❸

علامہ نووی کے کلام کا مقصود یہ ہے، کسی صحابی کے یہ الفاظ بولنے، یا ان کی طرف انہیں منسوب کرنے سے مراد یہ ہوتی ہے، کہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی جانب سے ہے۔

---

❶ اے اللہ! ہم آپ سے اس کا سوال کرتے ہیں۔

❷ مرفوع: آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب روایت۔

❸ ملاحظہ ہو: تقریب النواوي ۱/ ۱۹۱۔۱۹۲؛ نیز ملاحظہ ہو: اختصار علوم الحدیث لابن کثیر، ص ٤٥؛ و نزهة النظر شرح نخبة الفكر ص ۷۸؛ و فتح المغيث شرح ألفية الحديث للحافظ السخاوي ۱/ ۱۲٥.

-د-

باجماعت نمازِ فجر سے اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں آنا

-ہ-

باجماعت نمازِ فجر ادا کرنے والے سے تعرض [1] پر شدید وعید

-و-

اس پیش کش سے لاپرواہی پر شدید وعید

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ. فَمَنْ أَخْفَرَ ذِمَّةَ اللّٰهِ كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ لِوَجْهِهِ.'' [2]

''جس شخص نے صبح (کی نماز) باجماعت ادا کی، تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے، سو جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری توڑی، تو وہ اسے (دوزخ کی) آگ میں اوندھا ڈال دیں گے۔''

اللہ اکبر! باجماعت نمازِ فجر ادا کرنے والا کس قدر قوی اور قابلِ اعتماد ذمہ داری حاصل کرتا ہے! کائنات کے خالق، مالک اور تدبیر کرنے والے اور [كُنْ فَيَكُوْنُ] والے رب ذوالجلال کی ذمہ داری۔

علامہ مبارکپوری [اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری] کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] یعنی اسے اذیت دینے کی کوشش کرنا۔

[2] مجمع الزوائد، كتاب الصلاة، باب في صلاة العشاء الآخرة والصبح في جماعة ٢ / ٤١.
حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: اسے طبرانی نے [المعجم] الكبير میں روایت کیا ہے اور اس کے راویان [صحیح کے روایت کرنے والے] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢ / ٤١)۔

"أَيْ فِيْ عَهْدِهِ وَأَمَانِهِ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ." ❶

"یعنی دنیا و آخرت میں ان کے حفظ وامان میں۔"

آنحضرت ﷺ کے ارشاد: [فَمَنْ أَخْفَرَ ذِمَّةَ اللّٰهِ كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ لِوَجْهِهِ.] "سو جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری توڑی، تو اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ کی) آگ میں اوندھا ڈال دیں گے۔" کے محدّثین کرام نے درج ذیل دو معانی بیان کیے ہیں:

۱: (ذِمَّةَ اللّٰهِ) سے مراد باجماعت نمازِ فجر ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا امان میسّر آتا ہے اور اسے توڑنے سے مقصود باجماعت نمازِ فجر چھوڑنا اور اس کے بارے میں کوتاہی کرنا ہے۔ ایسا کرنے والے کا اللہ تعالیٰ سے عہد ٹوٹ گیا اور وہ اسے چہرے کے بل دوزخ کی آگ میں اُلٹ دیں گے۔

۲: باجماعت نمازِ فجر ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں ہے۔ اس سے تعرّض کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں گستاخی کی، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے چہرے کے بل دوزخ کی آگ میں اوندھا ڈال دیں گے۔ ❷

۔ز۔

باجماعت فجر کے بعد اشراق تک مسجد میں ذکر کا عظیم ثواب

اس بارے میں چار احادیث ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

۱: امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، اِنْقَلَبَ بِأَجْرِ حَجَّةٍ

---

❶ تحفة الأحوذي ٢/ ١٢.

❷ ملاحظہ ہو: فيض القدير للمناوي ٦/ ١٤٦.

وَعُمْرَةٍ.'' ❶

''جس شخص نے صبح (کی نماز) باجماعت ادا کی، پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، پھر اُٹھ کر دو رکعتیں ادا کیں، تو وہ حج و عمرے کے ثواب کے ساتھ پلٹا۔''

۲: امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ.''

''جس شخص نے (نمازِ) فجر باجماعت ادا کی، پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، پھر اس نے دو رکعتیں ادا کیں، تو اس کے لیے حج و عمرے کے مانند ثواب ہے۔''

انہوں (انس رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تَامَّةٍ، تَامَّةٍ، تَامَّةٍ.'' ❷

''پورا، پورا، پورا۔''

---

❶ منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، الترغيب في جلوس المرء مصلّاه بعد صلاة الصبح و صلاة العصر، رقم الحديث ٦، ٢٩٦/١. حافظ منذری لکھتے ہیں: ''اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی [سند جید] ہے۔'' (المرجع السابق ٢٩٦/١). حافظ ہیثمی نے بھی اس کے متعلق یہی تحریر کیا ہے اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ١٠٤/١؛ و صحيح الترغيب والترهيب ٣١٩/١).

❷ جامع الترمذي، أبواب السفر، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس، رقم الحديث ٥٨٣، ١٥٧/٣-١٥٨. امام ترمذی نے اسے [حسن غریب] اور شیخ البانی نے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١٥٨/٣؛ و صحيح الترغيب والترهيب ٣١٨/١). نیز ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ٤٠٥/١.

۳: امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ ، ثُمَّ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسِهِ حَتّٰى تُمْكِنَهُ الصَّلَاةُ ، كَانَ بِمَنْزِلَةِ عُمْرَةٍ وحَجَّةٍ مُتَقَبَّلَتَيْنِ.'' ❶

''جس شخص نے نمازِ صبح پڑھی، پھر اپنی جگہ میں بیٹھا رہا، یہاں تک کہ نماز ادا کرنا اس کے لیے ممکن ہو گیا، تو وہ (یعنی اس کا یہ عمل) (بارگاہِ الٰہی میں) قبول ہونے والے حج وعمرے کے درجے کا ہوگا۔''

۴: حضراتِ ائمہ ابوداود، طبرانی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، (کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ ـ عليه السلام ـ.'' ❷

''یقیناً مجھے نمازِ صبح سے لے کر طلوعِ آفتاب تک کسی قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھنا اسماعیل ـ علیہ السلام ـ کی اولاد سے چار (اشخاص) آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔''

---

❶ منقول از: الترغيب والترهيب ، كتاب الصلاة ، باب الترغيب في جلوس المرء في مصلّاه بعد صلاة الصبح و صلاة العصر ، جزء من رقم الحديث ٧، ١/٢٩٦. شیخ البانی نے اسے [صحیح لغیرہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/٣١٩).

❷ سنن أبي داود، كتاب العلم، باب في القصص ، جزء من رقم الحديث ٣٦٦٢، ١٠/٧٣. شیخ البانی لکھتے ہیں: اسے ابوداود، طبرانی نے (الدعاء) میں اور بیہقی نے (شعب الإیمان) میں روایت کیا ہے، اور اس کی [سند حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم الحديث ٢٩١٦، المجلد السادس / القسم الثاني / ص ٩٩٤).

مذکورہ بالا احادیث کے حوالے سے گیارہ باتیں:

ا: دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ نے تاکید کی غرض سے [تَامَّةٍ، تَامَّةٍ، تَامَّةٍ] تین مرتبہ فرمایا۔ مراد...... وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ ...... یہ ہے، کہ بلاشک وشبہ ایسا عمل کرنے والا شخص کامل حج اور کامل عمرے کا ثواب پاتا ہے۔

ب: تیسری روایت میں ذکر کردہ الفاظ [نمازِ صبح پڑھی] سے مراد نمازِ صبح باجماعت پڑھی ہے، جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

ج: تیسری روایت میں آنحضرت ﷺ نے ایسے حج وعمرے کے برابر ثواب ملنے کی بشارت دی، جو کہ بارگاہِ الٰہی میں قبولیت حاصل کرتے ہیں۔

اے اللہ کریم! ہمیں تاحیات اس اجرِ عظیم پانے والوں میں شامل فرمائے رکھنا۔ آمین یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

د: چوتھی روایت میں مذکور [بیٹھنے سے] مراد طلوعِ آفتاب تک مسلسل بیٹھنا ہے، البتہ کسی سے سلام لینے یا جنازہ کے لیے کھڑے ہونا، اس کے منافی نہیں۔ (1)

ہ: اسی روایت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''[میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھوں]، یہ نہیں فرمایا: [میں ذکر کروں]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ مذکورہ بالا ثواب ذکر سننے پر ہے۔ جب یہ ثواب ذکر سننے پر ہے، تو خود ذکر کرنے پر ثواب کس قدر ہوگا؟ (2)

و: قرآن کریم کی تلاوت، تسبیح، تہلیل، تحمید، دعا، نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا، سب چیزیں ذکر میں شامل ہیں۔ علوم شرعیہ: تفسیر، حدیث وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے

---

(1) ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ۵۲/۳۔

(2) ملاحظہ ہو: مرعاۃ المفاتیح ۳۲۷/۳۔

کا بھی یہی حکم ہے۔ ❶

ز: [مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ] سے مراد باجماعت نمازِ فجر ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

ح: آنحضرت ﷺ نے [حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کرنے] کی تخصیص اس لیے فرمائی، کہ وہ سب سے اعلیٰ نسل ہے اور آنحضرت ﷺ کے قرابت دار ہیں۔ ❷

ط: جب ایک عام مؤمن غلام آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ آزاد کرنے والے شخص کے جسم کا ہر حصہ دوزخ کی آگ سے آزاد کرتے ہیں ❸ تو اس عمل کی شان وعظمت کس قدر بلند ہوگی، جو آنحضرت ﷺ کو اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ عزیز ہے؟

ی: مذکورہ بالا احادیث میں بیان کردہ ثواب حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں، کہ اس عمل کو ہمیشہ یا طویل یا ایک متعین مدت کے لیے کیا جائے۔ احادیث شریفہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے، کہ مذکورہ بالا ثواب ایک دفعہ اس عمل کے کرنے پر ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم. جس نصیب والے کو اس عمل کی ہر روز توفیق ملے، تو: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. آمين يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ. ❹

---

❶ ملاحظہ ہو: عون المعبود ١٠/٧٣؛ و مرعاة المفاتيح ٣/٣٢٧.

❷ ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ٣/٥١؛ و مرعاة المفاتيح ٣/٣٢٧.

❸ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب العتق، باب في العتق و فضله، رقم الحديث ٢٥١٧، ٥/١٤٦؛ و صحيح مسلم، كتاب العتق، باب فضل العتق، رقم الحديث ٢١ ـ (١٥٠٩)، ٢/١١٤٧.

❹ ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہیں، عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ آمين يا حيّ يا قيّوم.

مشغول حضرات ہر ہفتہ میں چھٹیوں کے دنوں اور سالانہ تعطیلات میں اس عمل کی بدولت توفیقِ الٰہی سے اپنے لیے نیکیوں کے ذخائر جمع کر سکتے ہیں۔

ک: اگر کوئی خاتون گھر ہی میں نمازِ فجر بروقت ادا کر کے اپنی جائے نماز پر بیٹھی ذکر کرتی رہے، پھر طلوعِ آفتاب کے بعد دو رکعتیں ادا کرے، تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا چاروں احادیث میں بیان کردہ اجر و ثواب کی مستحق ہوگی، کیونکہ اس کی گھر والی نماز مسجد والی نماز سے بہتر ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ. [1]

-ح-

رات اور دن کے فرشتوں کا فجر و عصر میں اجتماع

-ط-

باجماعت فجر و عصر والوں کے لیے فرشتوں کی شفاعت

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ.''

ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: ''فَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: (إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا). [2] [3]

''تم میں سے ایک شخص کی منفرد نماز سے باجماعت نماز پچیس گنا افضل

---

[1] ملاحظہ ہو: کتاب: ''فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے'' صفحات ۵۰-۵۱.

[2] سورة الإسراء / جزء من الآية ۷۸.

[3] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة، رقم الحديث ۶۴۸، ۲/ ۱۳۷.

ہے اور رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نمازِ فجر میں اکٹھے ہوتے ہیں۔''

پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو، تو پڑھو: [ترجمہ: بے شک فجر کا قرآن (پڑھنا فرشتوں کی) حاضری کا وقت ہے]۔

یہ حدیث نمازِ فجر میں فرشتوں کی حاضری پر دلالت کرتی ہے۔

فجر و عصر دونوں نمازوں میں فرشتوں کے اجتماع کے متعلق امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: ''كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ ؟'' فَيَقُوْلُوْنَ: ''تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.'' [1]

''فرشتے تمہارے پاس رات اور دن کو یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں۔ وہ (یعنی رات، دن دونوں وقتوں کے فرشتے) نمازِ فجر اور نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں، پھر تمہارے ساتھ رات بسر کرنے والے فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں، تو ان کے رب تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں: ''تم نے میرے بندوں کو کیسے (یعنی کس حالت میں) چھوڑا؟''

وہ عرض کرتے ہیں: ''ہم ان سے جدا ہوئے، تو وہ نماز ادا کر رہے تھے اور (جب) ہم ان کے پاس پہنچے، تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔''

اس حدیث سے فجر و عصر میں رات اور دن کے فرشتوں کے اکٹھے ہونے کا واضح

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، رقم الحديث ۲۱۰ـ (٦٣٢)، ١/ ٤٣٩.

طور پر پتہ چلتا ہے۔

باجماعت فجر وعصر والوں کے لیے فرشتوں کی شفاعت کے متعلق روایت:

امام ابن خزیمہ نے مذکورہ بالا حدیث کے آخر میں حسبِ ذیل الفاظ روایت کیے ہیں:

" فَيَقُوْلُوْنَ: "أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ." [1]

''پس وہ (فرشتے) عرض کرتے ہیں: ''ہم ان کے پاس پہنچے، تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (جب) ہم ان سے جدا ہوئے، تو وہ حالتِ نماز میں تھے۔ سو آپ انہیں روزِ قیامت معاف فرما دیجیے۔''

تینوں روایات کے متعلق پانچ باتیں:

ا: فرشتوں کا کسی نماز میں جمع ہونا، بلاشبہ اس نماز کی خصوصی فضیلت کی دلیل ہے۔ امام بخاری نے پہلی حدیث درجِ ذیل عنوان کے ضمن میں روایت کی ہے:

[بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ] [2]

[باجماعت نمازِ فجر کی فضیلت کے متعلق باب]۔

ب: امام نووی نے دوسری حدیث پر (دیگر احادیث کے ساتھ) حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

---

[1] صحیح ابن خزیمة، کتاب الصلاة، جزء من رقم الحدیث ۳۲۲، ۱/۱۶۵. امام احمد اور امام ابن حبان نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحدیث ۹۱۵۱، ۱۵/۷۶-۷۷؛ والإحسان في تقریب صحیح ابن حبّان، کتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، فصل في فضل الجماعة، رقم الحدیث ۲۰۶۱، ۵/۴۰۹-۴۱۰). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۵/۷۷). نیز ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترهیب ۱/۳۱۷؛ و هامش المسند للدکتور الحسیني ۱۷/۱۵۴).

[2] صحیح البخاري ۲/۱۳۷.

[بَابُ فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا] ❶

[صبح اور عصر کی نمازوں کی فضیلت اور ان دونوں کی حفاظت کرنے کے متعلق باب]۔

ج: امام نووی ہی نے دوسری حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

فجر وعصر میں فرشتوں کے اجتماع میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے مومن بندوں پر شفقت اور ان کی عزت افزائی ہے، کہ انہوں نے فرشتوں کے ان کے ہاں اکٹھے اور جدا ہونے کے اوقات وہی رکھے ہیں، جو کہ ان کی عبادات اور رب تعالیٰ کی اطاعت کی خاطر جمع ہونے کے اوقات ہیں۔ اس طرح فرشتے بندوں کے ہاں موجود خیر کے گواہ بن جائیں گے۔ ❷

علامہ عینی [نمازِ فجر میں فرشتوں کے اجتماع] کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یہ بات با جماعت نمازِ فجر کی فضیلت واجب کرتی ہے۔ اسی طرح یہ بات نمازِ عصر کے متعلق ہے۔ اسی بنا پر آنحضرت ﷺ نے ان دونوں نمازوں کی حفاظت کی ترغیب دی ہے، تاکہ ان میں شامل ہونے والے کا عمل فرشتے اوپر (یعنی بارگاہِ الٰہی میں) لے کر جائیں اور اس کی شفاعت کریں۔'' ❸

د: تیسری حدیث پر امام ابن خزیمہ کا تحریر کردہ عنوان حسبِ ذیل ہے:

---

❶ صحيح مسلم ١/ ٤٣٩.

❷ ملاحظہ ہو: شرح النووي ٥/ ١٣٣.

❸ عمدة القاري ٥/ ١٦٨.

[بَابُ ذِكْرِ اجْتِمَاعِ مَلَائِكَةِ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةِ النَّهَارِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ جَمِيْعًا، وَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ لِمَنْ شَهِدَ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيْعًا .] ❶

[نمازِ فجر وعصر میں رات اور دن کے سب فرشتوں کے جمع ہونے اور ان دونوں نمازوں میں حاضر سب لوگوں کے لیے فرشتوں کی دعا کے بیان کے متعلق باب]۔

امام ابن حبان کا اس پر تحریر کردہ عنوان یہ ہے:

[ذِكْرُ اسْتِغْفَارِ الْمَلَائِكَةِ لِمُصَلِّيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَالْغَدَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ] ❷

[نمازِ عصر وفجر باجماعت ادا کرنے والے کے لیے فرشتوں کے استغفار کا ذکر]۔

ہ: یہ بات تو واضح ہے، کہ فرشتے اذنِ الٰہی کے بغیر کسی کے لیے دُعا نہیں کرتے، تو پھر ان کی دعا کی قبولیت میں شک وشبہ کی گنجائش کیوں کر ہوسکتی ہے؟

اے رب کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو زندگی کے آخری لمحات تک فرشتوں کی اس دعا سے محروم نہ ہونے دینا۔ آمین یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ .

۔ی۔

باجماعت فجر وعصر کا دیدارِ الٰہی کے اسباب میں سے ہونا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ صحيح ابن خزيمة ١/١٦٥.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/٤٠٩.

''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، کہ آنحضرت ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا، تو فرمایا:

" إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا.

ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ [1]

قَالَ إِسْمَاعِيْلُ: "لَا تَفُوْتَنَّكُمْ." [2]

''بے شک تم اپنے رب (تعالیٰ) کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو۔ اُن کے دیکھنے میں تمہیں کوئی زحمت نہ ہوگی۔ سو اگر تمہارے لیے ممکن ہو، تو (ایسی روش اختیار کرو، کہ) طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروبِ آفتاب سے قبل کی نماز سے تمہیں کوئی چیز روک نہ سکے۔''

پھر انہوں [3] نے (آیت شریفہ کا یہ حصہ) پڑھا: [جس کا ترجمہ یہ ہے: طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروبِ آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کیجیے۔]

اسماعیل [4] نے بیان کیا: ''تم سے وہ (یعنی دونوں نمازیں) فوت نہ ہو جائیں۔''

---

[1] سورة طٰهٰ/ جزء من الآية ١٣٠.

[2] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، رقم الحديث ٥٥٤، ٣٣/٢؛ وصحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، رقم الحديث ٢١١-(٦٣٣)، ٤٣٩/١. الفاظِ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

[3] صحیح مسلم ہے: "ثُمَّ قَرَأَ جَرِيْرٌ رضي الله عنه." [پھر جریر رضی اللہ عنہ نے پڑھا]. (صحيح مسلم ٤٣٩/١).

[4] (اسماعیل): راویانِ حدیث میں سے ایک۔

امام مسلم کی روایت میں ہے:

"يَعْنِي الْعَصْرَ وَالْفَجْرَ." ❶

"یعنی عصر و فجر۔"

حدیث شریف کے حوالے سے دو باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ کے ارشاد: " فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ" ❷ کی شرح میں علامہ مہلب لکھتے ہیں:

"يَعْنِي عَلٰى شُهُوْدِهِمَا فِي الْجَمَاعَةِ." ❸

"یعنی ان دونوں (نمازوں) کی جماعت میں شمولیت (سے کوئی چیز تمہیں) روک نہ سکے۔"

ب: علامہ ابن رجب [دیدارِ الٰہی] اور [فجر وعصر کی حفاظت کے حکمِ نبوی] کے باہمی تعلق کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"إِنَّ أَعْلٰى مَا فِي الْجَنَّةِ رُؤْيَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَأَشْرَفَ مَا فِي الدُّنْيَا مِنَ الْأَعْمَالِ هَاتَانِ الصَّلَاتَانِ، فَالْمُحَافَظَةُ عَلَيْهِمَا يُرْجٰى بِهَا دُخُوْلُ الْجَنَّةِ، وَرُؤْيَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ." ❹

"بلاشبہ جنت میں بلندترین (نعمت) اللہ عزوجل کا دیدار ہے اور دنیا میں سب سے برتر عمل یہ دو نمازیں ہیں۔ اسی بنا پر ان دونوں کی حفاظت سے دخولِ جنت اور اللہ عزوجل کے دیدار کی توقع کی جاتی ہے۔"

---

❶ صحيح مسلم ١/ ٤٣٩.

❷ یعنی اگر تمہارے لیے ممکن ہو، کہ کوئی چیز تمہارے لیے نماز سے رکاوٹ نہ بنے۔

❸ منقول از: شرح صحيح البخاري لابن بطال ٢/ ١٧٨. نیز ملاحظہ ہو: المفهم ٢/ ٢٦١-٢٦٢.

❹ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٣/ ١٣٦.

علامہ رحمہ اللہ ہی مزید لکھتے ہیں:

"وَيَظْهَرُ وَجْهٌ آخَرُ فِي ذٰلِكَ، وَهُوَ أَنَّ أَعْلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مَنْ يَنْظُرُ فِي وَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَرَّتَيْنِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا، وَعُمُوْمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَرَوْنَهُ فِي كُلِّ جُمْعَةٍ فِي يَوْمِ الْمَزِيْدِ، وَالْمُحَافَظَةُ عَلٰى هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ عَلٰى مِيْقَاتِهِمَا، وَوُضُوْئِهِمَا، وَخُشُوْعِهِمَا، وَآدَابِهِمَا، يُرْجٰى بِهٖ أَنْ يُوْجِبَ النَّظَرَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ فِي هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ." [1]

''اس بارے میں ایک اور مناسبت کی وجہ یہ نظر آتی ہے، کہ جنت میں بلند ترین رتبے والے لوگ دن میں دو دفعہ، صبح اور پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کے چہرے کا نظارہ کریں گے اور عام جنتی ہر جمعہ (کے دن) یوم مزید میں (ان کا دیدار کریں گے)۔ ان دونوں نمازوں کے اوقات، وضو، خشوع اور آداب کی حفاظت کے بارے میں یہ اُمید کی جاتی ہے، کہ وہ ان دونوں اوقات میں نظارہ الٰہی کو واجب کرے گی۔''

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ خشوع وخضوع اور اوقات کی پابندی کرتے ہوئے باجماعت فجر وعصر کا اہتمام ایسا جلیل القدر عمل ہے، کہ اس کے سبب دیدارِ الٰہی کے بآسانی اور کثرت سے فیض یاب ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

اے اللہ کریم! ہم ناتوانوں کو اس عظیم نعمت سے محروم نہ رہنے دینا۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.



[1] فتح الباري ٣/١٣٦.

مبحثِ دوم

نمازِ باجماعت کی فرضیّت

تمہید:

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا عظیم ترین عبادات اور اللہ عزوجل کے قریب کرنے والے بہت بڑی شان والے اعمال میں سے ایک ہے۔ اس کی فرضیّت پر کتاب وسنت کی متعدد نصوص ولالت کرتی ہیں۔ توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں ذیل میں گیارہ عنوانات کے تحت گفتگو کی جارہی ہے۔

۔ا۔

رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا حکمِ ربانی

اللہ عزوجل نے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ [1]

[اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو]۔

اس حکمِ ربانی [رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو] سے مراد یہ ہے، کہ نماز باجماعت ادا کرو۔ اس سلسلے میں چار علمائے امت کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

---

[1] سورة البقرة/ الآية ٤٣.

ا: حافظ ابن جوزی نے قلم بند کیا ہے:

"أيْ صَلُّوْا مَعَ الْمُصَلِّيْنَ". ❶

"یعنی تم نماز ادا کرنے والوں کے ساتھ نماز ادا کرو۔"

ب: قاضی بیضاوی نے تحریر کیا ہے:

"أيْ فِيْ جَمَاعَتِهِمْ". ❷

"یعنی ان (نمازیوں) کی جماعت میں (تم نماز ادا کرو)۔"

ج: علامہ ابوبکر کاسانی حنفی باجماعت نماز کے وجوب کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"أَمَّا الْكِتَابُ فَقَوْلُهُ تَعَالىٰ: ﴿ واركعوا مع الراكعين ﴾ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِالرُّكُوْعِ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ، وَذٰلِكَ يَكُوْنُ فِيْ حَالِ الْمُشَارَكَةِ فِيْ الرُّكُوْعِ، فَكَانَ أَمْرًا بِإِقَامَةِ الصَّلاةِ بِالْجَمَاعَةِ، وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لِوُجُوْبِ الْعَمَلِ". ❸

"قرآنِ کریم (کے نمازِ باجماعت کے وجوب کے دلائل میں) سے ارشادِ باری تعالیٰ: (ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی تعمیل (رکوع کرنے والوں کے ساتھ) رکوع میں شمولیت سے ہوتی ہے۔ اس طرح یہ باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے اور قرینے یا رکاوٹ سے خالی (صیغہ) امر عمل کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔"

---

❶ زاد المسير ١/ ٧٥.

❷ تفسير البيضاوي ١/ ٥٩؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ١/ ٣٤٨؛ وروح المعاني ١/ ٢٤٧.

❸ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ١/ ١٥٥. نیز ملاحظہ ہو: كتاب الصلاة للإمام ابن القيم ص ٦٦.

د: شیخ ابن باز نے لکھا ہے:

"هٰذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِيْ وَجُوْبِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ، وَالْمُشَارَكَةِ لِلْمُصَلِّيْنَ فِيْ صَلَاتِهِمْ. وَلَوْ كَانَ الْمَقْصُوْدُ إِقَامَتَهَا فَقَطْ لَمْ تَظْهَرْ مُنَاسَبَةٌ وَاضِحَةٌ فِيْ خَتْمِ الآيَةِ بِقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: ﴿ واركعوا مع الراكعين ﴾ لِكَوْنِهِ قَدْ أَمَرَ بِإِقَامَتِهَا فِيْ أَوَّلِ الْآيَةِ". [1]

"یہ آیت (کریمہ) نمازیوں کے ساتھ شریک ہو کر باجماعت نماز ادا کرنے کے واجب ہونے کے بارے میں نص (یعنی واضح اور قطعی دلیل) ہے۔ اگر مقصود صرف نماز قائم کرنا ہوتا، تو پھر آیت (کریمہ) کو ﴿واركعوا مع الراكعين﴾ کے ساتھ ختم کرنے کی واضح مناسبت ظاہر نہیں ہوتی، کیونکہ اقامتِ نماز کا حکم تو آیت کے شروع میں ہے۔"

-۲-

حالتِ خوف میں نمازِ باجماعت کا حکمِ ربانی

باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم صرف عام حالات میں ہی نہیں، بلکہ حالتِ خوف میں بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ إِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَّرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَ أَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ

[1] فتاوى علماء البلد الحرام ص ۱۷۳.

عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَ أَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَى أَنْ تَضَعُوٓا أَسْلِحَتَكُمْ وَ خُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾ [1]

''اور جب آپ ان میں موجود ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کریں، تو لازم ہے، کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار پکڑے رکھیں۔ پس جب وہ سجدہ کرلیں، تو پھر وہ آپ کے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ آ جائے، جس نے نماز نہیں پڑھی ہے، وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار پکڑے رکھے۔ کافر لوگ چاہتے ہیں، کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غفلت کرو، تو وہ تم پر ایک ہی بار حملہ کردیں۔ اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کچھ تکلیف ہو یا تم بیمار ہو، تو تم پر کوئی گناہ نہیں، کہ تم اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دو اور اپنے بچاؤ کا سامان لیے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے حالتِ خوف میں نمازِ باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے، تو حالتِ امن میں نمازِ باجماعت کے حکم کی تعمیل کس قدر ضروری ہوگی!

اس آیتِ شریفہ سے باجماعت نماز کی فرضیت پر استدلال کے حوالے سے پانچ علماء کے بیانات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام ابن منذر لکھتے ہیں:

" وَلَمَّا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِالْجَمَاعَةِ فِي حَالِ الْخَوْفِ دَلَّ

[1] سورة النسآء/ الآية ١٠٢.

عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ فِيْ حَالِ الْأَمْنِ أَوْجَبُ". ❶

''اللہ تعالیٰ کا حالتِ خوف میں نمازِ باجماعت ادا کرنے کا حکم دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ حالتِ امن میں اس کا واجب ہونا مزید بڑھ جائے گا۔''

ب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس آیت شریفہ سے ایک اور پہلو سے باجماعت نماز کی فرضیت پر استدلال کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" إِنَّهُ سَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ جَمَاعَةً، وَسَوَّغَ فِيْهَا مَا لَا يَجُوْزُ لِغَيْرِ عُذْرٍ كَاسْتِدْبَارِ الْقِبْلَةِ، وَالْعَمَلِ الْكَثِيْرِ، فَإِنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِغَيْرِ عُذْرٍ بِالْاِتِّفَاقِ، وَكَذٰلِكَ مُفَارَقَةُ الْإِمَامِ قَبْلَ السَّلَامِ عِنْدَ الْجَمْهُوْرِ، وَكَذٰلِكَ التَّخَلُّفُ عَنْ مُتَابَعَةِ الْإِمَامِ، كَمَا يَتَأَخَّرُ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بَعْدَ رُكُوْعِهِ مَعَ الْإِمَامِ إِذَا كَانَ الْعَدُوُّ أَمَامَهُمْ.

قَالُوْا: "وَهٰذِهِ الْأُمُوْرُ تُبْطِلُ الصَّلَاةَ لَوْ فُعِلَتْ بِغَيْرِ عُذْرٍ، فَلَوْ لَمْ تَكُنِ الْجَمَاعَةُ وَاجِبَةً، بَلْ مُسْتَحَبَّةً لَكَانَ قَدِ الْتَزَمَ فِعْلُ مَحْظُوْرٍ مُبْطِلٍ لِلصَّلَاةِ، وَتُرِكَتِ الْمُتَابَعَةُ الْوَاجِبَةُ فِي الصَّلَاةِ لِأَجْلِ فِعْلِ مُسْتَحَبٍّ، مَعَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ مِنَ الْمُمْكِنِ أَنْ يُصَلُّوْا وُحْدَانًا صَلَاةً تَامَّةً، فَعُلِمَ أَنَّهَا وَاجِبَةٌ". ❷

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے [نمازِ خوف] باجماعت ادا کرنے کا طریقہ سکھلایا

---

❶ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٥؛ نیز ملاحظہ ہو: معالم السنن للخطابي ١/ ١٦٠؛ والمغني ٣/٥.

❷ مجموع الفتاوی ٢٣/٢٢٧.

اور ایسے کاموں کی اجازت دی، جن کا بلا عذر کرنا درست نہیں، جیسے کہ نماز میں قبلہ کی طرف پشت کرنا، عملِ کثیر، کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے، کہ بلا عذر ایسا کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح جمہور کے نزدیک سلام سے پہلے امام سے الگ ہونا، اسی طرح امام کی متابعت سے گریز کرنا، جیسے کہ دشمن کے سامنے ہونے کی صورت میں پچھلی صف والوں کا امام کے ساتھ رکوع کے بعد پیچھے ہٹنا۔

انہوں (یعنی علماء) نے بیان کیا: ''ان کاموں کے بلا عذر کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ اگر جماعت واجب کی بجائے مستحب ہوتی، تو اس پر نماز فاسد کرنے والا ممنوعہ کام کرنا لازم آتا، ایک مستحب کام کی خاطر امام کی متابعت، جو کہ واجب ہے، کا ترک کرنا لازم آتا ہے، حالانکہ یہ ممکن تھا، کہ وہ انفرادی طور پر پوری نماز ادا کرلیتے۔ سو اس سے معلوم ہوا، کہ بلاشبہ وہ (یعنی جماعت) واجب ہے۔''

ج: اسی بارے میں حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

"وَ مَا أَحْسَنَ مَا اسْتَدَلَّ بِهِ مَنْ ذَهَبَ إِلٰى وُجُوْبِ الْجَمَاعَةِ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيْمَةِ حَيْثُ اغْتُفِرَتْ أَفْعَالٌ كَثِيْرَةٌ لِأَجْلِ الْجَمَاعَةِ، فَلَوْلَا أَنَّهَا وَاجِبَةٌ مَا سَاغَ ذٰلِكَ". [1]

''اور جماعت کو واجب کہنے والے کا اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کس قدر خوب صورت ہے، کہ (نماز کے) بہت سے اعمال سے جماعت کی وجہ سے چشم پوشی کی گئی۔ اگر وہ واجب نہ ہوتی، تو ایسا کرنا درست نہ ہوتا۔''

د: اسی آیت شریفہ سے باجماعت نماز کے وجوب پر استدلال کرتے ہوئے امام

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۱/ ۶۰۲.

ابن قیم رقم طراز ہیں:

"وَوَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ بِالْآيَةِ مِنْ وُجُوْهٍ:

أَحَدُهَا: أَمْرُهُ سُبْحَانَهُ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ، ثُمَّ أَعَادَ هٰذَا الْأَمْرَ مَرَّةً ثَانِيَةً فِي حَقِّ الطَّائِفَةِ الثَّانِيَةِ بِقَوْلِهِ: ﴿ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ ﴾. وَفِي هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الْجَمَاعَةَ فَرْضٌ عَلَى الْأَعْيَانِ إِذَا لَمْ يُسْقِطْهَا سُبْحَانَهُ مِنَ الطَّائِفَةِ الثَّانِيَةِ بِفِعْلِ الْأُوْلٰى. وَلَوْ كَانَتِ الْجَمَاعَةُ سُنَّةً لَكَانَ أَوْلَى الْأَعْذَارِ بِسُقُوْطِهَا عُذْرُ الْخَوْفِ. وَلَوْ كَانَتْ فَرْضَ كِفَايَةٍ لَسَقَطَتْ بِفِعْلِ الطَّائِفَةِ الْأُوْلٰى.

فَفِي الْآيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى وُجُوْبِهَا عَلَى الْأَعْيَانِ، فَهٰذَا عَلٰى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ:

أَمْرُهُ بِهَا أَوَّلاً،

ثُمَّ أَمْرُهُ بِهَا ثَانِيًا،

وَأَنَّهُ لَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِي تَرْكِهَا حَالَ الْخَوْفِ". [1]

"(اس) آیت (شریفہ) سے استدلال متعدد پہلوؤں سے ہے:

پہلی بات: اللہ تعالیٰ کا باجماعت نماز کا حکم دینا، پھر اپنے ارشادِ گرامی ﴿وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ ﴾[2] کے ساتھ دوسرے گروہ کے لیے اس حکم کا اعادہ فرمانا۔

اس میں یہ دلیل ہے، کہ جماعت [فرضِ عین] ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] كتاب الصلاة ص ٦٤-٦٥.

[2] ترجمہ: اور دوسرا گروہ آجائے، جس نے نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھے۔

پہلے گروہ کے اسے ادا کرنے سے دوسرے گروہ سے اسے ساقط نہیں کیا۔ (مزید برآں) اگر جماعت سنّت ہوتی، تو اسے ساقط کرنے کے لیے سب سے بڑا عذر [خوف] تھا اور اگر [فرضِ کفایہ] ہوتی، تو پہلے گروہ کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتی۔

آیت میں اس کے [فرضِ عین] ہونے کی دلیل تین اعتبارات سے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا پہلے اس کا حکم دینا،

پھر دوسری مرتبہ اسی کا حکم دینا،

حالتِ خوف میں اسے چھوڑنے کی انہیں اجازت نہ دینا۔''

ہ: شیخ ابن باز نے اس آیتِ کریمہ سے باجماعت نماز کی فرضیّت پر استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

" فَأَوْجَبَ سُبْحَانَهُ أَدَاءَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْحَرْبِ فَكَيْفَ بِحَالِ السِّلْمِ؟ وَلَوْ كَانَ أَحَدٌ يُسَامَحُ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ فِي جَمَاعَةٍ لَكَانَ الْمُصَافُّوْنَ لِلْعَدُوِّ الْمُهَدَّدُوْنَ بِهُجُوْمِهِ عَلَيْهِمْ أَوْلٰى بِأَنْ يُسْمَحَ لَهُمْ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ. فَلَمَّا لَمْ يَقَعْ ذٰلِكَ عُلِمَ أَنَّ أَدَاءَ الصَّلَاةِ فِي جَمَاعَةٍ مِنْ أَهَمِّ الْوَاجِبَاتِ، وَأَنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ التَّخَلُّفُ عَنْهُ " [1]

''(جب) اللہ سبحانہ نے حالتِ جنگ میں نمازِ باجماعت کو واجب کیا ہے، تو حالتِ امن میں (اس کا وجوب) کیسا ہوگا؟ اگر کسی کو جماعت کے ساتھ نماز چھوڑنے کی رخصت ہوتی، تو دشمن کے مقابلے میں صف آراء لوگوں کو ہوتی، جن پر کسی بھی وقت دشمن حملہ آور ہوسکتا تھا۔ جب ان کے

---

[1] فتاویٰ علماء البلد الحرام ص ۱۷۳.

لیے اجازت حاصل نہ ہوئی، تو معلوم ہوا، کہ باجماعت نماز ادا کرنا سب سے زیادہ ضروری واجبات میں سے ہے اور کسی کے لیے بھی اس سے پیچھے رہنا جائز نہیں۔''

-۳-

نمازِ باجماعت ادا کرنے کا حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

امام بخاری نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے:

''میں اپنی قوم کے ایک گروہ کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس رات ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت مہربان اور نرم دل تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا اپنے گھر والوں کے لیے اشتیاق دیکھا، تو فرمایا:

'' اِرْجِعُوْا، فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ، وَعَلِّمُوْهُمْ، وَصَلُّوْا. فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ ''. [1]

''تم لوٹ جاؤ اور انہی میں رہو۔ انہیں تعلیم دینا اور نماز پڑھنا۔ جب نماز کا وقت آئے، تو تم میں سے ایک تمہارے لیے اذان دے اور تم میں سے سب سے بڑی عمر والا تمہاری امامت کروائے۔''

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا وقت آنے پر اذان اور امامت کا حکم دیا۔ امامت کا حکم دینے کا مقصود یہی ہے، کہ نمازِ باجماعت ادا کی جائے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب من قال: ليؤذن في السفر مؤذن واحد، رقم الحديث ٦٢٨، ٢/ ١١٠. امام مسلم نے بھی اسی معنٰی کی حدیث روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة، رقم الحديث ٢٩٢ - (٦٧٤)، ١/ ٤٦٥ - ٤٦٦.

آنحضرت ﷺ کا کسی بات کے لیے حکم دینا، اس کے واجب ہونے پر ہی دلالت کرتا ہے۔ امام ابن قیم اس حدیث سے باجماعت نماز کے واجب ہونے پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَوَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ بِهِ أَنَّهُ أَمَرَ بِالْجَمَاعَةِ، وَأَمْرُهُ يَدُلُّ عَلَى الْوُجُوْبِ". [1]

''اور اس سے وجہ استدلال یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے جماعت کا حکم دیا اور آنحضرت ﷺ کا حکم دینا وجوب پر دلالت کرتا ہے۔''

نماز باجماعت کے متعلق حکمِ نبوی ﷺ کے حوالے سے دو باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ نے باجماعت نماز قائم کرنے کا حکم صرف اسی وقت نہیں دیا، کہ جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہو، بلکہ تین اشخاص کے موجود ہونے پر بھی اس کا حکم دیا۔ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ". [2]

''جب وہ تین ہوں، تو ان میں سے ایک ان کی امامت کروائے اور ان میں امامت کا سب سے زیادہ مستحق سب سے زیادہ (قرآنِ کریم) پڑھنے والا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے تین اشخاص موجود ہونے پر ہی نہیں، بلکہ صرف دو اشخاص

---

[1] كتاب الصلاة ص ٧٠.

[2] صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة، رقم الحديث ٢٨٩ـ(٦٧٢)، ٦٧٤، ١/ ٤٦٤.

موجود ہونے کی صورت میں بھی باجماعت نماز کا حکم دیا ہے۔ ❶

ب: باجماعت نماز کی فرضیّت کی مزید تاکید اس بات سے ہوتی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے سفر کا ارادہ کرنے والے دو اشخاص کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ امام بخاری نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''سفر کا ارادہ کرنے والے دو اشخاص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا، ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا". ❷

''جب تم دونوں نکلو، تو اذان کہو، پھر اقامت کہو، پھر تم دونوں میں سے بڑی عمر والا تمہاری امامت کروائے۔''

امام بخاری نے اپنی کتاب [الصحیح] میں ایک باب کا حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابٌ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ] ❸

[دو یا ان سے زیادہ کے جماعت ہونے کے متعلق باب]

۔۴۔

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت

باجماعت نماز کی فرضیّت کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ مسجد میں موجود شخص کو اذان سننے کے بعد باجماعت نماز ادا کیے بغیر بلا عذر مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔

---

❶ اس کی دلیل ان شاء اللہ تعالیٰ بعد میں ذکر کی جارہی ہے۔

❷ صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة ......، رقم الحديث ٦٣٠، ٢/ ١١١.

❸ المرجع السابق ٢/ ١٤٢.

ذیل میں اس بارے میں تین روایات اور ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا كُنْتُمْ فِيْ الْمَسْجِدِ، فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ، فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ". ❶

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا، کہ جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے لیے اذان ہو جائے، تو تم میں سے کوئی نماز ادا کیے بغیر نہ نکلے۔"

ب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اذان کے بعد نماز ادا کیے بغیر مسجد سے نکلنے والے شخص کے متعلق فرمایا، کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کی۔ امام مسلم نے ابوشعثاء کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ہم مسجد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے، کہ مؤذن نے اذان دی اور ایک شخص کھڑا ہوا اور مسجد سے نکلنے کے لیے چل پڑا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ مسجد سے باہر نکل گیا، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ - ﷺ -". ❷

"اس نے یقیناً ابوالقاسم - ﷺ - کی نافرمانی کی ہے۔"

ج: ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے شخص کو [منافق] قرار دیا ہے۔ امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

---

❶ المسند، جزء من رقم الحديث ١٠٩٣٣، ١٦/ ٥٤٥ـ ٥٤٦. حافظ ہیثمی نے اس کے [راویان کو صحیح کے روایت کرنے والے] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٦/ ٥٤٦؛ ومجمع الزوائد ٢/ ٥).

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذّن المؤذن، رقم الحديث ٢٥٨ـ (٦٥٥)، ١/ ٤٥٣ـ ٤٥٤.

کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَا يَسْمَعُ النِّدَاءَ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ، إِلَّا مُنَافِقٌ'' . [1]

''میری اس مسجد سے اذان سن کر، بلاضرورت نکل کر واپس نہ آنے والا منافق ہی ہے۔''

اگر نماز کا باجماعت ادا کرنا فرض نہ ہوتا، تو آنحضرت ﷺ بعد از اذان مسجد سے نکلنے سے نہ روکتے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے نکلنے پر [آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کرنے] کا فتویٰ چسپاں نہ کرتے اور خود آنحضرت ﷺ ایسے شخص کو منافق قرار نہ دیتے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وَلَوْ كَانَ الْمَرْءُ مُخَيَّرًا فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ وَإِتْيَانِهَا، لَمْ يَجُزْ أَنْ يَقْضِيَ مَنْ تَخَلَّفَ عَمَّا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ، أَنْ يَحْضُرَهُ'' . [2]

''اگر باجماعت نماز ادا کرنے اور اسے ترک کرنے کا بندے کو اختیار ہوتا، تو ایسے غیر واجب عمل سے پیچھے رہنے والے کے متعلق یہ حکم دینا، کہ وہ اس میں حاضر ہو، درست نہ ہوتا۔''

---

[1] منقول از: مجمع الزوائد و منبع الفوائد، كتاب الصلاة، باب فيمن خرج من المسجد بعد الأذان، ۲/ ۵. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: ''اسے طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور [اس کے روایت کرنے والے صحیح کے راویان ہیں]'' المرجع السابق ۲/ ۵).

[2] الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ۱۳۵.

اس بارے میں ایک قصہ:

امام دارمی نے عبدالرحمٰن بن حرملہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک شخص سعید بن مسیّب کو حج یا عمرے کے لیے (روانگی کے موقع پر) الوداع کہنے آیا، تو انہوں نے اسے فرمایا:

"لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تُصَلِّيَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا مُنَافِقٌ، إِلَّا رَجُلٌ أَخْرَجَتْهُ حَاجَةٌ، وَهُوَ يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ إِلَى الْمَسْجِدِ".

''نماز ادا کیے بغیر نہ جانا، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان کے بعد مسجد سے منافق کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں نکلتا۔ ہاں، (وہ نکلنے والا منافق نہیں)، جو کسی حاجت کی غرض سے واپس آنے کے ارادے سے نکلے۔''

فَقَالَ: "إِنَّ أَصْحَابِيْ بِالْحَرَّةِ".

اس نے جواب دیا: ''بے شک میرے ساتھی حرہ میں ہیں۔''

قَالَ: "فَخَرَجَ".

انہوں (راوی) نے بیان کیا: ''سو وہ چلا گیا۔''

قَالَ: "فَلَمْ يَزَلْ سَعِيْدٌ يُوْلَعُ بِذِكْرِهِ، حَتّٰى أُخْبِرَ أَنَّهُ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ، فَانْكَسَرَتْ فَخِذُهُ".

انہوں نے بیان کیا: ''سعید بہت اہتمام سے اس کا ذکر کرتے رہے، یہاں تک کہ انہیں خبر دی گئی، کہ وہ اپنی سواری سے گر گیا ہے اور اس کی ران ٹوٹ گئی ہے۔''[1]

---

[1] سنن الدارمي، كتاب الصلاة، رقم الحديث ١٤٥٢، ٩٨/١۔ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب الرجل يخرج من المسجد، رقم الرواية ١٩٤٥، ٥٠٧/١-٥٠٨.

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

اللہ کریم نے سچ فرمایا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ ❶

''پس جولوگ ان (یعنی رسول ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ڈر جائیں، کہ ان پر کوئی بلا نازل ہوجائے یا کوئی دردناک عذاب انہیں آگھیرے۔''

امام دارمی نے یہ واقعہ درج ذیل عنوان والے باب میں روایت کیا ہے:

[بَابُ تَعْجِيْلِ الْعُقُوْبَةِ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثٌ، فَلَمْ يُعَظِّمْهُ، وَلَمْ يُوَقِّرْهُ] ❷

[اس شخص کی سزا کے جلدی ہونے کے متعلق باب، جسے نبی کریم ﷺ سے حدیث پہنچے اور وہ اس کی تعظیم وتوقیر نہ کرے]۔

-۵-

آنحضرت ﷺ کا متعدد عذروں کے باوجود جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ دینا

حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ نے مسجد میں باجماعت نماز سے رخصت حاصل کرنے کی خاطر نبی کریم ﷺ کے حضور متعدد عذر پیش کیے۔ ان عذروں اور ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کے ردّ عمل سے کما حقہ آگاہی کے لیے درجِ ذیل تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

❶ سورة النور/ جزء من الآية ٦٣.   ❷ سنن الدارمي ١/ ٥٠٧.

ا: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ! إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ".

''یا رسول اللہ ...... صلی اللہ علیہ وسلم ......! بے شک میرے لیے مسجد میں لانے والا راہنما نہیں۔''

"فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ، فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ، فَقَالَ: "هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ؟" فَقَالَ: "نَعَمْ".

قَالَ: "فَأَجِبْ". ❶

''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی۔

جب وہ (واپس جانے کی خاطر) مڑے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا کر فرمایا: ''کیا تم اذان سنتے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''(جی) ہاں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سو تم (اسے) قبول کرو۔'' (یعنی با جماعت نماز ادا کرنے کی خاطر مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔)

ب: امام ابوداؤد نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رخصت طلب کرنے کے لیے عرض کیا:

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء، رقم الحديث: ٢٥٥ ـ (٦٥٣)، ١/ ٤٥٢.

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ ﷺ ـ ! إِنِّي رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ، شَاسِعُ الدَّارِ، وَلِيْ قَائِدٌ لَا يُلَاوِمُنِيْ (لَا يُلَايِمُنِيْ) فَهَلْ لِيْ رُخْصَةٌ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ؟"

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ...... ﷺ ......! میں بینائی سے محروم، دور گھر والا شخص ہوں اور میرا راہ نما (مسجد آنے جانے میں) میرے ساتھ موافقت نہیں رکھتا، تو کیا میرے لیے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت ہے؟"

آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا:

"هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟".

"کیا تم اذان سنتے ہو؟"

انہوں نے عرض کیا: "(جی) ہاں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً". [1]

"میں تمہارے لیے (بالکل) اجازت نہیں پاتا۔"

ج: امام احمد نے عبداللہ بن شدّاد بن ہاد کے حوالے سے حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

"بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد تشریف لائے، تو دیکھا، کہ لوگ کم ہیں، تو فرمایا:

"إِنِّي لَأَهُمُّ أَنْ أَجْعَلَ لِلنَّاسِ إِمَامًا، ثُمَّ أَخْرُجَ، فَلَا أَقْدِرُ عَلٰى إِنْسَانٍ يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْ بَيْتِهٖ إِلَّا أَحْرَقْتُهُ عَلَيْهِ."

"بے شک میں پختہ ارادہ کرتا ہوں، کہ لوگوں کے لیے ایک امام مقرر

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، رقم الحديث ٥٤٨، ٢/ ١٨٠ـ ١٨٠. امام نووی لکھتے ہیں: "ابوداؤد نے اسے [صحیح] یا [حسن سند] کے ساتھ روایت کیا ہے۔" (المجموع شرح المهذب ٤/٧٧).

کروں، پھر میں (خود) (باہر) نکل آؤں اور (باجماعت) نماز سے اپنے گھر میں پیچھے رہنے والا جو شخص (بھی) میرے قابو میں آئے، تو اس کے گھر کو، اس سمیت جلا دوں۔''

(یہ سن کر) ابن اُمّ مکتوم ...... رضی اللہ عنہ ...... نے عرض کیا:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّ بَیْنِيْ وَبَیْنَ الْمَسْجِدِ نَخْلًا وَشَجَرًا، وَلَا أَقْدِرُ عَلٰی قَائِدٍ کُلَّ سَاعَةٍ، أَیَسَعُنِيْ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَیْتِيْ؟"

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک میرے اور مسجد کے درمیان کھجوروں کے اور دوسرے درخت ہیں اور میں ہر وقت (ہمراہ لانے والا) راہ نما بھی نہیں پاتا، تو کیا میرے لیے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

" أَتَسْمَعُ الْإِقَامَةَ ؟" .

''کیا تم اقامت [1] سنتے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''(جی) ہاں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" فَأْتِهَا " . [2]

---

[1] شیخ احمد البنا لکھتے ہیں، کہ یہاں [اقامت] سے مراد [اذان] ہے، جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني ٥/ ١٧٨).

[2] المسند، رقم الحدیث ١٥٤٩١، ٢٤/ ٢٤٥. حافظ منذری نے اس کی [سند کو جید]، حافظ ہیثمی نے اس کے [راویان کو صحیح کے روایت کرنے والے] اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب والترھیب ١/ ٢٧٤؛ ومجمع الزوائد ٢/ ٤٢؛ وھامش المسند ٢٤/ ٢٤٥). اسی مفہوم کی حدیث امام ابن منذر اور امام حاکم نے بھی روایت کی ہے اور امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: کتاب الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، کتاب الإمامة، رقم الحدیث ١٨٩١، ٤/ ١٣٢؛ والمستدرك علی الصحیحین ١/ ٢٤٧؛ والتلخیص ١/ ٢٤٧).

''پس تم (اس کی خاطر) آؤ۔'' (یعنی باجماعت نماز کے لیے مسجد آؤ۔)

د: حضراتِ ائمہ ابوداود، ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول الله ﷺ! إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ".

''یا رسول اللہ۔ ﷺ۔! بے شک مدینہ (طیبہ) میں کیڑے مکوڑے اور درندے کثرت سے ہیں۔''

نبی کریم۔ ﷺ۔ نے فرمایا:

"تَسْمَعُ (أَتَسْمَعُ) [1] حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. فَحَيَّ هَلًا". [2]

''تم (کیا تم) [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] سنتے ہو۔ سو تم جلد (باجماعت نماز کی خاطر مسجد) آؤ۔''

ہ: امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بینائی سے محروم ابن اُمّ مکتوم۔ رضی اللہ عنہ۔ حاضر ہوئے اور وہ وہی ہیں، جن کے بارے میں:

[عَبَسَ وَتَوَلّٰى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمٰى] [3]

نازل ہوئی اور وہ قریش میں سے تھے۔

---

[1] راوی کو شک ہے، کہ اس نے [تَسْمَعُ] کے الفاظ سنے یا [أَتَسْمَعُ] کے۔

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث ٥٤٨، ٢/ ٢٥٧؛ وصحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، رقم الحديث ١٤٧٨، ٢/ ٣٦٧، والمستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة، ١/ ٢٤٦ ـ ٢٤٧. امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی اور شیخ البانی نے [اسے صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١/ ٢٤٧، والتلخيص ١/ ٢٤٧، وصحيح سنن أبي داود ١/ ١١٠).

[3] سورة عبس/ الآيتان ١ ـ ٢. [ترجمہ: انہوں نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا، کہ ان کے پاس اندھا آیا]۔

انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حضور عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ ﷺ ـ! بِأَبِيْ وَأُمِّيْ أَنَا كَمَا تَرَانِيْ، قَدْ دَبَرَتْ سِنِّيْ، وَرَقَّ عَظْمِيْ، وَذَهَبَ بَصَرِيْ، وَلِيْ قَائِدٌ لَا يُلَايِمُنِيْ قِيَادُهُ إِيَّايَ، فَهَلْ تَجِدُ لِيْ رُخْصَةً أُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ الصَّلَوَاتِ؟"

"یا رسول اللہ ـ ﷺ ـ! میرے ماں باپ (آپ پر قربان!) میں، جیسے کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، کہ میری عمر بیت چکی ہے، ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں، بینائی جاچکی ہے اور میرے ساتھی راہ نما کی آنے جانے میں مجھ سے موافقت نہیں، تو کیا آپ میرے لیے نمازوں کے اپنے گھر پڑھنے کی اجازت پاتے ہیں؟"

آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

"هَلْ تَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ فِي الْبَيْتِ الَّذِيْ أَنْتَ فِيْهِ؟".

"جس گھر میں تم ہو، کیا اس میں مؤذن (کی آواز) سنتے ہو؟"

انہوں نے عرض کیا:

"نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ ﷺ ـ".

"(جی) ہاں، یارسول اللہ ـ ﷺ ـ!"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً، وَلَوْ يَعْلَمُ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ، مَا لِهٰذَا الْمَاشِيْ إِلَيْهَا، لَأَتَاهَا وَلَوْ حَبْوًا عَلٰى يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ". [1]

---

[1] منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الصلاة، الترهيب من ترك حضور الجماعة لغير عذر، ١/ ٢٧٦ ـ ٢٧٧ ـ شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا۔ ملاحظہ فرمایئے: صحيح ترغيب والترهيب ١/ ٣٠٢.

''میں تمہارے لیے (بالکل) اجازت نہیں پاتا۔ اگر باجماعت نماز سے اس پیچھے رہنے والے شخص کو خبر ہو جائے، کہ اس کی خاطر جانے والے کے لیے کیا (اجر وثواب) ہے، تو وہ اس کے لیے حاضر ہوتا، اگرچہ اسے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں قدموں پر گھسٹ کر آنا پڑتا۔''

مذکورہ بالا روایات کے حوالے سے آٹھ باتیں:

ا: حضرت ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ نے مسجد میں باجماعت نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت کے لیے درجِ ذیل سات عذر پیش کیے۔

ا: بینائی سے محرومی۔

ب: گھر کی مسجد سے دُوری۔

ج: باقاعدگی سے ہمراہ لانے والے راہ نما کا میسّر نہ آنا۔

د: گھر اور مسجد کے درمیان کھجوروں اور دیگر اقسام کے درخت۔

ہ: مدینہ طیبّہ میں کیڑوں اور درندوں کی کثرت۔

و: عمر رسیدہ ہونا۔

ز: ہڈیوں کا کمزور ہونا۔

۲: یہ عذر ر ایسی شفیق اور مہربان شخصیت کے حضور پیش کیے گئے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے [رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡن] [1] اور [آسانی کرنے والے معلّم] [2] بنا کر، آسان دین

---

[1] ارشادِ ربانی ہے: ﴿ وَمَا أَرۡسَلۡنَاكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡنَ ﴾ (سورة الأنبياء/ الآية ١٠٧).
[ترجمہ: اور ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے]۔

[2] ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "وَلٰكِنۡ بَعَثَنِيۡ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا". ملاحظہ ہو: (صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب بيان أن تخيير امرأة لا يكون......، جزء من رقم الحديث ٢٩ ـ (١٤٧٨)، ٢/ ١١٠٥ عن جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہما). [بلکہ مجھے آسانی کرنے والا معلم بنا کر مبعوث فرمایا]۔
(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم'' ص ٤٢٦ ـ ٤٣٨).

کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ❶ وہ شخصیت کہ جائز باتوں میں سے آسان بات منتخب فرماتے ❷ اور جنہوں نے امت کو آسانی کرنے اور بشارت دینے کا حکم دیا اور لوگوں پر تنگی کرنے اور انہیں متنفر کرنے سے منع فرمایا۔ ❸

۴: پیکرِ شفقت اور مجسمۂ رحمت نبی کریم ﷺ کے اپنے صحابی کے سات عذر سننے کے بعد فرمائے ہوئے [الفاظِ مبارکہ] تین روایات کے مطابق حسبِ ذیل تھے:

ا: " فَأَجِبْ ".

[سو تم (باجماعت نماز کے لیے اللہ کی دعوت) قبول کرو]۔

ب: " فَأْتِهَا ".

[سو تم اس (یعنی باجماعت نماز) کے لیے آؤ]۔

ج: " فَحَيَّ هَلًا ".

[سو تم جلدی آؤ]۔

---

❶ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: " إِنِّي أُرْسِلْتُ بِحَنِيفِيَّةٍ سَمْحَةٍ ". (المسند، جزء من رقم الحديث ۲٤۸۵۵، ٤١/ ٣٤٩ عن عائشة رضی اللہ عنہا). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [قوی] اور اس کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٤١/ ٣٤٩) [ترجمہ: مجھے (ابراہیم علیہ السلام) حنیف کے آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے]۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: راقم السطور کی کتاب: ''حج وعمرے کی آسانیاں'' صفحات ۳۷۔ ٤٠.

❷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: " مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا ". (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب قول النبي ﷺ: " يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا "، جزء من رقم الحديث ٦١٢٦، ١٠/ ٥٢٤). [جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک چننے کا اختیار دیا گیا، تو آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ ان میں سے آسان چیز انتخاب فرمائی، بشرطیکہ اس میں گناہ کا پہلو نہ ہوتا]۔

❸ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: " يَسِّرُوْا، وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا، وَلَا تُنَفِّرُوْا ". (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم بالموعظة كي لا ينفروا، رقم الحديث ٦٩، ١/ ٦٣). [ترجمہ: آسانی کرو اور تنگی نہ کرو، بشارت دو اور متنفر نہ کرو]۔

ان تینوں روایات کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے اذان سننے پر [صیغہ امر] کے ساتھ باجماعت نماز کے لیے آنے کا حکم دیا ہے، بلکہ تیسری روایت کے الفاظ کے مطابق یہ حکم دودفعہ دیا ہے۔ [فَحَيَّ] کا معنی (آؤ) اور [هَلًا] سے مراد (جلدی کرو) ہے۔ [1]

[صیغۂ امر] وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ کسی ایمان والے کے لیے آنحضرت ﷺ کا، صیغۂ امر کے ساتھ فرمایا ہوا حکم سن کر تردّد، چون وچرا، قیل وقال یا تاخیر کی گنجائش کیونکر باقی رہ سکتی ہے؟

مزید برآں قابلِ غور بات یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے باجماعت نماز کے لیے مسجد میں حاضری کا حکم دودفعہ صیغہ امر کے ساتھ دیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [2]

''پس آپ کے ربّ کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ وہ آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر اپنے دلوں میں آپ کے فیصلے سے تنگی محسوس نہ کریں اور اسے پورے طور سے تسلیم کریں۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

---

[1] (فَحَيَّ هَلًا) کو دو کلمات سے بنایا گیا ہے۔ [فَحَيَّ] کا معنی: ''أَقْبِلْ'' (آؤ) اور [هَلًا] کا معنی: ''أَسْرِعْ'' [جلدی کرو]۔ ان دونوں کلمات کو مبالغہ کی غرض سے ایک [کلمہ] میں جمع کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مرعاة المفاتیح ۳/ ۵٤٥).

[2] سورة النسآء / الآية ٦٥.

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ [1]

''اور جب اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ۔ ﷺ ۔ کسی معاملے میں فیصلہ کردیں، تو کسی ایمان والے مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ۔ ﷺ ۔ کی نافرمانی کرے، وہ کھلی گم راہی میں پڑ گیا۔''

مزید برآں آنحضرت ﷺ کے حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے لیے بیان کردہ جواب کے متعلق دیگر دو روایتوں کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

ا: [لَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً] .

''میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔''

ب: [مَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً] .

''میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔''

ان دونوں روایات کے الفاظ کے مطابق باجماعت نماز سے پیچھے رہنے کے لیے کسی بھی قسم کی اجازت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، کیونکہ دونوں میں لفظ [رُخْصَةً] نکرہ ہے اور اس سے پہلے [لَا] نفی کے لیے ہے اور نفی کے بعد نکرہ کے آنے سے عموم کی نفی ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

۴: مذکورہ بالا پانچ روایات کے حوالے سے متعدد علمائے امت نے باجماعت نماز کی فرضیّت کی صراحت کی ہے۔ ان میں سے چھ کے بیانات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

---

[1] سورة الأحزاب / الآية ٣٦.

ا: پہلی روایت پر امام نووی نے درج ذیل عنوان لکھا ہے:
[بَابٌ يَجِبُ إِتْيَانُ الْمَسْجِدِ عَلَى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ] ❶
[اذان سننے والے پر مسجد میں آنے کے وجوب کے متعلق باب]
ب: دوسری روایت پر امام ابوداؤد کا تحریر کردہ عنوان حسب ذیل ہے:
[بَابُ التَّشْدِيْدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ] ❷
[جماعت چھوڑنے پر سختی کے متعلق باب]
ج: امام ابن خزیمہ نے اپنی کتاب [الصحیح] کے ایک باب میں دوسری روایت ذکر کی ہے۔ اس باب کا عنوان اور اس کے ساتھ تحریر کردہ امام رحمہ اللہ کی عبارت حسب ذیل ہے:

[بَابُ أَمْرِ الْعُمْيَانِ بِشُهُوْدِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، وَإِنْ كَانَتْ مَنَازِلُهُمْ نَائِيَةً عَنِ الْمَسْجِدِ، لَا يُطَاوِعُهُمْ قَائِدُوْهُمْ بِإِتْيَانِهِمْ إِيَّاهُمُ الْمَسَاجِدَ، وَالدَّلِيْلُ عَلَى أَنَّ شُهُوْدَ الْجَمَاعَةِ فَرِيْضَةٌ لَا فَضِيْلَةٌ، إِذْ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُقَالَ: "لَا رُخْصَةَ لِلْمَرْءِ فِي تَرْكِ الْفَضِيْلَةِ."] ❸

[بینائی سے محروم اشخاص کو، ان کے گھروں کی مسجد سے دوری اور موافقت کرنے والے ساتھی راہ نماؤں کے میسر نہ آنے کے باوجود، باجماعت نماز میں حاضر ہونے کے حکم کے متعلق باب اور اس بات کی دلیل، کہ جماعت میں حاضری فرض ہے، نہ کہ (صرف) فضیلت، کیونکہ فضیلت والے کام کے متعلق یہ کہنا درست نہیں، کہ اسے چھوڑنے

---

❶ صحیح مسلم ١/ ٤٥٢.
❷ سنن أبي داود ٢/ ١٨٠-١٨١.
❸ صحیح ابن خزیمة، کتاب الإمامة في الصلاة ٢/ ٣٦٨.

کی اجازت نہیں]۔

د: پہلی روایت کے متعلق علامہ عبیداللہ مبارک پوری لکھتے ہیں:

"وَالْحَدِيْثُ ظَاهِرٌ فِيْ وُجُوْبِ الْجَمَاعَةِ وُجُوْبَ عَيْنٍ، فَيَأْثَمُ الْمُصَلِّيْ بِتَرْكِهَا". ❶

''جماعت کے واجب عینی ہونے کے متعلق حدیث (کی دلالت) واضح ہے۔اسے چھوڑنے والا نمازی گناہ گار ہے۔''

ہ: چوتھی روایت پر امام ابن خزیمہ نے حسبِ ذیل عنوان قلم بند کیا ہے:

[بَابُ أَمْرِ الْعُمْيَانِ بِشُهُوْدِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، وَإِنْ خَافَ الْأَعْمٰى هَوَامَّ اللَّيْلِ وَالسِّبَاعِ إِذَا شَهِدَ الْجَمَاعَةَ] ❷

[بصارت سے محروم لوگوں کو نماز باجماعت میں حاضری کا حکم، اگرچہ جماعت میں حاضری کی صورت میں اندھے شخص کو رات کے کیڑے مکوڑوں اور درندوں کا ڈر ہو]

و: امام ابن منذر نے تیسری روایت کے ہم معنی حدیث حسبِ ذیل عنوان کے ضمن میں نقل کی ہے:

[ذِكْرُ إِيْجَابِ حَضُوْرِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْعُمْيَانِ، وَإِنْ بَعُدَتْ مَنَازِلُهُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ، وَيَدُلُّ ذٰلِكَ أَنَّ شُهُوْدَ الْجَمَاعَةِ فَرْضٌ لَا نَدْبٌ]. ❸

[بینائی سے محروم لوگوں پر، ان کے گھروں کی مسجد سے دُوری کے باوجود، جماعت میں حاضری کے وجوب کا ذکر اور یہ (اس بات کی) دلیل ہے،

---

❶ مرعاة المفاتيح ٣/ ٤٨٨.   ❷ صحيح ابن خزيمة ٢/ ٢٦٧.

❸ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٢.

کہ جماعت میں حاضری فرض ہے، (صرف) مستحب نہیں]

ز: امام احمد نے لکھا ہے:

"فَلَوْ كَانَ لِأَحَدٍ عُذْرٌ فِي التَّخَلُّفِ لَرَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِشَيْخٍ ضَعِيفِ الْبَدَنِ، ضَرِيرِ الْبَصَرِ، شَاسِعِ الدَّارِ، بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ نَخْلٌ وَوَادٍ." [1]

''اگر کسی شخص کے لیے جماعت سے پیچھے رہنے کا عذر ہوتا، تو رسول اللہ ﷺ ایک بوڑھے، کمزور بدن والے، نابینے، مسجد سے دور گھر والے شخص کو، کہ جس کے گھر اور مسجد کے درمیان کھجوروں کے درخت اور وادی تھی، اس کی اجازت دے دیتے۔''

ح: شیخ ابن باز لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوا، کہ جب ایک اندھے شخص کے لیے ترکِ جماعت کی رخصت نہیں، تو بینا کے لیے تو بالاولیٰ رخصت نہیں۔'' [2]

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے پیکرِ شفقت اور مجسمۂ رحمت ہونے کے باوجود، سات عذر پیش کرنے والے صحابی کو مسجد میں حاضر ہوکر باجماعت نماز ادا کرنے کا تاکیدی حکم ارشاد فرمایا اور ان کے لیے اس بات کو واضح کیا، کہ ان کے لیے گھر میں نماز پڑھنے کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ جب ان سات عذروں کے باوجود مسجد میں باجماعت نماز چھوڑنے کی رخصت نہیں، تو بلا عذر، یا ان میں سے بعض عذروں کی بنا پر اسے ترک کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

---

[1] الصلاة لإمام أهل السنة أحمد بن حنبل ص ٨٦.

[2] فتاویٰ اسلامیه (مترجم) ١/ ٤٧٤.

-٦-

بلا عذر جماعت سے پیچھے رہنے والے کی نماز کا نہ ہونا

حضراتِ ائمہ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن حبّان، دار قطنی اور بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ، فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ". [1]

''جو شخص اذان سن کر نہ آئے، تو سوائے عذر کے اس کی نماز نہیں۔''

اس بارے میں دو باتیں ہیں:

۱: اس حدیث کے حوالے سے پانچ محدّثین کے اقوال:

۱: امام ابوداؤد نے اسے حسبِ ذیل عنوان والے باب میں روایت کیا ہے:

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، رقم الحديث ٥٤٧، ٢/ ١٨٠؛ وسنن ابن ماجه، أبواب المساجد والجماعات، رقم الحديث ٧٧٧، ١/ ١٤٢؛ والأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، كتاب الإمامة، ذكر تخوّف النفاق على تارك شهود العشاء والصبح……، رقم الحديث ١٨٩٨، ٤/ ١٣٥؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب فرض الجماعة والأعذار التي تبيح تركها، رقم الحديث ٢٠٦٤، ٥/ ٤١٥؛ وسنن الدار قطني، كتاب الصلاة، باب الحث لجار المسجد على الصلاة فيه إلا من عذر، رقم الحديث ٤/ ١/ ٤٢٠؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة، ١/ ٢٤٥. الفاظِ حدیث امام ابن ماجہ اور امام ابن منذر کی نقل کردہ روایتوں کے ہیں۔ امام حاکم نے اسے [صحیحین کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی اور شیخ البانی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ شیخ ابن باز نے اس کی [سند کو جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١/ ٢٤٥؛ والتلخيص ١/ ٢٤٥؛ وإرواء الغليل ٢/ ٣٣٧؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/ ١٣٢؛ وصحيح الترغيب والترهيب ١/ ٣٠١). نیز ملاحظہ ہو: إنجاز الحاجة ٣/ ٥١٣؛ وهامش سنن ابن ماجه للدكتور بشار ٤/ ٩٦؛ وهامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/ ٤١٥؛ وهامش شرح السنة ٣/ ٣٤٨؛ وفتاویٰ اسلامیہ ١/ ٣٦٠.

[بَابٌ فِي التَّشْدِيْدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ] ❶

[جماعت ترک کرنے پر سختی کے متعلق باب]

۲: امام ابن ماجہ نے اسے درج ذیل عنوان والے باب میں روایت کیا ہے:

[بَابُ التَّغْلِيْظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ]. ❷

[جماعت سے پیچھے رہنے پر درشتی کے بارے میں باب]

۳: امام ابن منذر لکھتے ہیں:

" وَدَلَّ عَلٰى تَأْكِيْدِ أَمْرِ الْجَمَاعَةِ قَوْلُهُ ﷺ: "مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَا صَلَاةَ لَهُ". ❸

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد [ترجمہ: جس شخص نے اذان سن کر اسے قبول نہ کیا، ❹ تو اس کی نماز نہیں] جماعت کے حکم کی تاکید کرتا ہے۔''

۴: امام ابن حبان نے اس پر حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّالِّ عَلٰى أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتْمٌ لَا نَدْبٌ] ❺

[اس بات پر دلالت کرنے والی حدیث کا ذکر، کہ یہ [یعنی باجماعت نماز ادا کرنے کا] حکم حتمی ہے، استحباب کے لیے نہیں]

۵: امام بغوی اسے روایت کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

" اِتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّهُ لَا رُخْصَةَ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِأَحَدٍ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ". ❻

''اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ کسی کے لیے (بھی) ترکِ جماعت

---

❶ سنن أبي داود ۲/ ۱۸۰. ❷ سنن ابن ماجه ۱/ ۱۴۲

❸ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، كتاب الإمامة، ۴/ ۱۳۵.

❹ یعنی باجماعت نماز ادا کرنے کی غرض سے مسجد میں حاضر نہ ہوا۔

❺ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۵/ ۴۱۵.

❻ شرح السنة ۳/ ۳۴۸.

کی اجازت نہیں۔''

ب: اس بارے میں بعض صحابہ کے اقوال:

امام ترمذی لکھتے ہیں:

" وَقَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوْا: " مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ " .

''متعدد صحابہ سے نقل کیا گیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر (باجماعت نماز کے لیے) نہ آیا، تو اس کی نماز نہیں۔'' [1]

بطورِ مثال ذیل میں تین صحابہ کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

ا: حضرات ائمہ عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ " .

''مسجد کے پڑوسی کی مسجد کے علاوہ نماز نہیں۔''

انہوں [راوی] نے بیان کیا: ''(ان کی خدمت میں) عرض کیا گیا:

" وَمَنْ جَارُ الْمَسْجِدِ ؟"

''اور مسجد کا پڑوسی کون ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

" مَنْ أَسْمَعَهُ الْمُنَادِيْ " . [2]

---

[1] جامع الترمذي ۱/ ۵۳۹.

[2] مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاة، باب من سمع النداء، رقم الرواية ۱۹۱۵، ۱/ ۴۹۷۔ ۴۹۸؛ ومصنف ابن أبي شيبة، کتاب الصلوات، باب من قال: "إذا سمع المنادي فليجب"، ۱/ ۴۳۹؛ والأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، کتاب الإمامة، ⇦⇦⇦

''جسے مؤذن سناتا ہے۔'' (یعنی جس شخص تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے۔)

ب: امام ابن شیبہ اور امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ ، فَلَمْ يَأْتِهِ لَمْ تُجَاوِزْ صَلَاتُهُ رَأْسَهُ إِلَّا بِالْعُذْرِ " . ❶

''جس شخص نے اذان سنی، پھر (باجماعت نماز کے لیے) نہ آیا، تو اس کی نماز اس کے سر کے اوپر نہیں اٹھی، سوائے عذر کے۔'' (یعنی بوجہ عذر جماعت کے بغیر ادا کی ہوئی نماز کی قبولیت متوقع ہے۔)

۲: امام ابن ابی شیبہ اور امام ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِي ، ثُمَّ لَمْ يُجِبْ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلَا صَلَاةَ لَهُ " . ❷

''جس شخص نے منادی کرنے والے (یعنی مؤذن) کو سنا، پھر عذر نہ ہونے کے باوجود (اس کی دعوت) قبول نہ کی (یعنی باجماعت نماز کی

⇦⇦⇦ ذكر تخوّف النفاق على تارك شهود العشاء والصبح في جماعة ......، رقم الرواية ١٩٠٧، ٤/ ١٣٧. الفاظِ روایت مصنف عبدالرزاق کے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو: المحلّى ٤٨٥ ـ مسألة ...... ٤/ ٢٧٤ ـ ٢٧٥. المحلّى کے محقق نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المحلّى ٤/ ٢٧٥).

❶ المصنف، كتاب الصلوات، باب من قال: "إذا سمع المنادي فليجب"، ١/ ٣٤٥؛ والأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، كتاب الإمامة، ذكر تخوّف النفاق......، رقم الرواية ١٩٠١، ٤/ ١٣٦. الفاظِ روایت مصنف ابن ابی شیبہ کے ہے۔

❷ المصنف، كتاب الصلوات، باب من قال: "إذا سمع المنادي فليجب"، ١/ ٣٤٥؛ والأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، كتاب الإمامة، ذكر تخوّف النفاق......، رقم الرواية ١٩٠٢، ٤/ ١٣٦. نیز ملاحظہ ہو: المحلّى، ٤٨٥ ـ مسألة ـ ٤/ ٢٧٤.

خاطر نہ آیا)، تو اس کی نماز نہیں۔''

۳: امام ابن منذر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ، ثُمَّ لَمْ يُجِبْهُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلَا صَلَاةَ لَهُ". [1]

''جس شخص نے منادی کرنے والے کو سنا، پھر بلا عذر اس کی دعوت قبول نہ کی، تو اس کی نماز نہیں۔''

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہے، کہ اذان سننے کے بعد بلا عذر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی بجائے کسی اور مقام پر ادا کی ہوئی نماز درست نہیں۔ بلا شک وشبہ یہ بات باجماعت نماز کی فرضیت کے لیے دلیل قاطع ہے۔

-۷-

نمازِ باجماعت سے پیچھے رہنے کا منافقین کی ایک علامت ہونا

متعدد احادیث اور آثار میں بیان کیا گیا ہے، کہ منافقوں کی ایک علامت باجماعت نماز سے پیچھے رہنا ہے۔ توفیقِ الٰہی سے ذیل میں ان میں سے آٹھ روایات پیش کی جارہی ہیں:

۱: امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ. وَلَوْ

---

[1] الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، كتاب الإمامة، ذكر تخوف النفاق...... رقم الرواية ۱۸۹۹، ۴/ ۱۳۶. نیز ملاحظہ ہو: المحلّى، ۴۸۵ ...... مسألة ...... ۴/ ۲۷۴.

يَعْلَمُوْنَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" . ❶

"منافق لوگوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ گراں کوئی نماز نہیں۔ اگر انہیں ان دونوں نمازوں میں جو (اجر وثواب) ہے اس کا علم ہو جائے، تو وہ دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں (یا سرین) پر گھسٹتے ہوئے (بھی) ان کے لیے پہنچ جائیں۔"

ب: حضراتِ ائمہ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (نمازِ) صبح پڑھائی اور (اس کے بعد) فرمایا:

" أَشَاهِدٌ فُلَانٌ ؟ ".

"کیا فلاں (شخص) موجود ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: "نہیں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" أَشَاهِدٌ فُلَانٌ ؟ ".

"کیا فلاں (شخص) موجود ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: "نہیں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ، وَلَوْ

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل العشاء في الجماعة، جزء من رقم الحديث ٦٥٧، ٢/١٤١.

تَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَأَتَیْتُمُوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الرُّکَبِ". ❶

''بلاشبہ یہ دونوں نمازیں منافق لوگوں پر سب سے گراں نمازیں ہیں۔ اگر تمہیں علم ہوجائے، کہ ان دونوں میں کیا ہے، تو تم گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی ان کی خاطر آجاؤ۔''

ج: امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ لِلْمُنَافِقِیْنَ عَلَامَاتٍ یُعْرَفُوْنَ بِهَا: تَحِیَّتُهُمْ لَعْنَةٌ، وَطَعَامُهُمْ نُهْبَةٌ، وَغَنِیْمَتُهُمْ غُلُوْلٌ، وَلَا یَقْرَبُوْنَ الْمَسَاجِدَ إِلَّا هَجْرًا، وَلَا یَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ إِلَّا دَبْرًا، مُسْتَکْبِرِیْنَ، لَا یَأْلَفُوْنَ، وَلَا یُؤْلَفُوْنَ، خُشُبٌ بِاللَّیْلِ، صُخُبٌ بِالنَّهَارِ". ❷

''بے شک منافقین کی نشانیاں ہیں، وہ ان کے ذریعے سے پہچانے جاتے ہیں: ان کا (ایک دوسرے کے لیے) تحفہ لعنت ہے، ان کا کھانا لوٹ کا مال ہے، ان کا مالِ غنیمت خیانت سے ہے، وہ مساجد کے قریب نہیں آتے، بلکہ دور رہتے ہیں، نماز کے آخر ہی میں آتے ہیں، تکبر کرتے ہیں، وہ الفت (یعنی کسی کے ساتھ مخلصانہ تعلق) نہیں رکھتے، ان

---

❶ اس حدیث کا ایک حصہ [وَإِنَّ الصَّفَّ الْأَوَّلَ عَلٰی مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِکَةِ ...... الحدیث [اور بے شک صف اوّل فرشتوں کی صف کی مانند ہے...... الحدیث] اس کتاب کے ص ۵۳ میں، اور اسی حدیث کا ایک دوسرا حصہ [إِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ ...... الحدیث] [ترجمہ: اور بے شک آدمی کی دوسرے شخص کے ساتھ نماز ...... الحدیث] ص ۷۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس حدیث کی تخریج صفحات ۷۰۔۷۱ میں ملاحظہ فرمایئے۔ متن میں الفاظِ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔

❷ المسند، رقم الحدیث ۷۹۱۳، ۱۵/ ۵۰۔۵۱. شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۵/ ۵۰).

کے ساتھ (بھی) الفت نہیں کی جاتی، رات کو لکڑیوں کی مانند ہوتے اور دن میں شور وغوغا کرتے ہیں۔''

د: امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَوْ أَنَّ رَجُلًا دَعَا النَّاسَ إِلٰى عَرْقٍ أَوْ مِرْمَاتَيْنِ لَأَجَابُوْهُ، وَهُمْ يُدْعَوْنَ إِلٰى هٰذِهِ الصَّلَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ فَلَا يَأْتُوْنَهَا. لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ جَمَاعَةٍ، ثُمَّ أَنْصَرِفُ إِلٰى قَوْمٍ سَمِعُوْا النِّدَاءَ، فَلَمْ يُجِيْبُوْا فَأُضْرِمُهَا عَلَيْهِمْ نَارًا، إِنَّهُ لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ''. [1]

''اگر کوئی آدمی لوگوں کو معمولی سے گوشت والی ہڈی یا بکری کے دو پایوں سے چمٹے ہوئے گوشت کی طرف بلائے، تو وہ اس کی دعوت قبول کرتے ہیں اور صورتِ حال یہ ہے، کہ انہیں اس نماز کے لیے دعوت دی جاتی ہے، تو وہ نہیں آتے۔ بے شک میں نے پختہ ارادہ کیا ہے، کہ ایک آدمی کو حکم دوں، کہ وہ لوگوں کو باجماعت نماز ادا کروائے، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں، جو اذان سننے کے باوجود آئے نہیں اور ان پر آگ جلاؤں۔ بلاشبہ اس سے (یعنی نماز باجماعت سے) منافق ہی پیچھے رہتا ہے۔''

ہ: امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے ابو عمیر بن انس سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے کہا: ''میرے انصاری چچاؤں نے مجھ سے حدیث بیان کرتے

---

[1] منقول از: مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، ۲/ ۴۳. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اسے طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور [اس کے راویان کی توثیق] کی گئی ہے، علامہ عینی نے اس کی [سند کو جید] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۴۳؛ وعمدۃ القاري ۵/ ۱۶۳).

ہوئے کہا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' مَا يَشْهَدُهُمَا مُنَافِقٌ.'' يَعْنِي الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ . ❶

''منافق ان دونوں ......یعنی عشاء وفجر...... میں حاضر نہیں ہوتا۔''

و: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ ، فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى ، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى . وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ ...... وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ، مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ . ❷

جو شخص کل (یعنی روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ سے حالتِ اسلام میں ملاقات کرنا پسند کرے، تو وہ ان نمازوں کی، جہاں بھی ان کے لیے بلایا جائے، حفاظت کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم ﷺ کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر فرما دیے ہیں اور بلاشبہ وہ (یعنی اذان سن کر مسجد

---

❶ المصنف، كتاب الصلوات، في التخلف في العشاء والفجر، وفضل حضورهما، ١/ ٣٣٢؛ والمسند، رقم الحديث ٢٠٥٨٠، ٣٤/ ١٨٧. الفاظِ حدیث المصنف کے ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اسے ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے [صحیح سند] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو جید] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/ ١٢٧؛ وهامش المسند ٣٤/ ١٨٧).

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم الرواية ٢٥٧ ـ (٦٥٤) باختصار، ١/ ٤٥٣ .

میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنا) ہدایت کے طریقوں میں سے ہے۔ اگر تم نے نماز اپنے گھروں میں پڑھی، جیسے کہ یہ (یعنی باجماعت نماز سے) پیچھے رہنے والا شخص اپنے گھر میں پڑھتا ہے، تو تم نے یقیناً اپنے نبی کریم ﷺ کا طریقہ چھوڑا اور اگر تم نے اپنے نبی ...... کریم ﷺ ...... کا طریقہ ترک کیا، تو تم یقیناً گم راہ ہو گئے ...... بے شک ہم نے دیکھا، کہ نماز سے پیچھے رہنے والا صرف (ایسا) منافق ہوتا، جس کا منافق ہونا معلوم تھا۔

ز: امام ابن ابی شیبہ اور امام بزّار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا إِذَا فَقَدْنَا الرَّجُلَ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ أَسَأْنَا بِهِ الظَّنَّ". [1]

"کسی آدمی کے عشاء و فجر میں نہ پانے پر اس کے بارے میں ہمارا گمان بُرا ہو جایا کرتا تھا۔"

ح: امام ابن حزم نے حضرت عطاء کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مُنَافِقٌ". [2]

"ہم سنا کرتے تھے، کہ جماعت سے صرف منافق پیچھے رہتا ہے۔"

---

[1] المصنف، كتاب الصلوات، في التخلف في العشاء والفجر، وفضل حضورهما، ١/ ٣٣٢؛ وكشف الأستار عن زوائد البزّار، كتاب الصلاة، باب فيمن يتخلف عن الجماعة، رقم الرواية ٣٦٢، ١/ ٢٢٨. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اسے بزّار نے روایت کیا ہے اور اس کے [راویان ثقہ] ہیں۔ حافظ ابن رجب نے قلم بند کیا ہے، کہ اسے ابن خزیمہ اور حاکم نے [صحیح سند] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٢/ ٤٠؛ وفتح الباري ٤/ ٤٨).

[2] المحلّى، ...... ٤٨٥ مسألة ...... ٤/ ٢٧٦.

مذکورہ بالا احادیث وآثار کے حوالے سے چار باتیں:

۱: امام ابن منذر نے پہلی حدیث حسبِ ذیل عنوان کے ضمن میں روایت کی ہے:

" ذِكْرُ تَخَوُّفِ النِّفَاقِ عَلٰى تَارِكِ شُهُوْدِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ، وَإِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ ". ❶

"عشاء وفجر کی جماعتوں میں حاضر نہ ہونے والے کے متعلق نفاق کے خدشے اور ان دو نمازوں کے منافقوں پر سب نمازوں سے گراں ہونے کا ذکر۔"

۲: تیسری روایت میں ذکر کردہ منافقوں کی ایک علامت کے الفاظ:

" وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ إِلَّا دُبُرًا ".

کی شرح میں شیخ احمد شاکر لکھتے ہیں:

" أَيْ آخِرًا حِيْنَ كَادَ الْإِمَامُ أَنْ يَفْرُغَ ". ❷

"یعنی وہ (باجماعت نماز میں) آخر میں (شریک ہوتے ہیں)، جب کہ امام (نماز سے) فارغ ہونے کے قریب ہوتا ہے۔"

اگر باجماعت نماز کے آخر میں شریک ہونا، منافقوں کی علامتوں میں سے ایک ہے، تو سرے ہی سے جماعت میں شامل نہ ہونا، نہ اوّل میں، نہ آخر میں، کن لوگوں کی علامات میں سے ہوگا؟

اے اللہ کریم! ہم سب کو ہدایت نصیب فرما دیجیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

۳: پانچویں روایت کے الفاظ:

---

❶ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٤.

❷ هامش المسند ١٥/ ٥٠-٥١.

"لَا يَشْهَدُهُمَا مُنَافِقٌ".

"یعنی منافق ان (دونوں نمازوں) میں حاضر نہیں ہوتا۔"

اس روایت کے حوالے سے دو باتیں:

ا: حدیث کے راوی ابوبشر نے اس کی شرح میں کہا ہے:

"يَعْنِي لَا يُوَاظِبُ عَلَيْهِمَا".

"یعنی وہ ان دونوں (نمازوں کی حاضری) پر مداومت نہیں کرتا۔"

ب: علامہ سندھی اس کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

"فَشُهُوْدُهُمَا دَلِيْلٌ عَلَى اَنَّ صَاحِبَهُ لَيْسَ بِمُنَافِقٍ، بَلْ مُؤْمِنٌ". [1]

"ان دونوں میں حاضری (اس بات کی) دلیل ہے، کہ حاضر ہونے والا منافق نہیں، بلکہ مؤمن ہے۔"

ان دونوں میں حاضری سے مراد ...... جیسا کہ ابوبشر کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے...... ان میں شمولیت پر ہمیشگی اور اہتمام کرنا ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

۴: امام ابن قیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے باجماعت نماز کی فرضیت پر استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فَوَجْهُ الدَّلَالَةِ أَنَّهُ جَعَلَ التَّخَلُّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِيْنَ، اَلْمَعْلُوْمُ نِفَاقُهُمْ، وَعَلَامَاتُ النِّفَاقِ لَا تَكُوْنُ بِتَرْكِ مُسْتَحَبٍّ وَلَا بِفِعْلِ مَكْرُوْهٍ. وَمَنِ اسْتَقْرَأَ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ فِي السُّنَّةِ وَجَدَهَا إِمَّا تَرْكُ فَرِيْضَةٍ أَوْ فِعْلُ مُحَرَّمٍ.

---

[1] منقول از: هامش المسند ۴۳/ ۱۸۷.

وَقَدْ أَكَّدَ هٰذَا الْمَعْنٰى بِقَوْلِهِ: "مَنْ سَرَّهُ . . . حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ." وَسَمّٰى تَارِكَهَا الْمُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ مُتَخَلِّفًا تَارِكًا لِلسُّنَّةِ الَّتِيْ هِيَ طَرِيْقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا، وَشَرِيْعَتُهُ الَّتِيْ شَرَعَهَا لِأُمَّتِهِ .

وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِهَا السُّنَّةَ الَّتِيْ مَنْ شَاءَ فَعَلَهَا وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهَا، فَإِنَّ تَرْكَهَا لَا يَكُوْنُ ضَلَالًا وَلَا مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ كَتَرْكِ الضُّحٰى، وَقِيَامِ اللَّيْلِ، وَصَوْمِ الْأَثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ". [1]

"اس میں وجہِ استدلال یہ ہے، کہ انہوں نے باجماعت نماز سے پیچھے رہنے کو جانے پہچانے نفاق والے منافق لوگوں کی علامات میں سے قرار دیا ہے۔ نفاق کی نشانیاں مستحب (کام) چھوڑنے یا مکروہ کرنے پر نہیں ہوتیں۔ احادیث (شریفہ) میں منافق کی علامتوں کا توجہ سے مطالعہ کرنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے، کہ وہ ترکِ فریضہ یا حرام کام کا ارتکاب کرنے پر ہیں۔

انہوں نے اس بات کی تاکید اپنے ارشاد [جو شخص کل اللہ تعالیٰ سے حالتِ اسلام میں ملاقات پسند کرے، تو وہ ان نمازوں کی، جہاں بھی ان کے لیے بلایا جائے، حفاظت کرے] سے فرمائی ہے۔

(علاوہ ازیں) انہوں نے باجماعت نماز سے پیچھے رہ کر گھر میں نماز ادا کرنے والے کو تارکِ سنّت یعنی رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور امت کے لیے ان کی بیان کردہ شریعت چھوڑنے والا قرار دیا۔ (ان کی) اس سے مراد وہ سنّت نہیں، کہ چاہے تو اسے کرے اور چاہے اسے چھوڑ دے،

---

[1] كتاب الصلاة ص ٧٠.

کیونکہ ایسی سنت چھوڑنا نہ گم راہی ہوتی ہے اور نہ ہی نفاق کی علامتوں میں سے اس کا شمار ہوتا ہے، جیسے کہ نمازِ چاشت، تہجد، پیر اور جمعرات کے روزوں کا چھوڑنا۔''

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ اور آنحضرت ﷺ کے فرامین کی روشنی میں سلف صالحین میں سے متعدد حضرات نے [باجماعت نماز اور خصوصاً عشاء وفجر سے پیچھے رہنے کو] منافقوں کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔ کسی بھی بات کا چھوڑنا نفاق کی علامت ٹھہرایا جانا، یقیناً اس کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

اے اللہ کریم! ہم سب اور ہماری اولادوں کو نفاق کی اس علامت اور دیگر تمام علامتوں سے کلی طور پر پاک فرمادیجیے۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ۔

-۸-

نمازِ باجماعت سے خالی جگہ رہنے والوں پر شیطان کا تسلّط

حضراتِ ائمہ ابوداود، نسائی، ابن المبارک، احمد، ابن خزیمہ، ابن حبّان، حاکم اور بغوی نے معدان بن ابی طلحہ یعمری کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: ''أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟''

''تمہاری رہائش کہاں ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''فِيْ قَرْيَةٍ دُوَيْنَ حِمْصَ''۔

''حمص کے قریب ہی ادھر والی جانب ایک بستی میں۔''

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ". ❶

''جس بستی یا بادیہ (صحرا) میں تین اشخاص ہوں اور وہاں (باجماعت) نماز قائم نہ ہو، تو بے شک شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے، پس تم جماعت اپنے اوپر لازم کرو، کیونکہ بھیڑیا دور رہنے والی (بکری) کھا جاتا ہے۔''

زائدہ ❷ نے بیان کیا: ''سائب ❸ نے کہا:

"يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ فِي الْجَمَاعَةِ". ❹

''[جماعت] سے آنحضرت ﷺ کا مقصود باجماعت نماز ہے۔''

حدیث کے حوالے سے دو باتیں:

ا: حدیث پر بعض محدثین کے تحریر کردہ عنوانات:

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، رقم الحديث ٥٤٣، ٢/ ١٧٦-١٧٧؛ وسنن النسائي، كتاب الإمامة، ٢/ ١٠٦-١٠٧، ومسند الإمام ابن المبارك، رقم الحديث ٧٣، ص ٤٢-٤٣؛ والمسند، رقم الحديث ٢١٧١٠، ٣٦/ ٤٢؛ وصحيح ابن خزيمة، كتاب الإمامة في الصلاة، رقم الحديث ١٤٨٦، ٢/ ٢٧١؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب الصلاة، باب فرض الجماعة والأعذار التى تبيح تركها، رقم الحديث ٢١٠١، ٥/ ٤٥٧-٤٥٩؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الصلاة، ١/ ٢٤٦؛ وشرح السنة، كتاب الصلاة، ٣/ ٣٤٧. الفاظِ حدیث سنن النسائي کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے، حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے، شیخ البانی نے اسے [حسن صحیح] اور شیخ ارناؤوط، ان کے رفقاء اور شیخ شاویش نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ١/ ٢٤٦؛ والتلخيص ١/ ٢٤٦؛ وصحيح الترغيب والترهيب ١/ ٣٠١؛ وهامش المسند ٣٦/ ٣٢؛ وهامش الإحسان ٥/ ٤٥٨؛ وهامش شرح السنة ٣/ ٣٤٧).

❷ حدیث کے ایک راوی.

❸ زائدہ کے استاد.

❹ سنن النسائي ٢/ ١٠٧

ا: امام ابوداؤد نے لکھا ہے:

[بَابُ التَّشْدِيْدِ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ] ❶

[جماعت چھوڑنے میں سختی کے متعلق باب]

ب: امام نسائی نے تحریر کیا ہے:

[التَّشْدِيْدُ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ] ❷

[جماعت ترک کرنے پر سختی]

ج: امام ابن خزیمہ رقم طراز ہیں:

[بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ فِيْ الْقُرٰى وَالْبَوَادِيْ ، وَاسْتَحْوَاذِ الشَّيْطَانِ عَلٰى تَارِكِهَا] ❸

[بستیوں اور صحراؤں میں باجماعت نماز ترک کرنے پر سختی اور چھوڑنے والے پر شیطان کے تسلّط کے متعلق باب]

د: امام ابن حبان نے قلم بند کیا ہے:

[ذِكْرُ اسْتِحْوَاذِ الشَّيْطَانِ عَلَى الثَّلَاثَةِ إِذَا كَانُوْا فِيْ بَدْوٍ أَوْقَرْيَةٍ وَلَمْ يُجَمِّعُوْا الصَّلَاةَ] ❹

[کسی صحراء یا بستی میں موجود تین اشخاص پر باجماعت نماز قائم نہ کرنے کی وجہ سے شیطان کے غلبہ کا ذکر]

۲: حدیث سے باجماعت نماز کی فرضیّت پر استدلال:

اگر باجماعت نماز فرض نہ ہوتی، تو اسے چھوڑنے پر شیطان کیونکر مسلّط ہوتا اور

---

❶ سنن أبي داود ۲/ ۱۷۶.

❷ سنن النسائي ۲/ ۱۰٦ .

❸ صحيح ابن خزيمة ۲/ ۳۷۱.

❹ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/ ٤٥۷ .

اس بارے میں آنحضرت ﷺ اس قدر سخت اسلوب کیوں اختیار فرماتے؟ مستحب عمل کرنے اور چھوڑنے میں تو بندے کو اختیار ہوتا ہے، کرے تو ثواب، نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں۔ اس کے ترک پر سرزنش، باز پُرس اور وعید نہیں ہوتی۔ اسی سلسلے میں امام ابن قیم رقم طراز ہیں:

"فَوَجْهُ الْاِسْتِدْلَالِ مِنْهُ ﷺ أَخْبَرَ بِاسْتِحْوَاذِ الشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ بِتَرْكِ الْجَمَاعَةِ الَّتِيْ شِعَارُهَا الْأَذَانُ، وَإِقَامَةُ الصَّلَاةِ. وَلَوْ كَانَتِ الْجَمَاعَةُ نُدْبًا يُخَيَّرُ الرَّجُلُ بَيْنَ فِعْلِهَا وَتَرْكِهَا، لَمَا اسْتَحْوَذَ الشَّيْطَانُ عَلٰى تَارِكِهَا، وَتَارِكِ شِعَارِهَا". [1]

''اس حدیث سے وجہِ استدلال یہ ہے، کہ باجماعت نماز کے چھوڑنے پر، جس کا شعار اذان اور نماز کی اقامت ہے، شیطان کے تسلّط کی خبر دی ہے۔ اگر باجماعت نماز مستحب ہوتی، کہ بندے کو اسے کرنے اور چھوڑنے کا اختیار ہوتا، تو اسے اور اس کے شعار ترک کرنے پر شیطان غالب نہ ہوتا۔''

-۹-

جماعت چھوڑنے سے دلوں پر مہر اور غافل لوگوں میں سے ہونے کی وعید

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے، کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کو اس (منبر) کی لکڑیوں پر فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] کتاب الصلاۃ ص ۷۳.

"لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمِ الْجَمَاعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ". [1]

"لوگ ضرور جماعتیں (یعنی باجماعت نمازیں) چھوڑنے سے باز آجائیں، وگرنہ اللہ تعالیٰ یقیناً ان کے دلوں پر مہریں لگادیں گے، پھر وہ ضرور غافل لوگوں میں سے ہوجائیں گے۔"

حدیث کے حوالے سے دو باتیں:

ا: حدیث کی شرح:

علامہ عبدالرؤوف مناوی لکھتے ہیں:

"مَعْنٰى هٰذَا التَّرْدِيْدِ أَنَّ أَحَدَ الْأَمْرَيْنِ كَائِنٌ لَا مُحَالَةَ: إِمَّا الْاِنْتِهَاءُ عَنْ تَرْكِهَا أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ". [2]

"اس [تردید] [یعنی لفظ [أَوْ] بمعنی [یا]] سے مراد یہ ہے، کہ دو میں سے ایک بات ضرور ہوگی: اسے (یعنی باجماعت نماز) ترک کرنے سے باز آنا یا اللہ تعالیٰ کا ان کے دلوں پر مہر لگانا۔"

ب: حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کے تائیدی بیانات:

ا: حضراتِ ائمہ عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن حزم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ لَمْ يُرِدْ خَيْرًا، وَلَمْ يُرَدْ بِهٖ". [3]

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب المساجد، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، رقم الحديث ۷۷۸، ۱/ ۱٤۲۔ ۱٤۳۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ۱/ ۱۳۲).

[2] ملاحظہ ہو: فیض القدیر شرح الجامع الصغير ٥/ ۳۹۷.

[3] مصنف عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب من سمع النداء، رقم الراوية ۱۹۱۷، ۱/ ٤۹۸؛ والأوسط في السنن والإجماع والاختلاف، كتاب الإمامة، ذكر تخوف النفاق ⇦⇦⇦

''جس شخص نے اذان سنی، پھر قبول نہ کیا (یعنی باجماعت نماز کی خاطر مسجد نہ آیا)، تو اس نے خیر کا ارادہ نہیں کیا اور اس کے ساتھ (بھی خیر کا) ارادہ نہیں کیا گیا۔''

۲: حضراتِ ائمہ ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن حزم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے فرمایا:

"لَأَنْ يَمْتَلِيءَ أُذُنَا ابْنِ آدَمَ رَصَاصًا مُذَابًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْمَعَ الْمُنَادِيَ، ثُمَّ لا يُجِيبُهُ". ❶

''یقیناً ابن آدم کے دونوں کانوں کا پگھلے ہوئے سیسے سے بھر جانا اذان سن کر اسے قبول نہ کرنے سے بہتر ہے۔''

-۱۰-

جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو گھروں سمیت جلانے کا مصمّم ارادہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والوں پر شدید خفا ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو ان کے گھروں سمیت زندہ جلانے کے لیے اپنے

⇦⇦⇦ علی تارك شهود العشاء والصبح في جماعة، رقم الرواية ۱۹۰۳، ٤/ ۱۳۷؛ ومصنف ابن ابی شيبة، کتاب الصلوات، من قال: إذا سمع المنادي فليجب، ۱/ ۳٤٥؛ والمحلّی ٤٨٥ ...... مسألة ...... ٤/ ٢٧٤. الفاظِ روایت مصنف عبدالرزاق اور الأوسط کے ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں [أولم] [یعنی [یا نہیں]] ہے۔

❶ الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف، کتاب الإمامة، ذکر تخوف النفاق......، رقم الرواية ۱۹۰٥، ٤/ ۱۳۷؛ والمصنف، کتاب الصلوات، من قال: إذا سمع المنادي فليجب، ۱/ ۳٤٥؛ والمحلّی، ٤٨٥ ...... مسألة ...... ٤/ ٢٧٤. الفاظِ روایت الأوسط اور المحلّی کے ہیں۔

مصمّم ارادے کا واضح الفاظ میں اظہار فرمایا۔ اس بارے میں ذیل میں چار روایات ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ، فَيُؤَذَّنُ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفُ إِلَى رِجَالٍ، فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ". [1]

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں نے پختہ ارادہ کیا، کہ ایندھن (جمع کر کے) توڑا جائے، پھر میں نماز کا حکم دوں، تو اس کے لیے اذان دی جائے، پھر میں ایک شخص کو حکم دوں، تو وہ لوگوں کی امامت کروائے۔ پھر میں (جماعت سے پیچھے رہنے والے) مَردوں کے پیچھے جاؤں اور ان پر ان کے گھروں کو اچھی طرح جلا دوں۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کسی ایک کو علم ہو جائے، کہ اسے (مسجد جانے پر) گوشت والی موٹی ہڈی یا دو اچھے پائے مل جائیں گے، تو وہ (نمازِ) عشاء میں حاضر ہو جاتا۔"

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، رقم الحديث ٦٤٤، ٢/ ١٢٥؛ نیز ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحديث ٢٥٢ـ (٦٥١)، ١/ ٤٥١ـ ٤٥٢.

" لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ . وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ." [1]

''منافق لوگوں پر فجر وعشاء سے زیادہ گراں کوئی نماز نہیں۔ اگر انہیں علم ہو جائے، کہ ان دونوں (نمازوں کی جماعت میں حاضری) کا کیا (اجر وثواب) ہے، تو وہ دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں (یا سرین) پر گھسٹتے ہوئے (بھی) ان کے لیے پہنچ جائیں۔

بے شک میں نے پختہ ارادہ کیا ہے، کہ میں مؤذن کو حکم دوں اور وہ اقامت کہے، پھر ایک شخص کو لوگوں کی امامت کروانے کا حکم دوں، پھر میں آگ کے شعلے لے کر ان لوگوں پر خوب اچھی طرح آگ جلاؤں، جو ابھی تک نماز (باجماعت) کے لیے نہیں نکلے۔''

ج: امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ مِمَّنْ حَوْلَ الْمَسْجِدِ لَا يَشْهَدُوْنَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي الْجَمِيْعِ أَوْ لَأُحَرِّقَنَّ حَوْلَ بُيُوْتِهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ ". [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل العشاء في الجماعة، رقم الحديث ٦٥٧، ٢/ ١٤١؛ و صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحديث ٢٥٢ ـ (٦٥١)، ١/ ٤٥١ـ٤٥٢. الفاظِ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

[2] المسند، رقم الحديث ٧٩٠٣، ١٥/ ٤٠ (ط: دارالمعارف مصر). حافظ ہیثمی نے لکھا ہے، کہ اس کے [راویان کی توثیق کی گئی ہے]، شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٢/ ٤٢؛ وهامش المسند للشيخ أحمد شاكر ١٥/ ٤٠؛ وهامش المسند ١٣/ ٢٩٤ [ط: الرسالة]).

''مسجد کے گرد و پیش کے لوگ باجماعت عشاء سے غیر حاضری سے ضرور باز آ جائیں، وگرنہ میں ضرور ان کے گھروں کے گرد ایندھن کے گٹھے خوب جلاؤں گا۔''

د: امام ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي، فَيَجْمَعُوْا حُزَمًا مِنْ حَطَبٍ، ثُمَّ آتِيْ قَوْمًا يُصَلُّوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ، لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ، فَأُحَرِّقُهَا عَلَيْهِمْ ". [1]

''یقیناً میں نے پختہ ارادہ کیا ہے، کہ میں اپنے جوانوں کو حکم دوں، کہ وہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کریں، پھر ان لوگوں کے پاس آؤں، جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، تو انہیں (یعنی ان کے گھروں کو) ان پر خوب اچھی طرح جلا دوں۔''

ان روایات کے حوالے سے آٹھ باتیں:

ا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی روایت میں گفتگو کا آغاز قسم سے فرمایا۔ علامہ عینی نے لکھا ہے:

" وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! أَيْ وَاللّٰهِ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ".

''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! یعنی اللہ کی قسم! جن کے ہاتھ میں میری جان ہے۔''

اور قسم بلا شک وشبہ بات کی تاکید کا فائدہ دیتی ہے۔ حافظ ابن حجر نے قلم بند کیا ہے:

"وَفِيْهِ جَوَازُ الْقَسَمِ عَلَى الْأَمْرِ الَّذِيْ لَا شَكَّ فِيْهِ تَنْبِيْهًا

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، رقم الحديث ٥٤٥، ١/ ١٧٨. حافظ منذری لکھتے ہیں: اسے مسلم اور ترمذی نے اختصار سے روایت کیا ہے۔ شیخ البانی نے (لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ) [انہیں کوئی عذر نہیں] کے سوا باقی [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مختصر سنن أبي داود ١/ ٢٩٠؛ وصحيح سنن أبي داود ١/ ١١٠).

عَلٰى عِظَمِ شَأْنِهِ". ❶

''شک سے مبرّا بات کی شدید اہمیت اُجاگر کرنے کے لیے قسم کھانے کا اس (حدیث) میں جواز ہے۔''

ب: آنحضرت ﷺ نے پہلی، دوسری اور چوتھی روایتوں میں اپنے ارادے کا اظہار [لَقَدْ هَمَمْتُ] کے الفاظ کے ساتھ فرمایا۔ علامہ عینی لکھتے ہیں:

" (لَقَدْ هَمَمْتُ) جَوَابُ الْقَسَمِ أَكَّدَهُ بِـ [اللَّامِ، وَقَدْ]. وَمَعْنٰى [هَمَمْتُ]: أَيْ قَصَدْتُ مِنَ الْهَمِّ، وَهُوَ الْعَزْمُ". ❷

''[لَقَدْ هَمَمْتُ] (میں نے مصمّم ارادہ کیا) (یہ) قسم کا جواب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی تاکید [لام اور قد] کے ساتھ فرمائی اور [هَمَمْتُ] کا معنٰی [میں نے قصد کیا] اور یہ [همّ] سے ہے اور وہ [عزم] ہوتا ہے۔''

ج: آنحضرت ﷺ نے پہلی روایت میں [ایندھن] کے متعلق فرمایا:

" فَيُحْطَبُ".

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

" وَمَعْنٰى [يُحْطَبُ] يُكْسَرُ لِيَسْهُلَ اِشْتِعَالُ النَّارِ بِهِ". ❸

''[يُحْطَبُ] کا معنٰی اسے (یعنی ایندھن کو) توڑنا ہے، تاکہ اس کے ساتھ آگ کا بھڑکنا آسان ہو جائے۔''

د: آنحضرت ﷺ نے پہلی اور دوسری روایت میں: '' فَأُحَرِّقُ ''

---

❶ فتح الباري ۲/ ۱۲۹.

❷ عمدة القاري ٥/ ١٦٠؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۱۲۹.

❸ المرجع السابق ۷/ ۱۲۹؛ نیز ملاحظہ ہو عمدة القاري ٥/ ١٦١.

تیسری روایت میں: ''لَأُحَرِّقُ''

اور چوتھی روایت میں: ''لَأُحَرِّقُهَا''

کے الفاظ استعمال فرمائے۔ یہ تینوں الفاظ باب [تفعیل] سے ہیں، جس میں مبالغہ کا معنی ہوتا ہے۔ یعنی [خوب اچھی طرح جلا دوں]۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

''[فَأُحَرِّقُ] بِالتَّشْدِيْدِ، وَالْمُرَادُ بِهِ التَّكْثِيْرُ، يُقَالُ: [حَرَّقَهُ] إِذَا بَالَغَ فِيْ تَحْرِيْقِهِ''. [1]

''[فَأُحَرِّقُ] شد کے ساتھ ہے اور اس سے مراد زیادتی ہے۔ جب کوئی خوب اچھی طرح جلائے، تو کہا جاتا ہے: [حَرَّقَهُ]''

ہ: آنحضرت ﷺ نے تیسری روایت میں [لَأُحَرِّقَنَّ] کے الفاظ استعمال فرمائے۔ ان کے شروع میں [لام تاکید] اور آخر میں [نون ثقیلہ] ہے اور یہ دونوں حروف لفظ کے معنی کی تاکید کرتے ہیں۔

و: آنحضرت ﷺ نے صرف گھروں کو جلانے کی وعید پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ ان کے ساتھ باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والے مردوں کو بھی جلانے کی تہدید فرمائی۔ پہلی روایت کے الفاظِ مبارکہ ہیں: [فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ] ''پس میں ان کے اوپر ان کے گھروں کو جلا دوں۔''

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''يُشْعِرُ بِأَنَّ الْعُقُوْبَةَ لَيْسَتْ قَاصِرَةً عَلَى الْمَالِ، بَلِ الْمُرَادُ تَحْرِيْقُ الْمَقْصُوْدِيْنَ، وَالْبُيُوْتُ تَبَعًا لِلْقَاطِنِيْنَ''. [2]

''یہ (حدیث) اس بات کی خبر دیتی ہے، کہ سزا صرف مالی نہ تھی، بلکہ

---

[1] فتح الباري ۲/ ۱۲۹.

[2] المرجع السابق ۲/ ۱۲۹.

مقصود مطلوبہ اشخاص کو خوب اچھی طرح جلانا ہے اور گھروں (کے جلانے) کا حکم (ان میں) رہائش پذیر لوگوں کے حکم کے تابع ہے۔''

امام مسلم کی روایت کردہ درجِ ذیل حدیث کے الفاظ میں اس کی صراحت ہے:

''ثُمَّ تُحَرَّقُ بُيُوتٌ عَلٰى مَنْ فِيهَا''. ❶

''پھر گھروں کو ان میں موجود لوگوں سمیت خوب اچھی طرح جلا دیا جائے۔''

ز: آنحضرت ﷺ کا گھروں کو ان میں موجود افراد سمیت خوب اچھی طرح جلانے کی خاطر قسم کھا کر پختہ عزم کا اظہار کرنا، ان لوگوں کے نماز چھوڑنے پر نہیں، بلکہ باجماعت نماز میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ چوتھی روایت کے حسبِ ذیل الفاظ دوبارہ ملاحظہ فرمائیے:

''ثُمَّ آتِي قَوْمًا يُصَلُّوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ، لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ، فَأُحَرِّقُهَا عَلَيْهِمْ''.

''پھر میں ان لوگوں کے ہاں آؤں، جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، تو ان کے گھروں کو ان پر خوب اچھی طرح جلا دوں۔''

ح: آنحضرت ﷺ کا قسم کھا کر باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والے لوگوں کو ان کے گھروں سمیت خوب اچھی طرح جلانے کے مصمّم ارادے کا اظہار اس گناہ کی سنگینی اور باجماعت نماز کی فرضیّت پر دلالت کرتا ہے۔

مزید اطمینان کی غرض سے انہی روایات کے حوالے سے آٹھ علمائے کرام کے بیانات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام بخاری نے پہلی حدیث پر درجِ ذیل عنوان قلم بند کیا ہے:

[بَابُ وُجُوْبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ] ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحدیث ٢٥١)-٦٥٢) ١/ ٤٥٢.

❷ صحیح البخاري ٢/ ١٢٥.

[باجماعت نماز کے وجوب کے متعلق باب]

۲: امام نووی نے پہلی اور دوسری روایت درجِ ذیل عنوان والے باب میں ذکر کی ہیں:

[بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَبَيَانِ التَّشْدِيْدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا] ❶

[باجماعت نماز کی فضیلت اور اس سے پیچھے رہنے والے کے بارے میں سختی کے بیان کے متعلق باب]

۳: امام ابوداود نے چوتھی حدیث حسبِ ذیل عنوان والے باب میں روایت کی ہے:

[بَابُ التَّشْدِيْدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ] ❷

[ترکِ جماعت کے متعلق سختی کے بارے میں باب]

۴: امام ابن خزیمہ نے پہلی روایت پر حسبِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ فِي التَّغْلِيْظِ فِي تَرْكِ شُهُوْدِ الْجَمَاعَةِ] ❸

[جماعت سے غیر حاضری کے بارے میں سختی کے متعلق باب]

۵: امام ابن حبان نے پہلی روایت پر درجِ ذیل عنوان قلم بند کیا ہے:

[ذِكْرُ الْأَخْبَارِ عَمَّا أَرَادَ ﷺ اِسْتِعْمَالَ التَّغْلِيْظِ عَلٰى مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ حَضُوْرِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْغَدَاةِ فِي جَمَاعَةٍ]. ❹

[آنحضرت ﷺ نے عشاء و فجر کی باجماعت نمازوں سے پیچھے رہنے والوں کے متعلق جس سختی کا ارادہ فرمایا، اس کے متعلق حدیث کا ذکر]

۶: حافظ ابن حجر پہلی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا حَدِيْثُ الْبَابِ فَظَاهِرٌ فِي كَوْنِهَا فَرْضَ عَيْنٍ، لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ سُنَّةً لَمْ يُهَدِّدْ تَارِكَهَا بِالتَّحْرِيْقِ، وَلَوْ كَانَتْ فَرْضَ

---

❶ صحيح مسلم ١/ ٤٤٩. ❷ سنن أبي داود ٢/ ١٧٨.
❸ صحيح ابن خزيمة ٢/ ٣٦٩. ❹ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/ ٤٥١.

كِفَايَةٍ لَكَانَتْ قَائِمَةً بِالرَّسُوْلِ ﷺ وَمَنْ مَعَهُ". ❶

''(اس) باب کی حدیث اس (یعنی باجماعت نماز) کے [فرضِ عین] ہونے کے متعلق ظاہر ہے، کیونکہ اگر وہ سنّت ہوتی، تو آنحضرت ﷺ اسے چھوڑنے والے کو خوب اچھی طرح جلانے کی وعید نہ سناتے۔ اگر وہ [فرضِ کفایہ] ہوتی، تو وہ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ موجود صحابہ کے ذریعے سے ادا ہو رہی تھی۔''

۷: علامہ ابوبکر کاسانی حنفی باجماعت نماز کے وجوب کے دلائل کے ضمن میں اسی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَمِثْلُ هٰذَا الْوَعِيْدِ لَا يَلْحَقُ إِلَّا بِتَرْكِ الْوَاجِبِ". ❷

''اور ایسی وعید تو واجب ترک کرنے پر ہی ملتی ہے۔''

۸: شیخ ابن باز لکھتے ہیں:

''ظاہر ہے، کہ جو شخص کسی امرِ مستحب یا فرضِ کفایہ سے پیچھے رہے، تو اسے اس طرح سرزنش نہیں کی جاسکتی۔'' ❸

تنبیہ:

حافظ ابن حجر پہلی حدیث سے معلوم ہونے والی باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ الرُّخْصَةُ لِلْإِمَامِ أَوْ نَائِبِهِ فِيْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِأَجْلِ إِخْرَاجِ مَنْ يَسْتَخْفِيْ فِيْ بَيْتِهِ، وَيَتْرُكُهَا". ❹

''اس میں باجماعت نماز چھوڑ کر گھروں میں چھپے رہنے والوں کو نکالنے کی غرض سے امام یا اس کے نائب کو جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے۔''

---

❶ فتح الباري ٢/ ١٣٠. ❷ بدائع الصنائع ١/ ١٥٥.
❸ فتاوىٰ اسلاميه (مترجم) ١/ ٤٧٤. ❹ فتح الباري ٢/ ١٣٠.

سعودی عرب میں [هَيْئَةُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ] [1] والے باجماعت نماز کے وقت اس سے پیچھے رہنے والوں کا تعاقب کرتے ہیں اور انہیں باجماعت نماز میں شامل ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ حدیث ان کے طرزِ عمل کی تائید کرتی ہے۔ ان کے اس ایثار اور کارِ خیر پر شکریہ اور دعا کی بجائے ان پر تنقید سراسر ظلم اور ناقدر شناسی ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرًا فِي الدَّارَيْنِ .

۔١١۔

نمازِ باجماعت کے لیے دعوت قبول نہ کرنے والوں کا بُرا انجام

اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ . خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَّقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ﴾ [2]

''جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور انہیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا، تو وہ نہ کرسکیں گے۔ ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت انہیں گھیرے ہوگی اور یقیناً انہیں (دنیا میں) سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا، جب کہ وہ صحیح سالم تھے۔''

ان دونوں آیتوں میں اللہ جل جلالہ نے دنیا میں [سجدے کی دعوت] قبول نہ کرنے والوں کے لیے آخرت میں بُرے انجام کی خبر دی ہے۔

ان آیتوں کے حوالے سے تین باتیں:

ا: [سجدے کی دعوت] سے مراد:

اس بارے میں ذیل میں پانچ علمائے امت کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

ا: ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

[1] نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا ادارہ۔

[2] سورة القلم/ الآيتان ٤٢-٤٣.

"كَانُوْا يَسْمَعُوْنَ الْأَذَانَ وَالنِّدَاءَ لِلصَّلَاةِ فَلَا يُجِيْبُوْنَ". ❶

''وہ نماز کے لیے اذان اور نداء سنا کرتے تھے، لیکن اسے قبول نہ کرتے تھے (یعنی جماعت میں شامل نہیں ہوتے تھے)۔''

۲: حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا:

"كَانُوْا يَسْمَعُوْنَ [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ]، فَلَا يُجِيْبُوْنَ". ❷

''وہ [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] سنا کرتے تھے، مگر قبول نہ کرتے۔''

۳: حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا:

"أَيْ يُدْعَوْنَ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، فَيَأْبُوْنَهُ". ❸

''انہیں اذان واقامت کے ساتھ دعوت دی جاتی، تو وہ اس (یعنی باجماعت نماز کے لیے آنے) سے انکار کرتے۔''

۴: حضرت ابراہیم تیمی نے فرمایا:

"يَعْنِيْ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ". ❹

''یعنی اذان واقامت کے ذریعے فرض نماز کے لیے (انہیں بلایا جاتا تھا)''

۵: امام ابن قیم لکھتے ہیں:

"وَقَدْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ﴾. هُوَ قَوْلُ الْمُؤَذِّنِ: "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ".

وَهٰذَا دَلِيْلٌ مَبْنِيٌّ عَلَى مُقَدِّمَتَيْنِ:

إِحْدَاهُمَا: أَنَّ هٰذِهِ الْإِجَابَةَ وَاجِبَةٌ.

---

❶ ملاحظہ ہو: روح المعاني ۲۹/ ۳٦.

❷ ملاحظہ ہو: تفسير البغوي ۷/ ۱٤۰؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسير ۸/ ۳٤۲؛ وتفسير القرطبي ۱۸/ ۲۵۱.

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۸/ ۲۵۱؛ و روح المعاني ۲۹/ ۳٦.

❹ ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۱۸/ ۲۵۱؛ وروح المعاني ۲۹/ ۳٦.

وَالثَّانِيَةُ: لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِحُضُوْرِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ .
وَهٰذَا هُوَ الَّذِيْ فَهِمَهُ أَعْلَمُ الْأُمَّةِ وَأَفْقَهُهُمْ مِنَ الْإِجَابَةِ ،
وَهُمُ الصَّحَابَةُ رضی اللہ عنہم ". [1]

''سلف میں سے متعدد حضرات نے ارشادِ ربّانی ﴿ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ﴾ کے متعلق کہا ہے:
وہ مؤذن کی [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے ذریعہ دعوت ہے۔ اس دلیل کی بنیاد دو باتوں پر ہے:
ان دونوں میں پہلی بات: اس دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔
دوسری بات: یہ (یعنی اس دعوت کی قبولیت) باجماعت نماز میں شمولیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ امت میں سے سب سے زیادہ علم اور دین کی سمجھ رکھنے والے (حضراتِ) صحابہ نے قبولیتِ (دعوت) کا یہی معنٰی سمجھا۔''

ب: باجماعت نماز ترک کرنے پر وعید:

اس بارے میں دو مفسرین کے اقوال:

ا: حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں:

" وَفِي هٰذَا وَعِيْدٌ لِمَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْجَمَاعَةِ ". [2]

''اس میں باجماعت نماز ترک کرنے والے کے لیے وعید ہے۔''

۲: علامہ رازی نے تحریر کیا ہے:

﴿ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ﴾ . يَعْنِي حِيْنَ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى الصَّلَوَاتِ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ ، وَكَانُوْا سَالِمِيْنَ قَادِرِيْنَ عَلَى الصَّلَاةِ . وَفِي هٰذَا وَعِيْدٌ لِمَنْ

---

[1] كتاب الصلاة ص ٦٥ .
[2] زاد المسير ٨/ ٣٤٢ .

قَعَدَ عَنِ الْجَمَاعَةِ، وَلَمْ يُجِبِ الْمُؤَذِّنَ إِلَى إِقَامَةِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ". ❶

''یعنی جب انہیں اذان واقامت کے ذریعے نمازوں کے لیے بلایا جاتا تھا اور وہ صحیح سالم اور نماز کے لیے آنے کی طاقت رکھتے تھے۔ اس میں جماعت سے پیچھے رہنے اور مؤذن کی باجماعت نماز ادا کرنے کی خاطر دعوت قبول نہ کرنے پر وعید ہے۔''

ج: جمعہ وجماعت سے غائب رہنے والے کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

"اِخْتَلَفَ إِلَيْهِ رَجُلٌ شَهْرًا، يَسْأَلُهُ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ، وَلَا يَشْهَدُ جُمْعَةً وَلَا جَمَاعَةً".

''ایک شخص ایک ماہ تک ان کی خدمت میں، اس شخص کے بارے میں دریافت کرنے کی غرض سے آتا رہا، جو دن کو روزہ رکھتا، رات کو تہجد پڑھتا، لیکن جمعہ اور جماعت سے غائب رہتا۔''

انہوں نے فرمایا:

"فِي النَّارِ". ❷

''(وہ دوزخ کی) آگ میں (داخل ہوگا)۔''

اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل ہونے سے بچائے رکھنا۔ آمین يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

---

❶ التفسير الكبير ٩٦/٣٠.

❷ المصنف، كتاب الصلوات، من قال: إذا سمع المنادي فلم يجب، ١/ ٣٦٤. نیز ملاحظہ ہو: جامع الترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء فيمن يسمع النداء فلا يجيب، رقم الرواية ٢١٨، ١/ ٤٥٠.

مبحثِ سوم

نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کا نمازِ باجماعت کے لیے اہتمام

تمہید:

نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین باجماعت نماز کا خصوصی اہتمام کرتے۔ توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں دو عنوانوں کے تحت گفتگو کی جارہی ہے۔

ا: رسول اللہ ﷺ کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

ب: سلف صالحین کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

۔ا۔

رسول اللہ ﷺ کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

نبی کریم ﷺ ایسے نہ تھے، کہ دوسروں کو باجماعت نماز کا حکم دیں اور خود اس بارے میں توجّہ نہ فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ روزمرہ زندگی اور انتہائی کٹھن اور مشکل ترین حالات میں بھی اس بارے میں سب سے زیادہ اہتمام فرمانے والے تھے۔

سیرتِ طیبہ کے حوالے سے اس بارے میں چھ مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

[ا: نمازِ فجر کے ضیاع کے ڈر سے سونے کی خاطر پڑاؤ نہ ڈالنا:

۲: پڑاؤ ڈال کر سونے سے پیشتر صحابہ کو جگانے کی ذمہ داری سونپنا:]

آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں ان دونوں باتوں کی تفصیل جاننے کے لیے درجِ ذیل روایات ملاحظہ فرمایئے:

ا: امام بخاری نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: "لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ -!"

''ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ۔ ﷺ ۔ اگر آپ آرام کے لیے پڑاؤ ڈال دیتے (تو بہتر ہوتا)۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" أَخَافُ أَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلَاةِ".

''مجھے خدشہ ہے، کہ تم نماز کے وقت سوتے نہ رہ جاؤ۔''

بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: " أَنَا أُوْقِظُكُمْ".

''میں آپ کو جگاؤں گا۔''

" فَاضْطَجَعُوْا". [1] [2]

---

[1] (فَاضْطَجَعُوا) یعنی آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جگانے کی ذمہ داری اٹھانے پر، حضرات صحابہ کو پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دی، تو وہ پڑاؤ ڈال کر لیٹ گئے۔
(فَاضْطَجِعُوْا) کو [صیغہ امر] بھی پڑھا گیا ہے، یعنی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو لیٹنے کا حکم دیا۔ (ملاحظہ ہو: عمدة القاري ٥/ ٨٨).

[2] صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت، جزء من رقم الحديث ٥٩٥، ٤/ ٦٦.

''تو وہ لیٹ گئے۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" فَمَنْ يُوقِظُنَا؟"

''ہمیں کون جگائے گا؟''

بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:''

" أَنَا ".

''میں۔'' ❶

ب: امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے:

" أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَهُ، حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ، وَقَالَ لِبِلَالٍ: "اِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ". ❷

''بے شک رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے پلٹے، تو رات کو چلتے رہے، یہاں تک کہ جب آنحضرت ﷺ کو اونگھ آنے لگی، تو آرام کرنے کے لیے اترے اور بلال۔ رضی اللہ عنہ۔ سے فرمایا:

''ہمارے لیے رات کی حفاظت کرنا۔''

رات کی حفاظت کرنے سے مراد:

" أَيْ اِحْفَظْ وَارْقُبِ اللَّيْلَ بِحَيْثُ إِذَا تَمَّ بِطُلُوْعِ الْفَجْرِ

---

❶ منقول از: عمدة القاري ٥ / ٨٨.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة......، جزء من رقم الحديث ٣٠٩ـ (٦٨٠)، ١/ ٤٧١.

تُوْقِظُنَا". ❶

"یعنی رات کی اس طرح حفاظت کرو، کہ طلوعِ فجر ہوتے ہی ہمیں جگا دینا۔"

ج: امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

جب کہ (ایک سفر میں) رسول اللہ ﷺ چلے جا رہے تھے، یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی اور میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں تھا۔

انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ ﷺ اونگھے اور اپنی سواری سے جھکے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر آپ کو جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا، یہاں تک کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔"

انہوں نے بیان کیا: "پھر آنحضرت ﷺ چلے، یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ بیت گیا۔ پھر آپ ﷺ سواری سے (ایک طرف) مائل ہوئے، تو میں نے آپ کو جگائے بغیر آپ کو سہارا دیا، تو آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

انہوں نے بیان کیا: "آنحضرت ﷺ پھر چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ سحری کے آخری وقت پہلے دونوں مرتبہ مائل ہونے سے زیادہ جھکے، یہاں تک کہ آپ ﷺ گرنے کے قریب ہوگئے۔ میں نے آپ کے قریب آ کر آپ کو سہارا دیا، تو آنحضرت ﷺ نے اپنا سر (مبارک) اٹھایا اور دریافت فرمایا: "یہ کون ہے؟" ....

پھر آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

"هَلْ تَرٰى مِنْ أَحَدٍ؟"

"کیا تم کسی کو دیکھتے ہو؟"

میں نے عرض کیا: "یہ ایک سوار ہے۔"

---

❶ فتح الملهم ٤ / ٤٨٣.

پھر میں نے عرض کیا: ''یہ ایک اور سوار ہے۔''
یہاں تک کہ ہم سات سوار جمع ہوگئے۔
انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ راستے سے ایک طرف ہوئے اور اپنا سر (سونے کے لیے) رکھا۔ پھر فرمایا:
''اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا''. ❶
''آپ لوگ ہمارے لیے ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔''
سنن أبی داود میں ہے:
''اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا ...... يَعْنِيْ صَلَاةَ الْفَجْرِ ......''. ❷
''ہمارے لیے ہماری نماز کی حفاظت کرو...... یعنی نمازِ فجر کی ......''
صحیح ابن خزیمہ کی روایت میں ہے:
''اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا، لَا نَرْقُدُ عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ''. ❸
''ہمارے لیے ہماری نماز کی حفاظت کرو، ہم نمازِ فجر کے وقت سوتے ہی نہ رہ جائیں۔''
مذکورہ بالا روایات کے حوالے سے دو باتیں:
ا: آنحضرت ﷺ کا سفر کی تھکاوٹ اور نیند کے تقاضے کے باوجود پڑاؤ ڈالنے سے احتراز کرنا، کہ کہیں اس وجہ سے نیند کے غلبے کی بنا پر نمازِ فجر ضائع نہ ہو جائے۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة، ......، جزء من رقم الحديث ٣١١ـ (٦٨١)، ١/ ٤٧٤ باختصار.

❷ سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في من نام عن صلاة أو نسيها، جزء من رقم الحديث ٤٣٣، ٢/ ٧٦ـ٧٧.

❸ صحيح ابن خزيمة، كتاب الصلاة، باب الأذان للصلاة بعد ذهاب الوقت، جزء من رقم الحديث ٤١٠، ١/ ٢١٤.

پہلی حدیث کے فوائد ذکر کرتے ہوئے علامہ عینی نے لکھا ہے:

"فِيْهِ جَوَازُ الْاِحْتِرَازِ عَمَّا يَحْتَمِلُ فَوَاتَ الْعِبَادَةِ عَنْ وَقْتِهَا." ❶

''عبادت کی بروقت ادائیگی کے فوت ہونے کے احتمال کا سبب بننے والے کام سے اجتناب کا جواز۔''

ب: سفر کی بہت زیادہ تھکاوٹ اور نیند کے شدید غلبے کے باوجود پڑاؤ ڈال کر سونے سے پیشتر آنحضرت ﷺ کا ایک روایت کے مطابق بلال رضی اللہ عنہ اور دوسری روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز کے لیے جگانے کی ذمہ داری سونپنا۔

اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو نمازِ فجر کے لیے یہ فکر اور اہتمام نصیب فرمائیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

۳: صبح صادق سے کچھ دیر پہلے سوتے وقت لیٹ کر نہ سونا:

امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ، فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ، اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ. وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ، نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهٖ". ❷

''رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کو پڑاؤ ڈالتے، تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے۔ اور اگر صبح (صادق) سے کچھ دیر پہلے اترتے، تو

---

❶ عمدة القاري ٥/ ٨٨.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة، ......، رقم الحديث ٣١٣۔ (٦٨٣)، ١/ ٤٧٦.

اپنا بازو کھڑا کر کے اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے۔''

یعنی لیٹنے کی بجائے بیٹھے بیٹھے اپنی ہتھیلی پر سر مبارک رکھ کر تھوڑی دیر کے لیے آرام فرما لیتے۔

ملا علی قاری آنحضرت ﷺ کے اس طرزِ عمل کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لِئَلَّا يَغْلِبَ عَلَيْهِ النَّوْمُ". [1]

''تا کہ آنحضرت ﷺ پر نیند کا غلبہ نہ ہو جائے۔''

اللہ اکبر! نمازِ فجر کے لیے آنحضرت ﷺ کا اہتمام کس قدر زیادہ تھا! نیند اور آرام کے شدید تقاضے کے باوجود غلبۂ نیند سے محفوظ رہنے کی غرض سے جسدِ اطہر زمین یا بستر سے دور رکھتے ہیں۔ فَصَلَوٰاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں اور ہماری اولادوں کو آنحضرت ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمین يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

۴: اذان سننے پر بستر سے اٹھنے میں جلدی فرمانا:

امام بخاری نے اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

"كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ؟"

''نبی کریم ﷺ کی رات کو نماز کیسے تھی؟''

انہوں نے بیان فرمایا:

"كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ، وَيَقُوْمُ آخِرَهُ، فَيُصَلِّيْ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى فِرَاشِهِ. فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ.

---

[1] مرقاة المفاتيح ٧/ ٤٦٤.

فَإِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ اِغْتَسَلَ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ، وَخَرَجَ". ❶

''آنحضرت ﷺ اس (یعنی رات) کے اوّلین حصے میں سوتے تھے اور اس کے آخری حصے میں اٹھتے اور نماز (تہجد) پڑھتے تھے۔ پھر اپنے بستر کی طرف تشریف لے جاتے۔ جب مؤذن اذان دیتا، تو جلدی سے اٹھ جاتے۔

اگر آنحضرت ﷺ کو ضرورت ہوتی، تو غسل فرماتے، وگرنہ وضو کرتے اور (نمازِ فجر کے لیے) تشریف لے جاتے۔''

صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

"قَالَتْ: "وَثَبَ".

وَلَا، وَاللّٰهِ! مَا قَالَتْ: "قَامَ". ❷

''انہوں (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: ''[وَثَبَ]'' یعنی جلدی سے اٹھ بیٹھتے۔'' اللہ تعالیٰ کی قسم! انہوں نے یہ نہیں کہا: ''[قَامَ]'' [آنحضرت ﷺ اٹھتے۔]''

امام نووی لفظ [وَثَبَ] کی شرح میں لکھتے ہیں:

"أَيْ قَامَ بِسُرْعَةٍ". ❸

''یعنی آنحضرت ﷺ جلدی سے اٹھتے۔''

نبی کریم ﷺ کا اذان سن کر اس طرح اٹھنا، بلاشک وشبہ باجماعت نماز کے

---

❶ صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب من نام أول الليل وأحيى آخره، رقم الحديث ١١٤٦، ٣/ ٣٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل......، جزء من رقم الحديث ١٢٩ـ (١٣٩)، ١/ ٥١٠.

❸ شرح النووي ٦/ ٢٢، نیز ملاحظہ: عمدة القاري ٧/ ٢٠٢.

لیے آنحضرت ﷺ کے اہتمام اور شوق پر دلالت کرتا ہے۔ امام نووی رقم طراز ہیں:

"فَفِيهِ الْاِهْتِمَامُ بِالْعِبَادَةِ وَالْإِقْبَالُ عَلَيْهِ بِنَشَاطٍ". [1]

"اس (حدیث) میں عبادت کے لیے اہتمام اور شوق سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔"

اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو باجماعت نماز کے لیے ایسا ہی جذبہ اور فکر عطا فرما دیجیے۔ إِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

۵: شدید لڑائی میں دشمن کے حملے کے منصوبے کے باوجود جماعت کا اہتمام:

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ، فَقَاتَلُوْنَا قِتَالًا شَدِيْدًا، فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ، قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: "لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً لَاقْتَطَعْنَاهُمْ".

فَأَخْبَرَ جِبْرِيْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: "وَقَالُوْا: "إِنَّهُ سَتَأْتِيهِمْ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ".

فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ، قَالَ: "صَفَّنَا صَفَّيْنِ، وَالْمُشْرِكُوْنَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ."

قَالَ: "فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا، وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا، ثُمَّ سَجَدَ، وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ. فَلَمَّا قَامُوْا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِيْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ

---

[1] شرح النووي ٦/ ٢٢.

الثَّانِيْ. فَقَامُوْا مَقَامَ الْأَوَّلِ، فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَكَبَّرْنَا، وَرَكَعَ، فَرَكَعْنَا، ثُمَّ سَجَدَ، وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ، وَقَامَ الثَّانِيْ. فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِيْ، ثُمَّ جَلَسُوْا جَمِيْعًا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ". [1]

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہینہ (قبیلہ) کے ایک گروہ کے خلاف جہاد کیا، تو انہوں نے ہمارے ساتھ شدید لڑائی کی۔ جب ہم نے (نمازِ) ظہر ادا کی، (تو) مشرکوں نے کہا: ''کاش ہم ان پر یک بار حملہ کرتے، تو انہیں تہس نہس کر دیتے۔'' (معاذ اللہ تعالیٰ)۔

جبریل۔علیہ السلام۔ نے اس بات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (بات) کا ذکر ہم سے فرمایا۔

انہوں (یعنی جابر رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: ''اور انہوں (یعنی مشرکوں) نے کہا: ''بے شک جلد ہی ان کے لیے ایک اور نماز (کا وقت) آئے گا، جو انہیں اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔''

جب عصر کا وقت آیا، تو آنحضرت ﷺ نے ہماری دو صفیں بنوائیں اور مشرک لوگ ہمارے اور قبلے کے درمیان تھے۔

انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور ہم نے (بھی) تکبیر کہی۔ آنحضرت ﷺ نے رکوع کیا، تو ہم نے (بھی) رکوع کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا، تو پہلی صف (کے لوگوں) نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ الخوف، رقم الحدیث ۳۰۸۔ (۸۴۰)، ۱/ ۵۷۵.

جب وہ (یعنی آنحضرت ﷺ اور صف اوّل والے) کھڑے ہوئے، (تو) دوسری صف نے سجدہ کیا۔ پھر پہلی صف پیچھے ہٹی اور دوسری صف (والے) پہلی صف (والوں) کی جگہ میں کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور ہم (یعنی دونوں صفوں کے لوگوں) نے اللہ اکبر کہا۔
آنحضرت ﷺ نے رکوع کیا، تو ہم نے (بھی) رکوع کیا۔
پھر آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا، تو پہلی صف نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا اور دوسری صف (والے) کھڑے رہے۔
پھر جب دوسری صف نے سجدہ کیا، تو سب (تشہد کے لیے) بیٹھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے (نماز سے فراغت کی غرض سے) سب پر سلام کیا۔''

حدیث کے حوالے سے چھ باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ کا دشمن کے ساتھ شدید لڑائی کے باوجود نمازِ ظہر باجماعت ادا کروانا۔

ب: نمازِ عصر سے آنحضرت ﷺ اور حضراتِ صحابہ کے گہرے تعلق کے بارے میں دشمن کی گواہی، کہ وہ انہیں اولاد سے زیادہ محبوب ہے۔

ج: باجماعت نمازِ عصر کے دوران دشمن کے حملے کے منصوبے سے آگاہی کے باوجود آنحضرت ﷺ کا اسے باجماعت ہی ادا کروانا۔

د: باجماعت نماز کے دوران دشمن کے حملے کے خطرے کے پیشِ نظر احتیاطی تدابیر اختیار فرمانا۔

ہ: ہنگامی حالات میں حالتِ نماز میں صفوں کا آگے پیچھے کروانا، لیکن باجماعت نماز نہ چھوڑنا۔ یہ بات، بلاشک وشبہ باجماعت نماز کی شدید اہمیت پر دلالت کرتی

ہے۔

و: آنحضرت ﷺ نے دورانِ لڑائی صرف اسی ایک موقع پر باجماعت نماز نہیں پڑھائی، بلکہ مختلف اوقات میں متعدد مواقع پر ایسے ہی کیا۔ ذیل میں اس بارے میں تین علماء کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

I: علامہ خطابی نے لکھا ہے:

"صَلَاةُ الْخَوْفِ أَنْوَاعٌ، وَقَدْ صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَيَّامٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَعَلَى أَشْكَالٍ مُتَبَايِنَةٍ". ❶

''نمازِ خوف کی اقسام ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے مختلف دنوں میں جدا جدا طریقوں سے اسے ادا فرمایا۔''

II: علامہ ابن قصار مالکی نے قلم بند کیا ہے۔

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّاهَا فِيْ عَشْرَةِ مَوَاطِنَ". ❷

''بے شک نبی کریم ﷺ نے اسے دس جگہوں میں پڑھا۔''

III: علامہ ابن العربی نے تحریر کیا ہے:

"أَنَّهُ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ مِرَارًا عِدَّةً بِهَيْئَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ. فَقِيْلَ فِي مَجْمُوْعِهَا: إِنَّهَا أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ صِفَةً، ثَبَتَ فِيْهَا سِتَّ عَشْرَةَ صِفَةً". ❸

''نبی کریم ﷺ سے متعدد دفعہ مختلف شکلوں کے ساتھ نمازِ خوف پڑھنا ثابت ہے۔ ان کی مجموعی تعداد کے متعلق کہا گیا ہے، کہ وہ چوبیس طریقے

---

❶ معالم السنن ١/ ٢٤٩.

❷ ملاحظہ ہو: شرح النووي ٢/ ١٤٦؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ٥/ ٣٦٥.

❸ ملاحظہ ہو: أحكام القرآن ١/ ٤٩١.

ہیں، ان میں سے سولہ طریقے (تو) ثابت شدہ ہیں۔''

۶: شدید بیماری اور نقاہت میں جماعت کی خاطر مسجد جانے کے لیے جدوجہد:

امام بخاری اور امام مسلم نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''میں (حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا اور عرض کیا:

" أَلا تُحَدِّثِيْنِي عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟".

''کیا آپ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی (آخری) بیماری کا حال بیان نہیں فرمائیں گی؟''

انہوں نے جواب دیا:

قَالَتْ: "بَلٰى . ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: " أَصَلَّى النَّاسُ ؟".

قُلْنَا: " لا ، هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ " .

قَالَ: " ضَعُوْا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ " .

قَالَتْ: " فَفَعَلْنَا " .

فَاغْتَسَلَ ، فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَفَاقَ ﷺ ، فَقَالَ: " أَصَلَّى النَّاسُ ؟ " .

قلنا: " لا ، هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ !" .

قَالَ: " ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ " .

قَالَتْ: "فَقَعَدَ ، فَاغْتَسَلَ ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ ، فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ أَفَاقَ ، فَقَالَ: " أَصَلَّى النَّاسُ؟ " .

قُلْنَا: " لا ، هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!" .

فَقَالَ ﷺ: " ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ " .

فَقَعَدَ، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ، فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: "أَصَلَّى النَّاسُ؟".

فَقُلْنَا: "لَا، هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!".

وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ، يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ عليه السلام لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ.

فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ - رضي الله عنه - بِأَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ - فَأَتَاهُ الرَّسُوْلُ، فَقَالَ:

"إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ".

فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ - رضي الله عنه - وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا: "يَا عُمَرُ! صَلِّ بِالنَّاسِ".

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ - رضي الله عنهما -: "أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ".

فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ - رضي الله عنه - تِلْكَ الْأَيَّامِ . . . الحديث. [1]

''کیوں نہیں، نبی کریم ﷺ شدید بیمار ہوئے، تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟''

ہم نے عرض کیا: ''نہیں، یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔''

انہوں نے بیان کیا: ''پس ہم نے کیا۔'' (یعنی ٹب میں پانی رکھ دیا)۔

---

[1] متفق علیه: صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب "**إنما جعل الإمام ليؤتم به**"، جزء من رقم الحديث ٦٨٧، ٢/ ١١-١٧٣؛ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض لـه......، جزء من رقم الحديث ٩٠- (٤١٨)، ١/ ٣١١-٣١٢. الفاظ حدیث صحيح البخاري کے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے غسل فرمایا، پھر اٹھنا چاہا، تو بے ہوش ہو گئے۔

پھر ہوش میں آئے، تو پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟''

ہم نے عرض کیا: ''نہیں، یا رسول اللہ۔ ﷺ۔! وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔''

انہوں نے بیان کیا: ''آنحضرت ﷺ بیٹھے اور غسل فرمایا۔ پھر اٹھنا چاہا، تو بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے، تو دریافت فرمایا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟''

ہم نے عرض کیا: ''نہیں، یا رسول اللہ۔ ﷺ۔! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔''

آنحضرت ﷺ بیٹھے اور غسل فرمایا۔ پھر اٹھنا چاہا، تو بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش میں آئے، تو دریافت فرمایا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟''

ہم نے عرض کیا: ''نہیں، یا رسول اللہ۔ ﷺ۔! وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔''

لوگ مسجد میں عشاء کی نماز کے لیے نبی کریم ﷺ کے انتظار میں رکے ہوئے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے ابوبکر۔ رضی اللہ عنہ۔ کو پیغام بھیجا، کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

قاصد نے ان کے پاس پہنچ کر پیغام دیا:

''بے شک رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دے رہے ہیں، کہ لوگوں کو نماز پڑھائیے۔''

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:...... وہ نرم دل شخص تھے...... ''اے عمر۔ رضی اللہ عنہ۔! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیے۔''

عمر نے ان سے کہا۔ رضی اللہ عنہما۔: ''آپ اس کے زیادہ اہل ہیں۔''

سو ان دنوں ❶ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔...... الحدیث

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے:

"فَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّيْ أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الْوَجَعِ". ❷

پھر نبی کریم ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا، تو دو آدمیوں کے سہارے (مسجد کی طرف) روانہ ہوئے، گویا کہ میں آنحضرت ﷺ کے دونوں قدم (مبارک) دیکھ رہی ہوں، کہ وہ تکلیف کی بنا پر زمین پر لکیریں لگاتے جا رہے ہیں۔''

اس واقعہ کے حوالے سے پانچ باتیں:

ا: بیمار ہونے پر آنحضرت ﷺ کا لوگوں کی نماز کے متعلق پوچھنا اور تین دفعہ بے ہوشی کے بعد ہوش میں آنے پر اسی سوال کا دہرانا، بلا شک وشبہ نماز کے لیے آنحضرت ﷺ کے شدید اہتمام کو اجاگر کرتا ہے۔

ب: باجماعت نماز کی خاطر مسجد جانے کے لیے قوت ونشاط بحال کرنے کی غرض سے شدید بیماری اور کمزوری میں تین بار غسل فرمانا، باجماعت نماز کے لیے آنحضرت ﷺ کا شوق وذوق واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

ج: تین دفعہ غسل کے باوجود مسجد جانے کی قوت نہ پانے پر، آنحضرت ﷺ نے باجماعت نماز کا تعطل گوارا نہ فرمایا، بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت

---

❶ یعنی آنحضرت ﷺ کی بیماری کے دنوں میں۔

❷ صحيح البخاري، كتاب الأذان، ٢/ ١٥١۔ ١٥٢.

کروانے کا پیغام بھجوایا۔

د: کچھ افاقہ ہونے پر دو آدمیوں کے سہارے باجماعت نماز کے لیے آنحضرت ﷺ کا مسجد کی جانب روانہ ہونا بھی، آنحضرت ﷺ کے باجماعت نماز کے لیے اہتمام کو خوب واضح کرتا ہے۔ پھر وہ افاقہ بھی کس قدر تھا اور اس میں حاصل ہونے والی قوت کیسی تھی؟

اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کتنی وضاحت سے تصویر کشی کی ہے، کہ دو آدمیوں پر ٹیک لگا کر جانے کے باوجود آنحضرت ﷺ کے جسدِ اطہر میں زمین سے قدم اٹھا کر چلنے کی سکت نہ تھی۔

امام بخاری کا اس حدیث پر تحریر کردہ عنوان بھی کس قدر بلیغ اور دقیق ہے! انہوں نے لکھا ہے:

[بَابُ حَدِّ الْمَرِيْضِ أَنْ يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ] ❶

[(اس بارے میں) باب، کہ بیمار کو (بیماری اور لاغری کی) کس حد تک جماعت میں آنا چاہیے۔]

فِدَاهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ ، وَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ . ❷

ہ: علامہ عینی نے اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے:

فِيْـهِ الْإِشَارَةُ إِلٰى تَعْظِيْمِ الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ . وَفِيْهِ تَأْكِيْدُ أَمْرِ الْـجَمَاعَةِ ، وَالْأَخْذُ بِالْأَشَدِّ ، وَإِنْ كَانَ الْمَرَضُ يُرَخِّصُ فِيْ تَرْكِهَا . ❶

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأذان، ٢/ ١٥١.

❷ میرے والدین آنحضرت ﷺ پر فدا ہو جائیں اور ان پر میرے رب کی جانب سے درود و سلام۔

❸ ملاحظہ ہو: عمدة القاري ٥/ ١٩٠؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/ ١٥٦.

اس میں نمازِ باجماعت کے بلند مقام کی طرف اشارہ ہے۔ (نیز) اس میں باجماعت نماز اور بیماری میں اسے چھوڑنے کی اجازت کے باوجود اس سلسلے میں عزیمت پر عمل کی تاکید ہے۔



ب

سلف صالحین کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام

سلف صالحین کی مبارک اور پاکیزہ سیرتوں میں ایسے متعدد واقعات ہیں، جو باجماعت نماز کے اجر وثواب کے متعلق ان کے علم ویقین، اس کے حصول کی خاطر ان کی شدید تڑپ اور کوشش اور دوسرے لوگوں کو اس سے روشناس کرانے کے لیے ان کے جذبۂ صادقہ اور عظیم جدوجہد پر دلالت کرتے ہیں۔

توفیقِ الٰہی سے آئندہ صفحات میں اس سلسلے میں تینتیس (33) واقعات پیش کیے جارہے ہیں۔

ا: کثرتِ ثواب کی خاطر مسجد سے دور رہائش رکھنا:

امام مسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصٰى بَيْتٍ فِي الْمَدِيْنَةِ، فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلَاةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

قَالَ: "فَتَوَجَّعْنَا لَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: "يَا فُلَانُ! لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيْكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ، وَيَقِيْكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ".

قَالَ: "أَمْ، وَاللّٰهِ! مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ".

قَالَ: "فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا، حَتّٰى أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ".

قَالَ: "فَدَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُوْ فِي

أَثَرِهِ الْأَجْرَ".

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ". [1]

''انصار میں سے ایک شخص کا گھر مدینہ (طیبہ) میں (مسجد سے) سب سے زیادہ دور تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی کوئی نماز جانے نہ پاتی تھی۔ ہم لوگوں کو ان پر ترس آیا، تو میں نے انہیں کہا:

''اگر آپ ایک گدھا خرید لیں، جو آپ کو سورج کی وجہ سے ہونے والی زمین کی حدّت اور اس کے کیڑے مکوڑوں سے بچائے۔''

انہوں نے کہا: ''سنو! واللہ! مجھے یہ پسند نہیں، کہ میرا گھر محمد۔ ﷺ۔ کے گھر سے متصل ہو۔''

انہوں (یعنی حضرت ابی رضی اللہ عنہ) نے کہا: ''مجھے یہ بات بہت گراں گزری، یہاں تک کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو اس کی خبر دی۔''

انہوں نے بیان کیا: ''آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا، تو انہوں نے وہی بات کہی، جو مجھ سے کہی تھی۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں (مزید) عرض کیا، کہ وہ (مسجد کی طرف اپنے جانے اور واپس آنے والے) قدموں کا اجر چاہتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''بے شک تمہارے لیے تمہاری چاہت کے مطابق اجر ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ انہوں نے عرض کیا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، رقم الحديث ٢٧٨۔ (٦٦٣)، ١/ ٤٦١.

"مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِيْ إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ. إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ يُكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرَجُوْعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِيْ".

''مجھے یہ پسند نہیں، کہ میرا گھر مسجد کے پڑوس میں ہو۔ میں چاہتا ہوں، کہ مسجد کی طرف میرا جانا اور گھر پلٹنے پر میرا واپس آنا، میرے لیے لکھا جائے۔''

آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا:

"قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ". [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تمہارے لیے جمع فرما دیا ہے۔''

اللہ اکبر! اس اللہ والے کی نیّت کس قدر پاکیزہ اور بلند و بالا تھی! پھر صرف نیّت ہی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ مسلسل، شدید اور انتھک جدوجہد ہے، کہ مدینہ طیبہ میں مسجد سے سب سے زیادہ دور گھر ہونے کے باوجود، نہ تو سواری خریدنے پر آمادہ ہیں اور نہ کسی بھی نماز کی جماعت سے محروم رہتے ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں، ہماری اولادوں اور نسل میں یہ جذبۂ مبارکہ جاری و ساری فرما دیجیے۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

۲: باجماعت نماز کی خاطر نکلنے میں سُرعت:

امام ابن سعد نے سلیمان بن موسیٰ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَأَيْتُ مُؤَذِّنَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رحمہ اللہ، وَهُوَ خَلِيْفَةٌ بِخَنَاصِرَةَ، يُسَلِّمُ عَلَى بَابِهِ:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، رقم الحديث ٢٧٨ـ (٦٦٣)، ١/ ٤٦٠ـ ٤٦١.

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ".

''میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خناصرہ ❶ میں دیکھا، جب کہ وہ خلیفہ تھے، کہ مؤذن ان کے دروازے پر سلام عرض (کرتے ہوئے) کہتا:

[اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ].

''(اے) امیر المومنین! آپ پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔''

"فَمَا يَقْضِي سَلَامَهُ، حَتّٰى يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ". ❷

''اس کے سلام کے (الفاظ) مکمل کرنے سے پیشتر، وہ نماز کے لیے نکل جاتے۔''

اللہ اکبر! باجماعت نماز کی خاطر ان کا شوق وذوق اور اہتمام کس قدر تھا!

ہم میں سے نمازی لوگوں کی ایک بڑی تعداد کا طرزِ عمل کیا ہے؟ پھر اپنے غلط طرزِ عمل کی وکالت کی خاطر کثرتِ اشغال کا شیطانی بہانہ کس قدر عام ہے!

کیا ہماری مشغولیات امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کی مصروفیات سے تعداد اور اہمیت میں زیادہ ہیں، کہ جن کی خلافت میں شام، حجاز، خراسان، مصر اور افریقہ شامل تھے۔ ❸

کیا ہماری ذمہ داریاں ایسے خلیفہ سے زیادہ اہم ہیں، جن کے دورِ خلافت میں ایک طرف قسطنطنیہ کا محاصرہ جاری تھا، تو دوسری طرف آذربائیجان میں ترکوں کی غارت گری کا مقابلہ کیا جا رہا تھا اور تیسری جانب اسلامی لشکر فرانس پر چڑھائی کر رہا تھا اور

---

❶ (خناصرہ): حلب کے مضافات اور قنسرین کے مقابل بادیہ کی جانب ایک قصبہ۔ (ملاحظہ ہو: معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع ۲/ ۵۵۱؛ ومعجم البلدان ۲/ ۴۴۶)۔ استاذ محمود شاکر لکھتے ہیں: آج کل وہ [خناصر] کے نام سے مشہور ہے اور حلب کے جنوبی جانب اس کے مضافات میں سے ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش التاريخ الإسلامي ۴/ ۲۴۱)۔

❷ الطبقات الكبرىٰ ۵/ ۳۵۹۔

❸ ملاحظہ ہو: التاريخ الإسلامي ۴/ ۲۴۵-۲۴۶۔

اس کے ساتھ ساتھ داخلی محاذ پر خارجی فتنے کی سرکوبی کی جا رہی تھی۔ ❶

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو بے کار حُجّت بازی کی بجائے عملِ خیر کی توفیق عطا فرما دیجیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ .

۳: کشتی میں باجماعت نماز کا اہتمام کرنا:

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عبداللہ بن ابی عتبہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"سَافَرْتُ مَعَ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہم، ...... قَالَ حُمَيْدٌ: ❷ وَنَاسٍ قَدْ سَمَّاهُمْ ......، فَكَانَ إِمَامُنَا يُصَلِّيْ بِنَا فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا، وَنُصَلِّيْ خَلْفَهُ قَائِمًا". ❸

''میں نے ابوسعید، ابوالدرداء اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ سفر کیا۔ ......حمید نے بیان کیا: انہوں نے اور لوگوں کے نام بھی ذکر کیے ......تو ہمارے امام کشتی میں کھڑے ہو کر ہمیں نماز پڑھاتے اور ہم بھی ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے۔''

اس روایت میں یہ بات واضح ہے، کہ یہ حضرات دورانِ سفر کشتی میں باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔

---

❶ ملاحظہ ہو: التاريخ الاسلامي ٤/ ٢٤٨_ ٢٥٠.

❷ حمید: عبداللہ بن ابی عتبہ کے شاگرد۔

❸ منقول از: فتح الباري للحافظ ابن رجب ٥/ ٢٤٦. نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري للحافظ ابن حجر ١/ ٤٨٩؛ وعمدة القاري ٤/ ١٠٩. علامہ عینی نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤/ ١٠٩).

۴: سلف صالحین کا باجماعت نماز پر مداومت کرنا:

سلف صالحین کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام اور اشتیاق وقتی یا حادثاتی بات نہ تھی۔ ان کے اس ذوق وشوق اور اس کی تکمیل کی خاطر جدوجہد میں تسلسل، دوام، مواظبت اور ہمیشگی تھی۔ یہ شوق اور اس کے لیے اہتمام ان کی زندگی کا حصہ بن چکا تھا۔ اس بارے میں چار عظیم شخصیات کے اہتمام کی مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ:

امام ابن مبارک نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" مَا دَخَلَ وَقْتُ صَلَاةٍ قَطُّ حَتّٰى أَشْتَاقَ إِلَيْهَا ". [1]

''کبھی بھی نماز کا وقت داخل نہیں ہوا، مگر میں اس کے لیے مشتاق ہوتا ہوں۔''

یعنی ہر نماز کا وقت آنے سے پہلے میرے دل میں اس کے لیے شوق موجود ہوتا ہے۔

یہ معاملہ صرف شوق تک ہی نہ رہتا تھا، بلکہ وہ نماز قائم کیے جانے سے پہلے ہی اس کے لیے تیاری کر چکے ہوتے تھے۔ حافظ ذہبی نے ان کے حوالے سے ذکر کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" مَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا وَأَنَا عَلٰى وُضُوْءٍ". [2]

''میرے مسلمان ہونے (کے زمانے) سے ہر نماز کھڑی ہونے کے وقت میں باوضو ہوتا ہوں۔''

---

[1] كتاب الزهد، الجزء العاشر، رقم الرواية ١٣٠٢، ص ٤٦٠. نیز ملاحظہ ہو: الاستيعاب في معرفة الأصحاب ٣/ ١٠٥٧؛ وسير أعلام النبلاء ٣/ ١٦٤؛ والإصابة في تمييز الصحابة ٤/ ٢٢٨.

[2] سير أعلام النبلاء ٣/ ١٦٤.

ب: سعید بن مسیّب [1] رحمہ اللہ:

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیّب کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً إِلَّا وَأَنَا فِي الْمَسْجِدِ". [2]

''تیس سال سے مؤذن کے اذان دیتے وقت میں مسجد ہی میں ہوتا ہوں۔''

امام ابن سعد نے یہی بات ان سے حسبِ ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

" مَا سَمِعْتُ تَأْذِيْنًا فِيْ أَهْلِيْ مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً". [3]

''میں نے تیس سال سے اذان اپنے گھر والوں میں نہیں سنی۔'' (کیونکہ وہ اذان شروع ہونے سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ چکے ہوتے تھے۔)

اللہ اکبر! دنوں، ہفتوں یا مہینوں، بلکہ چند سالوں کی بھی بات نہیں، مسلسل تیس سال کے طویل عرصے میں بوقتِ اذان مسجد میں موجود ہونا "وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ". [4]

''یہ صفت انہی کو دی جاتی ہے، جو صبر کریں اور یہ اسے عطا کی جاتی ہے، جو بہت بڑے نصیب والا ہو۔''

رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَاسِعَةً. اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں

---

[1] سعید بن مسیّب: مشہور امام، ابو محمد، قرشی مخزومی، اہل مدینہ کے عالم، اپنے زمانے کے تابعین کے سردار، خلافتِ فاروقی کے تیسرے سال پیدا اور ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ٤/ ٢١٧ و ٢٤٦).

[2] المصنف، كتاب الصلوات، من كان يشهد الصلاة وهو مريض لا يدعها، ١/ ٣٥١. حافظ ذہبی نے اس کی [سند کو ثابت شدہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ٤/ ٢٢١).

[3] الطبقات الكبرىٰ ٥/ ١٣١.

[4] سورة حٰم السجدة/ الآية ٣٠.

کو ایسے پاک باز اور بلند ہمت لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

علاوہ ازیں انہوں نے چالیس سال کے طویل عرصے میں ایک دفعہ بھی باجماعت نماز نہ چھوڑی۔ امام ابن سعد ہی نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" مَا فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ مُنْذُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، وَلَا نَظَرَ فِي أَقْفَائِهِمْ ". [1]

''چالیس سال سے ان کی (کوئی) باجماعت نماز فوت نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے ان (یعنی باجماعت نماز میں شامل ہونے والوں) کی گدیوں کو دیکھا ہے۔''

ان کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ انہوں نے چالیس سال کے عرصے میں ہر نماز صفِ اوّل میں ادا کی ہے، اسی لیے نماز میں شریک لوگوں کی گدیاں دیکھنے کا انہیں موقع ہی نہیں ملا۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَجَعَلَنَا وَأَوْلَادَنَا عَلٰى دَرْبِهٖ آمِيْن يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

ج: ربیعہ بن یزید [2] رحمہ اللہ:

وہ خود فرماتے ہیں:

" مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ مُنْذُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً إِلَّا وَأَنَا

---

[1] الطبقات الكبرىٰ ٥/ ١٣١؛ نیز ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ٢٢١.

[2] ابو اشعث ربیعہ بن یزید: ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، ابو اشعث، ربیعہ بن یزید دمشقی کے نام سے مشہور تھے، کیونکہ ان کے گھر والے دمشق کے تھے۔ سعید بن عبدالعزیز نے کہا: ''ہمارے ہاں دمشق میں مکحول اور ربیعہ بن یزید سے عمدہ عبادت کرنے والا کوئی نہ تھا۔'' بغرض جہاد افریقہ گئے، جہاں بربریوں نے انہیں قتل کر دیا۔ ـــ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الشُّهَدَاءِ ـــ (ملاحظہ ہو: رياض النفوس ١/ ٨٤).

فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ مَرِيْضًا أَوْ مُسَافِرًا". ❶

''مؤذن نے چالیس سال سے صبح کی اذان نہیں دی، مگر میں (اس وقت) مسجد میں ہوتا ہوں، سوائے ان اوقات کے، کہ میں مریض یا مسافر ہوں۔''

د: اعمش ❷ رحمہ اللہ:

امام وکیع ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اِخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ قَرِيْبًا مِنْ سَنَتَيْنِ، مَا رَأَيْتُهُ يَقْضِيْ رَكْعَةً، وَكَانَ قَرِيْبًا مِنْ سَبْعِيْنَ سَنَةً، لَمْ تَفُتْهُ التَّكْبِيْرَةُ الْأُوْلٰى". ❸

''میرا ان کے ہاں دو سال تک آنا جانا رہا، میں نے انہیں کبھی (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) کوئی رکعت ادا کرتے نہیں دیکھا۔ وہ قریباً ستر برس کے تھے، لیکن تکبیرِ تحریمہ ان سے نہ چھوٹتی تھی۔''

اللہ اکبر! یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے باجماعت نماز کی شان وعظمت کو جانا، پہچانا اور اس کے عظیم اجر وثواب کے حصول کی خاطر جدوجہد کی۔ اے ربّ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلا دیجیے۔ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

۵: دولہا کا شادی والی رات کی جماعتِ فجر میں حاضر ہونا:

امام طبرانی نے عنبسہ بن ازہر کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

---

❶ رياض النفوس ١/ ٨٤.

❷ اعمش: سلیمان بن مہران، ابو محمد اسدی، کاہلی، کوفی، ۶۱ھ میں پیدا اور ۱۴۸ھ میں فوت ہوئے۔ حافظ ذہبی نے [الإمام]، [شيخ الإسلام] اور [شيخ المقرئين والمحدثين] کے القاب کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٦/ ٢٢٦۔ ٢٢٨).

❸ تهذيب التهذيب ٤/ ٢٢٤.

''حارث بن حسان رضی اللہ عنہ نے شادی کی......اور وہ صحابی تھے......ان سے کہا گیا:

" أَتَخْرُجُ ، وَإِنَّمَا بَنَيْتَ بِأَهْلِكَ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ؟"

''کیا آپ (باجماعت نمازِ فجر کے لیے) نکلتے ہیں اور آج شب ہی آپ نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کیا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا:

" وَاللّٰهِ! إِنِ امْرَأَةٌ تَمْنَعُنِي مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ فِي جَمْعٍ لَامْرَأَةُ سُوْءٍ ". ❶

''واللہ! مجھے فجر باجماعت نماز سے روکنے والی خاتون، تو یقیناً بُری خاتون ہی ہے۔''

اللہ اکبر! باجماعت نمازِ فجر کے لیے کس قدر اہتمام ہے! اور یہ اہتمام بھی ایسے موقع پر، جب کہ دین سے تعلّق کا دعویٰ کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد پٹڑی سے اتر جاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ . آمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ .

٦: باجماعت عشاء وفجر کی خاطر علاج چھوڑنا:

امام ابن سعد نے ابن حرملہ کے حوالے سے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

''بے شک ان کی آنکھ میں تکلیف ہوئی، تو ان سے کہا گیا:

" لَوْ خَرَجْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! إِلَى الْعَقِيْقِ، ❷ فَنَظَرْتَ إِلَى

---

❶ منقول از: مجمع الزوائد، کتاب الصلاة، باب في صلاة العشاء الآخرة والصبح في جماعة، ۲/ ٤١ باختصار. حافظ ہیثمی نے لکھا ہے: ''اسے طبرانی نے [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔'' (المرجع السابق ۲/ ٤١).

❷ (عقیق): اہل مدینہ کے مویشی چرانے کے لیے تین یا دو میل کے فاصلے پر ایک وادی. (ملاحظہ ہو: معجم البلدان ٤/ ١٥٧).

الْخَضْرَةِ، لَوَجَدْتَّ لِذٰلِكَ خِفَّةً".

''اے ابومحمد! اگر آپ (وادی) عقیق تشریف لے جائیں اور سبزہ دیکھیں، تو آپ (آنکھ کی) اس (تکلیف) سے کچھ افاقہ پائیں گے۔''

انہوں نے جواب دیا:

"فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِشُهُوْدِ الْعَتْمَةِ وَالصُّبْحِ؟". [1]

''تو عشاء و فجر (کی باجماعت نمازوں) میں حاضری کا کیا کروں گا؟''

اللہ اکبر! آشوبِ چشم منظور ہے، لیکن ان دو نمازوں کی جماعت سے غیر حاضری گوارا نہیں۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَاسِعَةً وَجَعَلَنَا جَمِيْعًا عَلٰى دَرْبِهٖ. آمِيْنَ يَا قَرِيْبُ يَا مُجِيْبُ.

۷: بیمار لوگوں کی باجماعت نمازوں میں شرکت:

اسلامی شریعت میں بیمار مردوں کے لیے مسجد میں باجماعت نماز چھوڑ کر اپنے ٹھکانوں میں نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے سلف صالحین، شدید بیماری میں بھی اجر و ثواب کے حصول کے شوق میں باجماعت نماز میں شمولیت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے۔ اس سلسلے میں ذیل میں پانچ شواہد ملاحظہ فرمائیے:

ا: بیمار صحابہ کی دو آدمیوں کے سہارے باجماعت نماز میں شمولیت:

امام مسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ، مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ. وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ

---

[1] الطبقات الکبریٰ ٥/ ١٣٢۔ نیز ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ٤/ ٢٤٠۔

فِيْ الصَّفِّ". ❶

''بے شک میں نے دیکھا، کہ ہم میں سے کھلے نفاق والے منافق کے سوا کوئی اور شخص اس (یعنی باجماعت نماز) سے پیچھے نہ رہتا۔ بلاشبہ (بیمار) آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے لاکر صف میں کھڑا کیا جاتا۔''

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

" وَفِيْ هٰـذَا كُلِّهِ تَأْكِيْدُ أَمْرِ الْجَمَاعَةِ، وَتَحَمُّلِ الْمُشَقَّةِ فِيْ حُضُوْرِهَا، وَأَنَّهُ إِذَا أَمْكَنَ الْمَرِيْضُ وَنَحْوُهُ التَّوَصُّلَ إِلَيْهَا اِسْتَحَبَّ لَهُ حُضُوْرُهَا". ❷

''اس میں باجماعت نماز کی تاکید اور اس میں حاضری کی خاطر مشقت کا برداشت کرنا ہے۔ (اس میں یہ بھی ہے، کہ) جب مریض وغیرہ کے لیے باجماعت نماز میں پہنچنا ممکن ہو، تو اس کے لیے اس میں حاضر ہونا مستحب ہے۔''

ب: حالتِ بخار میں باجماعت نماز میں شمولیت کی دعا:

امام احمد اور امام ابویعلی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

" أَرَأَيْتَ هٰذِهِ الْأَمْرَاضَ الَّتِيْ تُصِيْبُنَا مَالَنَا بِهَا ؟".

''ہم پر آنے والی بیماریوں سے ہمیں کچھ ملنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدىٰ، جزء من رقم الرواية ٢٥٧ـ (٦٥٤)، ١/ ٤٥٣.

❷ شرح النووي ٥/ ١٥٧.

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

"كَفَّارَاتٌ".

''وہ گناہوں کو مٹانے والی ہیں۔''

ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"وَإِنْ قَلَّتْ؟".

''اگرچہ وہ معمولی (ہی) ہو؟''

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

"وَإِنْ شَوْكَةٌ، فَمَا فَوْقَهَا".

''اگرچہ وہ کانٹے (کا چبھنا) ہو یا اس سے زیادہ۔'' [1]

انہوں (یعنی راوی) نے بیان کیا:

"فَدَعَا أُبَيٌّ رضی اللہ عنہ عَلَى نَفْسِهِ أَنْ لَا يُفَارِقَهُ الْوَعْكُ حَتَّى تَمُوتَ فِي أَنْ لَا يُشْغِلَهُ عَنْ حَجٍّ وَلَا عُمْرَةٍ، وَلَا جِهَادٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلَا صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فِي جَمَاعَةٍ.

فَمَا مَسَّهُ إِنْسَانٌ إِلَّا وَجَدَ حَرَّهُ حَتّٰى مَاتَ". [2]

---

[1] شاید اس کے دو معانی ہیں: ایک یہ، کہ وہ کانٹے کے چبھنے سے زیادہ بڑی تکلیف ہو اور دوسرا معنی، کہ وہ تکلیف کانٹے کے چبھنے کی تکلیف سے بھی زیادہ معمولی ہو۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ. مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: تفسير أبي السعود ١/ ٧٣ (ارشادِ ربانی: ﴿أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا﴾. (سورة البقرة/ جزء من الآية ٢٦ کی تفسیر).

[2] المسند، رقم الحديث ١١١٨٣، ١٧/ ٢٧٦، ٢٧٨؛ ومسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث ٢٢۔ (٩٩٥)، ٢/ ٢٨٠. الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔ حافظ ہیثمی نے لکھا ہے: ''اسے احمد اور ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے [راویان ثقہ] ہیں۔'' (مجمع الزوائد ٢/ ٣٠٢). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو حسن] اور شیخ حسین سلیم اسد نے [جید] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٧/ ٢٧٨؛ وهامش مسند أبي يعلى ٢/ ٢٨٠).

''ابیؓ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے دعا کی، کہ ان کے مرنے تک بخار اُن سے جدا نہ ہو، البتہ وہ حج وعمرے، جہاد فی سبیل اللہ اور فرض باجماعت نماز ادا کرنے میں رکاوٹ نہ بنے۔
(اس کے بعد) موت تک جو انسان بھی انہیں چھوتا، (ان کے جسم میں) بخار کی حدت محسوس کرتا۔''

حضرت ابیؓ رضی اللہ عنہ کی گناہ معاف کروانے کی رغبت کس قدر شدید تھی، کہ اس مقصد کے لیے تاحیات بخار میں مبتلا ہونے کی دعا کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی باجماعت نماز میں شرکت کی خواہش کس قدر قوی تھی، کہ مبتلائے بخار ہونے کے بعد چار باتوں سے محروم نہ ہونے کی پہلے ہی سے التجا کی اور ان میں سے ایک باجماعت نماز تھی۔

ج: شدید فالج میں دو آدمیوں کے سہارے مسجد آنا:

امام ابن ابی شیبہ نے ابوحیان کے والد کے حوالے سے ربیع بن خثیم رحمہ اللہ [1] سے روایت نقل کی ہے:

" أَنَّـهُ كَـانَ بِهِ مَرَضٌ ، فَكَانَ يُهادىٰ بَيْنَ رَجُلَيْنِ ، فَيُقَالُ لَهُ: "يَا أَبَا زَيْدٍ! إِنَّكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فِيْ عُذْرٍ ".

''بے شک وہ بیمار تھے اور انہیں دو آدمیوں کے سہارے (باجماعت نماز کی خاطر) لے جایا جاتا تھا۔ ان سے کہا جاتا: ''اے ابوزید! ان شاء اللہ آپ کا (مسجد میں نہ جانے کا) عذر (معقول) ہے۔''

وہ جواب دیتے:

---

[1] ربیع بن خیثم: امام، عابد، ابو یزید ثوری، کوفی، بہت بڑی شخصیات میں سے ایک تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور آنحضرت ﷺ سے مرسل روایات نقل کیں۔ کہا گیا ہے، کہ وہ ۶۵ھ سے پہلے فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ٢٥٨ و ٢٦٢).

"أَجَلْ، وَلٰكِنِّي أَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ (يَقُوْلُ): "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"، فَمَنْ سَمِعَهَا فَلْيَأْتِهَا، وَلَوْ حَبْوًا، وَلَوْ زَحْفًا". ❶

''(جی) ہاں، لیکن میں مؤذن کو[حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کہتے ہوئے سن رہا ہوں اور جو کوئی اسے (یہ کہتے ہوئے) سنے، اسے چاہیے، کہ وہ اس (یعنی نماز باجماعت) کے لیے آئے، چاہے ہاتھوں اور گھٹنوں پر گھسٹ کر یا سرین پر رینگ کر آئے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

"كَانَ الرَّبِيْعُ بْنُ خَيْثَمٍ يُقَادُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَبِهِ الْفَالِجُ". ❷

''فالج کی حالت میں ربیع بن خیثم کو نماز کے لیے لے جایا جاتا تھا۔''

مزید برآں، انہیں معمولی قسم کا نہیں، بلکہ بہت سنگین نوعیت کا فالج تھا۔ ان کے حسبِ ذیل بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے:

"مَا يَسُرُّنِي أَنَّ هٰذَا الَّذِي بِي بِأَعْتَى الدَّيْلَمِ عَلَى اللّٰهِ". ❸

''مجھے یہ پسند نہیں، کہ جو (بیماری) مجھے ہے، وہ دیلم ❹ میں سے اللہ تعالیٰ کے سب سے نافرمان شخص کو بھی ہو۔''

---

❶ المصنف، كتاب الصلوات، من كان يشهد الصلاة وهو مريض لا يدعها، ١/ ٣٥٠.

❷ ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرىٰ ٦ ص ١٨٩؛ نیز ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ٢٦٠؛ وتفسير القرطبي ١٨/ ٢٥١.

❸ سير أعلام النبلاء ٤/ ٢٦٠.

❹ (ديلم): سے مراد دشمن ہیں۔ علامہ حموی لکھتے ہیں: الديلم: سرزمینِ یمامہ میں بنوعبس قبیلے کا ایک چشمہ ہے۔ (منقول از: هامش سير أعلام النبلاء ٤/ ٢٦٠).

د: بیماری اور بارش میں اٹھا کر مسجد لے جانے کا حکم دینا:

امام ابن ابی شیبہ نے سعد بن عبیدہ کے حوالے سے ابوعبدالرحمٰن سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّهُ كَانَ يُحْمَلُ، وَهُوَ مَرِيْضٌ إِلَى الْمَسْجِدِ". ❶

''بے شک انہیں بیماری کی حالت میں اٹھا کر مسجد لے جایا جاتا تھا۔''

صرف یہی نہیں، بلکہ وہ بارش کے دن بھی اصرار کرتے، کہ انہیں اٹھا کر مسجد لے جایا جائے۔ امام ابن مبارک نے سعد بن عبیدہ کے حوالے سے ان سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَحْمِلُوْهُ فِيْ الطِّيْنِ وَالْمَطَرِ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَهُوَ مَرِيْضٌ". ❷

''بے شک وہ اپنی بیماری کے دوران، کیچڑ اور بارش کے باوجود، انہیں (یعنی اپنے رفقاء کو) حکم دیتے تھے، کہ اٹھا کر انہیں مسجد لے جایا جائے۔''

اللہ اکبر! یہ پاک باز حضرات کس قدر اُولو العزم تھے۔ شدید بخار، سخت لاغری، کمزوری، آخری درجے کا فالج، کیچڑ اور بارش باجماعت نماز میں شرکت کی راہ میں ان کے لیے رکاوٹ نہ تھے۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَاسِعَةً.

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں اور ہماری اولادوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلائیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

ہ: اذان سننے پر حالتِ نزع میں مسجد پہنچنا:

حافظ ذہبی نے مصعب کے حوالے سے نقل کیا ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

❶ المصنف، كتاب الصلوات، من كان يشهد الصلاة، وهو مريض، لايدعها، ١/ ٣٥٠.

❷ كتاب الزهد، باب فضل المشي إلى الصلاة والجلوس في المسجد وغير ذلك، رقم الرواية ٤١٩، ص ٤١. نیز ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرى ٦/ ١٧٢.

"سَمِعَ عَامِرٌ [1] اَلْمُؤَذِّنَ، وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَقَالَ:
"خُذُوْا بِيَدِيْ."
فَقِيْلَ: "إِنَّكَ عَلِيْلٌ".
قَالَ: "أَسْمَعُ دَاعِيَ اللّٰهِ، فَلَا أُجِيْبُهُ".
فَأَخَذُوْا بِيَدِهِ، فَدَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فِيْ الْمَغْرِبِ، فَرَكَعَ رَكْعَةً، ثُمَّ مَاتَ". [2]

''عامر رحمہ اللہ نے مؤذن کو (اذان دیتے ہوئے) سنا اور (تب) وہ جان کنی کے عالم میں تھے، تو فرمایا: ''میرے ہاتھ کو پکڑو (اور مجھے مسجد پہنچاؤ)

عرض کیا گیا: ''بلاشبہ آپ بیمار ہیں۔''

انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ کے بلاوے کو سنوں اور قبول نہ کروں۔'' (یعنی ایسا کرنا میری برداشت سے باہر ہے)۔

انہوں نے ان کا ہاتھ تھاما اور وہ جا کر مغرب (کی نماز) میں امام کے ساتھ شامل ہوگئے۔ ایک رکعت ادا کی اور فوت ہوگئے۔''

رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً.

یہ تھے وہ خوش نصیب لوگ، جنہوں نے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی شان وعظمت کو جانا، پہچانا اور اس پر بہ دل وجان یقین کیا۔

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں اور ہماری اولادوں کو ایسے نصیب والے حضرات

---

[1] عامر: ابن عبد اللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، صدیق اکبر کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا کے پوتے، امام ربانی، ابوالحارث، مدنی، ۱۲۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۵/ ۲۱۹)۔

[2] المرجع السابق ۵/ ۲۲۰.

کے نقشِ قدم پر چلا دیجیے۔ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

۸: قتل کیے جانے کے خدشے کے باوجود مسجد جانا:

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے کہا گیا:

"إِنَّ طَارِقًا يُرِيْدُ قَتْلَكَ ، فَتَغَيَّبْ".

''بے شک طارق آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے، لہٰذا آپ چھپ جایئے۔''

انہوں نے جواب میں فرمایا:

"أَبِحَيْثُ لَا يَقْدِرُ اللّٰهُ عَلَيَّ".

''کیا ایسی جگہ، جہاں اللہ تعالیٰ مجھ پر قدرت نہ رکھتے ہو؟''

ان سے عرض کیا گیا:

"اِجْلِسْ فِيْ بَيْتِكَ".

''اپنے گھر (ہی) میں بیٹھ جایئے۔''

انہوں نے فرمایا:

"أَسْمَعُ [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] فَلَا أُجِيْبُ". [1]

''[میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] سنوں اور قبول نہ کروں۔'' [یعنی یہ سن کر مسجد نہ آؤں۔ ایسا کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔]

اللہ اکبر! یہ پاک باز لوگ [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے معانی سمجھنے اور اس کے ذریعے ملنے والے حکم کی تعمیل کا حق ادا کرنے والے تھے۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَاسِعَةً .

۹: نمازِ باجماعت کے انتظار میں مسجد میں مرنے کی تمنّا:

امام ابن مبارک نے عطاء بن سائب کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ١٨/ ٢٥١.

انہوں نے بیان کیا:

"دَخَلْنَا عَلَى أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ - وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ حَبِيبٍ - وَهُوَ يَقْضِي أَيْ يُنْزَعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُلْنَا لَهُ: "لَوْ تَحَوَّلْتَ إِلَى الْفِرَاشِ، فَإِنَّهُ أَوْثَرُ".

''ہم ابوعبدالرحمٰن سلمی ـ اور وہ عبداللہ بن حبیب ہیں ـ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ مسجد میں جان کنی کے عالَم میں تھے۔ ہم نے ان کی خدمت میں عرض کیا:

''اگر آپ بستر پر منتقل ہو جائیں، تو بہتر رہے گا، کیونکہ وہ زیادہ آرام دہ ہے۔''

انہوں نے کہا:

"حَدَّثَنِي فُلَانٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ". [1]

فلاں شخص نے مجھ سے بیان کیا، کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جب تک کوئی ایک اپنی جائے نماز میں بیٹھا نماز کا انتظار کرتا رہے، وہ نماز میں ہے۔''

ابن سعد کی روایت میں ہے:

"وَالْمَلَائِكَةُ تَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ".

''اور فرشتے کہتے ہیں: ''اے اللہ! اسے معاف فرما دیجیے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرمائیے۔''

---

[1] كتاب الزهد، باب فضل المشي إلى الصلاة والجلوس في المسجد وغير ذلك، رقم الرواية ٤٢٠، ص ١٤١ـ١٤٢.

انہوں (عبدالرحمٰن سلمی) نے کہا:

"فَأُرِيْدُ أَنْ أَمُوْتَ، وَأَنَا فِيْ مَسْجِدِيْ". ❶

''اسی لیے میں چاہتا ہوں، کہ میری موت میری مسجد میں آئے۔''

اللہ اکبر! یہ ہیں وہ سعادت مند لوگ کہ...... ان شاء اللہ...... ان کا جینا بھی مبارک اور مرنا بھی مبارک۔ اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلائیے۔ آمِیْنُ یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبُ!

۱۰: ایک مسجد میں باجماعت نماز فوت ہونے پر دوسری مسجد میں جانا:

سلف صالحین کے حوالے سے یہ بھی ثابت ہے، کہ اگر ایک مسجد میں باجماعت نہ پاسکتے، تو اس غرض کے لیے دوسری مسجد میں جاتے۔ اس سلسلے میں ذیل میں سلف صالحین میں سے تین حضرات کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: حذیفہ رضی اللہ عنہ:

امام ابن ابی شیبہ نے معاویہ بن قرہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ حُذَيْفَةُ رضي الله عنه إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِهِ، يُعَلِّقُ نَعْلَيْهِ، وَيَتْبَعُ الْمَسَاجِدَ، حَتّٰى يُصَلِّيَهَا فِيْ جَمَاعَةٍ". ❷

''(حضرت) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جب اپنی قوم کی مسجد میں جماعت چھوٹ جاتی، تو وہ اپنے جوتے لٹکاتے اور مسجدوں میں جانا شروع کرتے، یہاں تک کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلیتے۔''

ب: اسود رحمہ اللہ تعالیٰ: ❸

---

❶ الطبقات الكبرىٰ ٦/ ١٧٤-١٧٥.

❷ المصنف، كتاب الصلوات، الرجل تفوته الصلاة في مسجد قومه، ٢/ ٢٠٥.

❸ اسود: اسود بن یزید بن قیس، امام، ابوعمرو، نخعی، کوفی، ۷۵ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ٥٠ و ٥٣).

امام بخاری نے ان کے متعلق نقل کیا ہے:

"أَنَّهُ إِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ". ❶

''بے شک جب ان کی (اپنی مسجد میں) جماعت رہ جاتی، تو وہ دوسری مسجد کی طرف جاتے۔''

ج: سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ: ❷

امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے ربیع بن ابی راشد کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَأَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ جَاءَنَا، وَقَدْ صَلَّيْنَا، فَسَمِعَ مُؤَذِّنًا، فَخَرَجَ لَهُ". ❸

''میں نے دیکھا، کہ سعید بن جبیر ہمارے ہاں (مسجد میں) تشریف لائے۔ ہم (باجماعت) نماز ادا کر چکے تھے۔ انہوں نے (دوسری مسجد میں) مؤذن کو (اقامت کہتے ہوئے) سنا، تو اس کی جانب تشریف لے گئے۔''

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، ٢/ ١٣١. نیز ملاحظہ ہو: مصنف ابن ابي شيبة، كتاب الصلوات، الرجل تفوته الصلاة في مسجد قومه، ٢/ ٢٠٥. حافظ ابن ابی شیبہ نے اسے سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر اور علامہ عینی نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/ ١٣١؛ وعمدة القاري ٥/ ١٦٥).

❷ سعید بن جبیر: امام، حافظ، مقریء، مفسر، ابومحمد، اسدی، والبی، عظیم اسلامی شخصیات میں سے ایک، حجاج نے انہیں ۹۵ھ میں قتل کیا...... جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالَى مِنَ الشُّهَدَاءِ ...... ان کی کنیت ابومحمد کی بجائے ابوعبداللہ بھی ذکر کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ٣٢١ و ٣٤١).

❸ مصنف عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد، فيسمع الإقامة في غيره، رقم الرواية ١٩٧٣، ١/ ٥١٥؛ ومصنف ابن ابی شيبه، كتاب الصلوات، الرجل تفوته الصلاة في مسجد قومه، ٢/ ٢٠٥.

یہ حضرات نماز کو بوجھ تصور نہ کرتے تھے، کہ جیسے تیسے ممکن ہو، اسے اتار پھینکا جائے۔ وہ اسے بے حد ذوق وشوق سے باجماعت ادا کرتے اور اگر کسی سبب سے کبھی چھوٹ جاتی، تو اس کی تلافی کے لیے کوشش کرتے۔

۱۱: باجماعت نماز رہ جانے پر شدید حزن وملال:

حضرت سعید بن عبدالعزیز تنوخی رحمہ اللہ ❶ کے متعلق حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے:

"كَانَ إِذَا فَاتَتْهُ صَلاةُ الْجَمَاعَةِ يَحْسَبُهُ مَنْ يَرَاهُ أَنَّهُ فِي مَأْتَمٍ لِمَا يَرىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ". ❷

"جب ان کی باجماعت نماز رہ جاتی، تو انہیں دیکھنے والا ان کے غم اور رونے کو دیکھ کر گمان کرتا، کہ وہ (کسی میت کے) ماتم میں ہے۔"

یہ کیفیت تو اسی پر طاری ہوگی، جسے باجماعت نماز کی وجہ سے ملنے والے اجر وثواب کا علم اور اس پر یقین ہو۔ اس سے بے خبر یا باخبر، لیکن بے یقین شخص ایک نہیں، بیسیوں نمازیں ضائع کرنے کے بعد بھی اس احساس کی نعمت سے محروم رہتا ہے۔

اے اللہ کریم! ہمیں باجماعت نماز کی شان وعظمت کا علم اور اس پر یقین رکھنے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ!

۱۲: باجماعت نماز فوت ہو جانے پر آئندہ نماز تک عبادت کرنا:

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت نقل کی ہے:

"إِذَا فَاتَتْهُ صَلاتُهُ فِيْ جَمَاعَةٍ صَلّٰى إِلَى الصَّلاةِ الْأُخْرىٰ". ❸

---

❶ سعید بن عبدالعزیز تنوخی: ابن ابی یحییٰ، امام، مفتیٔ دمشق، ابومحمد، ۹۰ھ میں پیدا اور ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ …… بقول امام احمد …… شام میں ان سے زیادہ صحیح حدیث والا کوئی نہیں، ان کی موجودگی میں امام اوزاعی سے مسئلہ دریافت کیا جاتا، تو فرماتے: "ابومحمد سے پوچھو۔" (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ۸/۳۲-۳۸)۔ ❷ تذكرة الحفاظ ۱/ ۲۹. نیز ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ۸/ ۳۴.

❸ منقول از: الإصابة في تمييز الصحابة ۴/ ۱۰۹.

''جب ان کی باجماعت نماز فوت ہو جاتی، تو وہ دوسری نماز تک نماز پڑھتے۔''

اللہ اکبر! باجماعت نماز چھوٹ جانے کے نقصان کی تلافی کے لیے کس قدر اہتمام ہے! رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

لیکن یہ اہتمام تو وہ ہی کرے گا، جسے اس کا علم اور اس پر یقین ہوگا۔ بے علم و بے یقین کا ایسی باتوں سے کیا تعلّق؟

اے اللہ کریم! ہمیں باجماعت نماز کی شان و عظمت جاننے اور اس پر یقین رکھنے والے لوگوں میں شامل فرما دیجیے، آمین. إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

۱۳: بیٹے کو مسجد سے چمٹے رہنے کی تلقین:

امام ہناد اور امام ابن ابی شیبہ نے محمد بن واسع کے حوالے سے روایت نقل کی ہے (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

''يَا بُنَيَّ! لِيَكُنِ الْمَسْجِدُ بَيْتَكَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

''إِنَّ الْمَسَاجِدَ بُيُوْتُ الْمُتَّقِيْنَ. فَمَنْ كَانَتِ الْمَسَاجِدُ بُيُوْتَهُ ضَمِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالرَّوْحِ، وَالرَّحْمَةِ، وَالْجَوَازِ عَلَى الصِّرَاطِ إِلَى الْجَنَّةِ''. [1]

''اے میرے چھوٹے سے بیٹے! مسجد تمہارا گھر ہو، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] الزهد، باب فضل المسجد، رقم الرواية ٩٦٥، ٢/ ٣٦٢؛ ومصنف ابن ابی شيبة، كتاب الزهد، ما جاء في لزوم المساجد، رقم الرواية ١٦٤٥٨، ١٣/ ٣١٧. الفاظ حدیث کتاب [الزهد] کے ہیں۔ اس کے محقق شیخ محمد ابو اللیث نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الزهد ٢/ ٣٦٢).

''بلاشبہ مسجدیں متقی لوگوں کے گھر ہیں۔ پس مسجدیں جن کے گھر ہوئیں، ان کے لیے راحت، رحمت اور پل صراط عبور کر کے جنت (میں داخلے) کی ضمانت ہے۔''

مشفق اور عظیم باپ کی عزیز بیٹے کے لیے نصیحت کس قدر بیش قیمت ہے! اس نصیحت کے کرنے والے عظیم المرتبت باپ اور اس پر عمل کرنے والے خوش بخت بیٹے پر ربّ رحمٰن کی لاتعداد رحمتیں!

اے ربِّ کریم! ہم باپوں کو ایسی نصیحت کرنے اور ہمارے بیٹوں اور نسل کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمانا۔ آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ!

۱۴: باجماعت نماز میں شمولیت میں تاخیر پر بیٹے کی باز پُرس:

امام عبدالرزاق نے مجاہد کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک رضی اللہ عنہ سے سنا اور میرے علم کے مطابق وہ بدری [1] تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے پوچھا:

" أَدْرَكْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا ؟"

''تم نے ہمارے ساتھ (باجماعت) نماز پائی؟''

انہوں نے کہا: [2]

" أَدْرَكْتَ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى ؟".

''تم نے تکبیر اُولیٰ پائی؟''

---

[1] یعنی انہوں نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی۔

[2] (انہوں نے کہا): شاید اس سے پہلے یہ جملہ ["قَالَ: "نَعَمْ". اس (یعنی بیٹے) نے جواب میں عرض کیا: ''(جی) ہاں۔] طباعت میں چھوٹ گیا ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی أَعْلَمُ. (ملاحظہ ہو: هامش المصنف ۱/ ۵۲۸).

اس نے عرض کیا: "لَا".

"نہیں۔"

انہوں نے فرمایا:

"لَمَا فَاتَكَ مِنْهَا خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ، كُلُّهَا سُوْدُ الْعَيْنِ". [1]

"(باجماعت نماز کا) جو حصہ تم سے چھوٹ گیا ہے، وہ سو اونٹنیوں سے بہتر ہے، جو کہ سب سیاہ آنکھوں والی ہوں۔"

سبحان اللہ! باز پُرس کے اُس مبارک دور اور آج کے اس جدید دور کے اسباب میں کس قدر اختلاف ہے! وہ تکبیرِ تحریمہ رہ جانے پر محاسبہ کر رہے ہیں اور آج ہم میں سے باپوں کی ایک بہت بڑی تعداد نماز نہ پڑھنے پر بھی پوچھ گچھ کی روادار نہیں۔ إِلَى اللّٰهِ الشَّكْوٰى [2] فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

۱۵: باجماعت نماز سے پیچھے رہنے پر بیٹے کی تادیب:

حافظ ذہبی نے ابو یعقوب کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ:

"أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ مَرْوَانَ بَعَثَ ابْنَهُ عُمَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَتَأَدَّبُ بِهَا، وَكَتَبَ إِلَى صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ يَتَعَاهَدُهُ.

وَكَانَ يُلْزِمُهُ الصَّلَوٰتِ، فَأَبْطَأَ يَوْمًا، فَقَالَ: "مَا حَبَسَكَ؟"

قَالَ: "كَانَتْ مُرَجِّلَتِيْ تُسَكِّنُ شَعْرِيْ."

فَقَالَ: "بَلَغَ مِنْ تَسْكِيْنِ شَعْرِكَ أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَى الصَّلَاةِ."

وَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلَى وَالِدِهِ. فَبَعَثَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ رَسُوْلًا إِلَيْهِ.

فَمَا كَلَّمَهُ حَتّٰى حَلَقَ شَعْرَهُ". [3]

---

[1] المصنف، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة في جماعة، رقم الرواية ٢٠٢١، ١/ ٥٢٨-٥٢٩.

[2] اللہ تعالیٰ ہی کے حضور اس بُری حالت کا شکوہ ہے!

[3] سير أعلام النبلاء ٥/ ١١٦.

''بے شک عبدالعزیز بن مروان نے ادب سیکھنے کی خاطر اپنے بیٹے عمر کو مدینہ (طیبہ) بھیجا اور صالح بن کیسان کو ان کا خیال رکھنے کے لیے لکھا۔ وہ (یعنی صالح) ان سے (باجماعت) نمازوں کی پابندی کرواتے۔ ایک دن وہ باجماعت نماز سے پیچھے رہ گئے، تو انہوں نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے روکا؟''

انہوں نے جواب دیا: ''میری کنگھی کرنے والی خاتون میرے بال جما رہی تھی۔''

انہوں نے کہا: ''تمہارے بالوں کا جمانا اس قدر اہمیت حاصل کر چکا ہے، کہ تم اسے (باجماعت) نماز پر ترجیح دیتے ہو؟''

انہوں نے اس بارے میں ان کے والد کو لکھا۔

(ان کے والد) عبدالعزیز نے ایک قاصد بھیجا۔ اس نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے بال مونڈنے تک ان سے بات (تک) نہ کی۔''

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ...... دیگر باتوں کے ساتھ ...... باجماعت نماز ادا کرنے کی اس تربیت نے کیا رنگ دکھایا؟

یہی بیٹا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے بیسیوں سال بعد آنے کے باوجود [خلیفہ راشد] کہلایا۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَاسِعَةً، وَوَالِدَهُ، وَمُعَلِّمَهُ، وَجَعَلَنَا وَأَوْلَادَنَا عَلَى دَرْبِهِمْ. إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيمٌ.

۱۲: باجماعت عشاء وفجر کی حفاظت کی مرض الموت میں تلقین:

امام ابن ابی شیبہ نے ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ)

"أَنَّهُ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ: "أَلَا اِحْمِلُوْنِيْ".

''بے شک انہوں نے اپنے مرض الموت میں کہا: ''سنو! مجھے اٹھاؤ۔''
انہوں نے انہیں اٹھایا اور باہر لے آئے، تو انہوں نے فرمایا:

"اِسْمَعُوْا، وَبَلِّغُوْا مَنْ خَلْفَكُمْ:
حَافِظُوْا عَلٰى هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ: اَلْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ . وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَيْتُمُوْهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلٰى مَرَافِقِكُمْ وَرُكَبِكُمْ". [1]

''سنو اور تمہارے جو پیچھے ہیں، ان تک (میرا یہ پیغام) پہنچا دینا:
ان دو نمازوں عشاء و فجر کی خوب حفاظت کرو۔ اگر تمہیں ان دونوں میں موجود (اجر و ثواب) کا علم ہو جائے، تو پھر تم کہنیوں اور گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی ان کی خاطر آ جاؤ۔''

سبحان اللہ! اللہ والوں کو مرض الموت میں بھی کس بات کی فکر ہے؟، یہ کہ اُمت عشاء و فجر کی حفاظت کرنے والی بن جائے۔
اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری اولادوں کو بھی یہ فکر عطا فرما دیجیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ .

۱۷: باجماعت نماز میں لوگوں کی حاضری کے لیے مسلمان حُکّام کا اہتمام:

اسلامی ریاست کے اولین سربراہ جناب رسولِ کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مخلص مسلمان حکمران لوگوں کو باجماعت نمازوں میں شامل کروانے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے۔ اس سلسلے میں ذیل میں آٹھ مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: جنگ میں شریک مجاہدین کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکمِ صدیقی:

معرکۂ یرموک سے پہلے رومی ایک لاکھ پچاس ہزار کے لشکرِ جرار کے ساتھ

[1] المصنف، كتاب الصلوات، في التخلف في العشاء والفجر، وفضل حضورهما، ١/ ٣٣٢.

آئے۔ مسلمانوں کی تعداد ستائیس ہزار تھی۔ صورتِ حال سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا گیا، تو انہوں نے لشکرِ اسلام کے نام چٹھی ارسال فرمائی، جس میں تحریر فرمایا:

إِنَّكُمْ أَعْوَانُ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ نَاصِرٌ مَنْ نَصَرَهُ، وَخَاذِلٌ مَنْ كَفَرَهُ، وَلَنْ يُؤْتَى مِثْلُكُمْ مِنْ قِلَّةٍ، وَإِنَّمَا يُؤْتَى الْعَشْرَةُ آلَافٍ، وَالزِّيَادَةُ عَلَى الْعَشْرَةِ آلَافٍ إِذَا أُتُوْا مِنْ تِلْقَاءِ الذُّنُوْبِ، فَاحْتَرِسُوْا مِنَ الذُّنُوْبِ، وَاجْتَمِعُوْا بِالْيَرْمُوْكِ مُتَسَانِدِيْنَ، وَلْيُصَلِّ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِأَصْحَابِهِ. ❶

''بے شک تم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں، جو ان کی مدد کرے اور اسے رسوا کرتے ہیں، جو ان کے ساتھ کفر کرے۔ تمہارے ایسے قلت کی بنا پر نقصان نہیں اٹھاتے، بلکہ دس ہزار اور دس ہزار سے زیادہ تعداد میں، جب نقصان اٹھاتے ہیں، تو وہ گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس گناہوں سے بچو اور یرموک میں ایک دوسرے کے دست و بازو بن کر جمع ہو جاؤ اور تم میں سے ہر آدمی ❷ اپنے ساتھیوں کو (باجماعت) نماز پڑھائے۔

ب: فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پانچ واقعات:

ا: جماعت فجر سے غیر حاضری پر نوٹس لینا:

امام مالک نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ

"أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ. وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه غَدَا إِلَى

---

❶ ملاحظہ ہو: تاریخ الطبري ۳/ ۳۹۷_ ۳۹۳.
❷ یعنی [illegible]

السُّوْقِ، وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ، أُمِّ سُلَيْمَانَ.

فَقَالَ لَهَا: "لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ".

''بے شک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو نمازِ صبح میں گم پایا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بازار کی طرف گئے اور سلیمان کی رہائش گاہ بازار اور مسجد نبوی کے درمیان میں تھی۔ وہ اُمّ سلیمان شفاء کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے ان سے فرمایا:

''میں نے صبح (کی نماز) میں سلیمان نہیں دیکھے۔''

انہوں نے جواب دیا:

"إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّيْ، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ".

''بے شک وہ رات بھر نمازِ (تہجد) پڑھتے رہے اور (نمازِ فجر کے وقت) ان پر نیند غالب آ گئی۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَأَنْ أَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُوْمَ لَيْلَةً". [1]

''یقیناً مجھے نمازِ فجر کی جماعت میں حاضر ہونا (ساری) رات قیام کرنے سے زیادہ پسند ہے۔''

ii: نمازِ فجر سے غیر حاضر شخص کو بُلوا بھیجنا:

امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے ابوہثم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

[1] الموطأ، كتاب صلاة الجماعة، باب ما جاء في العتمة والصبح، رقم الرواية ٧، ١/ ١٣١.

" فَقَدْ عُمَرُ رضی اللہ عنہ رَجُلًا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ ، فَجَاءَ ، فَقَالَ: "أَيْنَ كُنْتَ ؟" .

''عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نمازِ فجر میں غیر حاضر پایا، تو اسے پیغام بھجوایا۔ وہ شخص حاضر ہوا، تو دریافت فرمایا: ''تم کہاں تھے؟''

اس نے عرض کیا:

" كُنْتُ مَرِيْضًا ، وَلَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَكَ أَتَانِيْ ، لَمَا خَرَجْتُ " .

''میں بیمار تھا۔ اگر آپ کا قاصد میرے پاس نہ آتا، تو میں (گھر سے) نہ نکلتا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" فَإِنْ كُنْتَ خَارِجًا إِلَى أَحَدٍ ، فَاخْرُجْ إِلَى الصَّلَاةِ " . [1]

''پس اگر تم کسی کی طرف جاسکو، تو نماز کے لیے (ہی) نکلو۔''

امام عبدالرزاق کی روایت میں ہے:

" إِنْ كُنْتَ مُجِيْبًا شَيْئًا ، فَأَجِبِ الْفَلَاحَ " . [2]

''اگر تم کسی بھی چیز (کے لیے دعوت) قبول کرو، تو (حَيَّ عَلَى) الفلاح (یعنی نماز) کی دعوت قبول کرو۔''

iii: نابینے شخص کو مسجد لانے کے لیے بیت المال سے غلام دینا:

امام ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

[1] مصنف عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب من سمع النداء، رقم الرواية ١٩٢١، ١/ ٤٩٩-٥٠٠؛ ومصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلوات، من قال: إذا سمع المنادي فليجب، ١/ ٣٤٤-٣٤٥: الفاظ حدیث ابن أبي شیبہ کے ہیں۔

[2] مصنف عبدالرزاق ١/ ٥٠٠.

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سعید بن یربوع کے گھر تشریف لائے اور ان کی بینائی ختم ہونے پر ان سے تعزیت کی۔ (علاوہ ازیں انہیں یہ بھی) فرمایا:

"لَا تَدَعِ الْجُمُعَةَ وَلَا الصَّلَاةَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ".

''رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ اور (باجماعت) نماز نہ چھوڑنا۔''

انہوں نے عرض کیا: "لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ".

''مجھے لانے والا کوئی نہیں۔''

انہوں نے فرمایا: "فَنَحْنُ نَبْعَثُ إِلَيْكَ بِقَائِدٍ".

''سو ہم آپ کو لانے والا شخص بھیج دیتے ہیں۔''

"فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِغُلَامٍ مِنَ السَّبْيِ". ❶

''تو انہوں نے قیدیوں میں سے ایک غلام ان کی طرف بھیج دیا۔''

iv: جماعت سے پیچھے رہنے والوں کو سزا دینے کا ارادہ:

امام عبدالرزاق نے ثابت بن حجاج کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''عمر بن خطاب نماز (پڑھانے) کے لیے تشریف لائے۔ لوگوں کی طرف رخ فرمایا اور مؤذن کو حکم دیا، تو وہ اٹھا۔ پھر فرمایا:

"وَاللّٰهِ! لَا نَنْتَظِرُ لِصَلَاتِنَا أَحَدًا".

''واللہ! ہم اپنی نماز کے لیے کسی کا بھی انتظار نہیں کرتے۔''

پھر ارشاد فرمایا:

"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَخَلَّفُوْنَ، يَتَخَلَّفُ بِتَخَلُّفِهِمْ آخَرُوْنَ.

❶ منقول از: كنز العمال، كتاب الصلاة من قسم الأفعال، الباب الخامس في الجماعة وفضلها وأحكامها، أعذار الجماعة، رقم الرواية ٢٣٠٥١، ٨/ ٣٠٧.

وَاللّٰهِ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ، فَيُجَأُ فِي أَعْنَاقِهِمْ. ثُمَّ يُقَالُ: "اِشْهَدُوْا الصَّلَاةَ". ❶

''لوگوں کو کیا ہے، کہ وہ (باجماعت نماز سے) پیچھے رہتے ہیں۔ ان کے پیچھے رہنے سے دیگر لوگ پیچھے رہتے ہیں۔ واللہ! یقیناً میں نے پختہ ارادہ کیا، کہ ان کی طرف (کوئی شخص) بھیجوں، کہ وہ ان کی گردنوں میں مارے، پھر (ان سے) کہا جائے: ''(باجماعت) نماز میں حاضر ہو جاؤ۔''

باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والوں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ کس قدر زیادہ اور ان کے متعلق ان کا پختہ عزم کیا تھا!

۷: شدید زخمی ہونے کے باوجود لوگوں کی جماعت کا اہتمام:

حافظ ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''جب سحری کی تاریکی میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے، تو وہ ان کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے مسجد میں موجود چند لوگوں کے ہمراہ انہیں اٹھا کر ان کے گھر میں داخل کیا۔

انہوں نے بیان کیا: " وَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ".

''انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔''

انہوں نے بیان کیا: " فَلَمَّا دَخَلَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ بَيْتَهُ، غُشِيَ عَلَيْهِ مِنَ النَّزْفِ. فَلَمْ يَزَلْ فِي غَشْيِهِ حَتّٰى أَسْفَرَ، ثُمَّ أَفَاقَ،

---

❶ منقول از: كنز العمال، الباب الخامس (في الجماعة وفضلها وأحكامها)، فصل في فضلها، رقم الرواية ٢٢٧٩٥، ٨/ ٢٥٢.

فَقَالَ: "هَلْ صَلَّى النَّاسُ؟"

''جب عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوئے، تو ان پر خون کے جاری رہنے کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی۔ دن روشن ہونے تک حالتِ غشی ہی میں رہے۔ پھر ہوش میں آئے، تو فرمایا:

''کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟''

انہوں نے بیان کیا: ''ہم نے عرض کیا: " نَعَم ".

''جی (ہاں)۔''

انہوں نے فرمایا: "لَا إِسْلَامَ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ".

''نماز چھوڑنے والے کا اسلام نہیں۔''

اللہ اکبر! لوگوں کی با جماعت نماز کے لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہتمام کس قدر شدید تھا! انتہائی شدید زخمی ہونا اور بہت زیادہ خون بہنا ان کے اس اہتمام میں کمی پیدا نہ کرسکا۔ زخموں کی شدت کی بنا پر امامت کروانے کی قدرت نہ رکھنے پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور غشی کے بعد ہوش میں آنے پر سب سے پہلا سوال بھی لوگوں کی نماز کے متعلق ہی کیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

اے اللہ کریم! ہم ناکاروں کو بھی اپنی اور اپنے ماتحت لوگوں کی جماعت کا اہتمام کرنے کی نعمت سے نواز دیجیے۔ إِنَّكَ قَرِيبٌ مُجِيبٌ. [1]

ج: امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا روزانہ نمازِ فجر کے لیے لوگوں کو جگانا:

امام ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے:

"فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْبَابِ نَادٰى: "أَيُّهَا النَّاسُ! اَلصَّلَاةَ اَلصَّلَاةَ".

''جب وہ (اپنی رہائش گاہ کے) دروازے سے نکلے، تو انہوں نے آواز

---

[1] مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه ص ٢١٧.

دی: ''اے لوگو! نماز نماز۔'' ❶

"كَذٰلِكَ كَانَ يَفْعَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ، يَخْرُجُ وَمَعَهُ دِرَّتُهُ، يُوْقِظُ النَّاسَ. فَاعْتَرَضَهُ الرَّجُلَان ...... ❷

''وہ ہر روز اسی طرح کرتے، (رہائش گاہ سے) نکلتے، تو ان کا دُرّہ ان کے پاس ہوتا، لوگوں کو نماز کے لیے بیدار کرتے۔ (اسی دوران) دو آدمی ان کے راستے میں آئے......

د: امیرِ مکہ کا جماعت سے پیچھے رہنے والے کی گردن اڑانے کا اعلان:

امام ابن قیم نے نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ امیرِ مکہ حضرت عتاب بن اُسید اموی رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا ہے، کہ انہوں نے اہلِ مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَهْلَ مَكَّةَ! وَاللّٰهِ! لَا يَبْلُغُنِيْ أَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ تَخَلَّفَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ الْجَمَاعَةِ إِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ". ❸

''اے اہلِ مکہ! واللہ! مجھے تم میں سے جس کسی کے بارے میں یہ خبر پہنچی، کہ وہ مسجد میں باجماعت نماز سے پیچھے رہا ہے، تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔''

مذکورہ بالا آٹھ واقعات کے حوالے سے بارہ باتیں:

ا: خلیفۂ وقت کا جنگ میں شریک مجاہدین کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دینا۔

۲: خلیفۂ وقت کا نمازِ فجر کے لیے لوگوں کو بیدار کرنے کی خاطر راستے میں

---

❶ الحمدللہ یہ صدائے مبارک [الصَّلَاةَ! الصَّلَاةَ!] [نماز! نماز!] آج بھی سعودی عرب کے بازاروں اور گلی کوچوں میں سنی جاتی ہے۔ اللہ کریم سعودی حکمرانوں کو جزائے خیر عطا فرمائیں، انہیں تا قیامت اس طریقۂ خیر پر کاربند رکھیں اور پورے عالم میں اسے عام فرمائیں۔ إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

❷ الطبقات الكبرىٰ ۳/ ۳۶۔ ۳۷. نیز ملاحظہ ہو: تاريخ الإسلام للذهبي (عهد الخلفاء الراشدين رضی اللہ عنہم) ص ۶۵۰۔

❸ كتاب الصلاة ص ۸۱. نیز ملاحظہ ہو: غاية المرام بأخبار سلطنة البلد الحرام لعز الدين الهاشمي القرشي ۱/ ۱۸۔۱۹۔

آوازیں دیتے جانا۔

۳: خلیفۂ وقت کا نمازِ فجر سے غیر حاضری کا خود نوٹس لینا۔

۴: نمازِ فجر کا باجماعت ادا کرنا ساری رات کے قیام سے اعلیٰ ہونا۔

۵: خلیفۂ وقت کا نمازِ فجر کی جماعت سے غیر حاضر شخص کو طلب کرنا۔

۶: بیمار شخص کے لیے گھر سے نکلنے کے لیے سب سے ضروری بات: [باجماعت نماز کے لیے نکلنا]۔

۷: خلیفۂ وقت کی نابینا شخص کو جمعہ اور جماعت سے پیچھے نہ رہنے کی تلقین۔

۸: خلیفۂ وقت کی جانب سے باجماعت نماز کے لیے اندھے شخص کو لانے کی غرض سے بیت المال سے غلام کی فراہمی۔

۹: باجماعت نماز سے لوگوں کے پیچھے رہنے پر خلیفۂ وقت کی خفگی۔

۱۰: خلیفۂ وقت کا باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والوں کی گردنوں پر مار کر نماز میں حاضری کا حکم دینے کے بارے میں پختہ ارادہ۔

۱۱: امیرِ مکہ کا باجماعت نماز سے پیچھے رہنے والوں کی گردنیں اڑانے کا اعلان۔

۱۲: خلیفۂ وقت کا انتہائی شدید زخمی ہونے کے باوجود لوگوں کی جماعت کا اہتمام کرنا۔

نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کے باجماعت نماز کی خاطر اہتمام کے مذکورہ بالا واقعات میں اہلِ دل کے لیے کافی وشافی نصیحت ہے۔

﴿ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴾ [1]

---

[1] سورۃ ق / الآیۃ ۳۷۔ [ترجمہ: یقیناً اس میں اس شخص کے لیے ضرور نصیحت ہے، جس کے لیے دل ہو یا وہ کان لگا کر حاضر (دل) سے سنے۔]

۱۸: کسی بھی مسلمان کے نماز سے پیچھے نہ رہنے کے متعلق دشمن کی گواہی:

جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے [بابل] کا محاصرہ کیا، تو مقوقس [1] نے دو قاصد ان کے پاس بھیجے۔ دونوں قاصد اسلامی لشکر کے ساتھ دو دن رہنے کے بعد مقوقس کے پاس پلٹے، تو انہوں نے مسلمانوں کے متعلق حسبِ ذیل رپورٹ پیش کی:

"رَأَيْنَا قَوْمًا اَلْمَوْتُ أَحَبُّ إِلٰى أَحَدِهِمْ مِنَ الْحَيَاةِ،
وَالتَّوَاضُعُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الرِّفْعَةِ،
لَيْسَ لِأَحَدِهِمْ فِي الدُّنْيَا رَغْبَةٌ وَلَا نَهْمَةٌ،
إِنَّمَا جُلُوْسُهُمْ عَلَى التُّرَابِ، وَأَكْلُهُمْ عَلٰى رُكَبِهِمْ،
وَأَمِيْرُهُمْ كَوَاحِدٍ مِنْهُمْ.
مَا يُعْرَفُ رَفِيْعُهُمْ مِنْ وَضِيْعِهِمْ، وَلَا السَّيِّدُ مِنَ الْعَبْدِ،
وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهَا مِنْهُمْ أَحَدٌ،
يَغْسِلُوْنَ أَطْرَافَهُمْ بِالْمَاءِ، وَيَتَخَشَّعُوْنَ فِيْ صَلَاتِهِمْ".

''ہم نے ایسی قوم دیکھی ہے، کہ ان میں سے (ہر) ایک شخص کو موت زندگی سے زیادہ عزیز ہے
اور تواضع اسے (اظہارِ) بلندی سے زیادہ پیاری ہے۔
ان میں سے کسی ایک کی (بھی) دنیا میں نہ رغبت ہے نہ چاہت،
ان کا بیٹھنا مٹی ہی پر ہے اور ان کا کھانا اپنے گھٹنوں پر ہی ہے،
ان کا امیر ان کے عام شخص کی مانند ہے،
ان کا بلند مرتبہ شخص ان کے ادنیٰ رتبے والے شخص سے ممیّز نہیں اور نہ ہی

---

[1] (مقوقس) اسلامی فتح کے وقت مصر کے رومی حاکم کی جانب سے اسکندریہ کے مقرر کردہ سربراہ کا لقب۔ (ملاحظہ ہو: المنجد في الأعلام ص ٦٨٠).

آ قا کی غلام سے شناخت کی جا سکتی ہے،
جب نماز کا وقت آ جائے ،تو ان میں سے کوئی بھی اس سے پیچھے نہیں رہتا،
وہ اپنے (اعضاء کے) کناروں کو پانی سے دھوتے ہیں اور نماز میں خوب
خشوع کرتے ہیں۔''

یہ سن کر مقوقس نے کہا:

" وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهِ لَوْ أَنَّ هٰؤُلَاءِ اِسْتَقْبَلُوْا الْجِبَالَ
لَأَزَالُوْهَا، وَمَا يَقْوٰى عَلٰى قِتَالِ هٰؤُلَاءِ أَحَدٌ". ❶

''جس ذات کی قسم کھائی جاتی ہے، انہی کی قسم! اگر یہ لوگ پہاڑوں کے
سامنے آ جائیں، تو انہیں (اپنی جگہ سے) ہٹا دیں گے۔ ان لوگوں سے
لڑنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔''

اس واقعہ کے حوالے سے دو باتیں:

۱: دشمن کے دو قاصدوں کے بیان کے مطابق اسلامی لشکر کی نمایاں خصلتوں میں سے ایک یہ تھی، کہ ان میں سے کوئی شخص باجماعت نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا۔

۲: مقوقس کے بیان کے مطابق باجماعت نماز میں شمولیّت کا شدید اہتمام ان عظیم الشان صفات میں سے ایک ہے، کہ جن ایسی صفات والوں کا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اے اللہ کریم! ہم مسلمانوں کو پھر سے ان صفات سے مالا مال فرما کر دنیا و آخرت میں عزت و سیادت نصیب فرما دیجیے۔ آمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ .



❶ فتوح مصر وأخباره ص ۵۳؛ نیز ملاحظہ ہو: کتاب المواعظ والاعتبار ۱/ ۲۹۰.

مبحثِ چہارم

نمازِ باجماعت کے بارے میں علمائے اُمت کا موقف

بعض لوگ [باجماعت نماز] کو سنّت سمجھتے ہیں، کہ اس میں شرکت پر ثواب اور اس سے پیچھے رہنے پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ لوگ اپنی رائے کی تائید میں کہتے ہیں، کہ جمہور علمائے امت: حنفی، مالکی اور شافعی حضرات کا یہی موقف ہے۔

قرآن وسنت کے ماننے کے لیے امت میں سے کسی کا بھی قول وعمل کسوٹی نہیں، بلکہ ہر کسی کی بات قرآن وسنّت کے ترازو میں تولی جائے گی۔ حافظ ابن کثیر نے کس قدر عمدہ بات فرمائی ہے!

"فَتُوزَنُ الْأَقْوَالُ وَالْأَعْمَالُ بِأَقْوَالِهِ وَأَعْمَالِهِ، فَمَا وَافَقَ ذٰلِكَ قُبِلَ، وَمَا خَالَفَهُ فَهُوَ مَرْدُودٌ عَلٰى قَائِلِهِ وَفَاعِلِهِ كَائِنًا مَنْ كَانَ". [1]

''آنحضرت ﷺ کے اقوال واعمال کے ساتھ (امت کے) اقوال واعمال تولے جائیں گے، جو ان کے موافق ہوا، اسے قبول کیا جائے گا اور جو ان کے مخالف ہوا، تو اسے اس کے کہنے اور کرنے والے کی طرف لوٹا دیا جائے گا، وہ (کہنے اور کرنے والا) کوئی بھی ہو۔''

علاوہ ازیں اکثریت کی تائید نادرست کو درست اور اکثریت کی مخالفت درست کو نادرست نہیں بنا سکتی۔ حق، حق ہے، اگرچہ اس کے ماننے والے تھوڑے ہوں اور وہ

[1] تفسیر ابن کثیر ۳/ ۲۲۸.

ہی واجب الاتباع ہے۔ نادرست، نادرست ہے، اگر چہ اس کے پیروکار اکثریت میں ہوں اور اس سے دست برداری ضروری ہے۔ علامہ نووی نے کتنی خوب صورت بات فرمائی ہے!

"إِذَا ثَبَتَتِ السُّنَّةُ لَا تُتْرَكُ لِتَرْكِ بَعْضِ النَّاسِ أَوْ أَكْثَرِهِمْ أَوْ كُلِّهِمْ لَهَا". [1]

''جب سنّت ثابت ہو جائے، تو کچھ لوگوں یا ان کی اکثریت یا ان سب کے اسے چھوڑنے کی وجہ سے، اسے ترک نہ کیا جائے گا۔''

بحمد اللہ تعالیٰ اس واضح اور حتمی اعتقاد کے باوجود، قرآن وسنّت کے دلائل کے ساتھ، باجماعت نماز کے متعلق علمائے امت رحمہم اللہ کے اقوال پیش کیے جارہے ہیں، شاید کہ ان علماء کی آراء سے آگاہی کے بعد باجماعت نماز کو ضروری نہ سمجھنے والے حضرات اپنے موقف پر نظرِ ثانی کے لیے آمادہ ہو جائیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ.

اس مقام پر حضراتِ علماء کے اقوال حسبِ ذیل ترتیب سے توفیقِ الٰہی سے پیش کیے جارہے ہیں:

ا: حنفی علماء کا موقف
ب: مالکی علماء کا موقف
ج: شافعی علماء کا موقف
د: حنبلی علماء کا موقف
ہ: اہل ظاہر کا موقف
و: بعض اکابر علمائے امت کا موقف
ز: بلادِ مقدسہ کے علماء کا موقف

---

[1] شرح النووي ۸/ ٥٦.

-ا-

حنفی علماء کا موقف

توفیقِ الٰہی سے اس مقام پر پہلے حنفی علمائے کرام کے اقوال، پھر ان سے معلوم ہونے والی باتیں بیان کی جائیں گی۔

-ا-

حنفی علمائے کرام کے اقوال

ا: علامہ علاء الدین سمرقندی ❶ کا قول:

"إِنَّ الْجَمَاعَةَ وَاجِبَةٌ، وَقَدْ سَمَّاهَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا سُنَّةً مُؤَكَّدَةً. وَكِلاهُمَا وَاحِدٌ. وَأَصْلُهُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عليه السلام أَنَّهُ وَاظَبَ عَلَيْهَا، وَكَذٰلِكَ الْأُمَّةُ مِنْ لَّدُنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عليه السلام إِلَى يَوْمِنَا هٰذَا مَعَ النَّكِيْرِ عَلٰى تَارِكِهَا، وَهٰذَا حَدُّ الْوَاجِبِ دُوْنَ السُّنَّةِ". ❷

"بلاشبہ (با) جماعت (نماز) واجب ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے اسے [سنت مؤکدہ] کہا ہے، (لیکن) دونوں ایک (ہی) ہیں۔ اس کی اساس نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ عمل ہے، کہ بے شک آنحضرت ﷺ

---

❶ علامہ علاء الدین سمرقندی: محمد بن احمد بن ابواحمد، علاء الدین سمرقندی، [تحفة الفقهاء] کے مؤلف، [بدائع الصنائع] کے مصنف علامہ کاسانی کے استاد، عظیم المرتبت عالم، ۵۳۹ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الفوائد البهية في تراجم الحنفية ص ۱۵۸؛ ومقدمة تحفة الفقهاء للدكتور محمد ذكي ص ۱۷)۔

❷ تحفة الفقهاء ۱/ ۳۵۸.

نے اس پر مواظبت فرمائی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک امت (بھی اس پر مداومت کر رہی ہے) اور اسے چھوڑنے والے پر اعتراض کرتی ہے اور یہی [سنّت] کی بجائے، [واجب] کا مفہوم ہے۔"

ب: علامہ ابوبکر کاسانی ❶ کا قول:

قَدْ قَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا إِنَّهَا وَاجِبَةٌ، وَذَكَرَ الْكَرْخِيُّ أَنَّهَا سُنَّةٌ. وَاحْتَجَّ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: " **صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الْفَرْدِ** ... الحديث. جَعَلَ الْجَمَاعَةَ لِإِحْرَازِ الْفَضِيلَةِ وَذَا آيَةُ السُّنَنِ.

وَجْهُ قَوْلِ الْعَامَّةِ الْكِتَابُ، وَالسُّنَّةُ، وَتَوَارُثُ الْأُمَّةِ:

أَمَّا الْكِتَابُ فَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وارکعوا مع الراکعین﴾ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى بِالرُّكُوعِ مَعَ الرَّاكِعِيْنَ، وَذٰلِكَ يَكُوْنُ فِي حَالِ الْمُشَارَكَةِ فِي الرُّكُوعِ، فَكَانَ أَمْرًا بِإِقَامَةِ الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ. وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لِوَجُوْبِ الْعَمَلِ.

وَأَمَّا السُّنَّةُ فَمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: " **لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا** ..... الحديث. وَمِثْلُ هٰذَا الْوَعِيْدِ لَا يَلْحَقُ إِلَّا بِتَرْكِ الْوَاجِبِ.

---

❶ علامہ ابوبکر کاسانی: ابوبکر بن مسعود بن احمد، علاء الدین، کاسانی، لقب [ملك العلماء]، [تحفة الفقهاء] کی شرح [بدائع الصنائع] کے مؤلف، ۵۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الجواهر المضيئة للقرشي ٤/ ٢٥-٢٨؛ وتاج التراجم لابن قطلوبغا ص ٨٤-٨٥؛ والفوائد البهية ص ٥٣).

وَأَمَّا تَوَارُثُ الْأُمَّةِ فَلِأَنَّ الْأُمَّةَ مِنْ لَدُنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا وَاظَبَتْ عَلَيْهَا، وَعَلَى النَّكِيْرِ عَلٰى تَارِكِهَا، وَالْمُوَاظَبَةُ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ دَلِيْلُ الْوُجُوْبِ. ❶

ہمارے عام مشائخ نے اسے [واجب] کہا ہے اور کرخی نے ذکر کیا ہے، کہ یہ [سنّت] ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ سے مروی حدیث:

''باجماعت نماز منفرد شخص کی نماز سے افضل ...... الحدیث

میں جماعت کو فضیلت پانے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور یہی کسی کام کے سنّت ہونے کی علامت ہے۔

عام (مشائخ) کا استدلال کتاب وسنّت اور امت کے مسلسل عمل سے ہے:

قرآنِ کریم (کے دلائل میں) سے:

ارشادِ تعالیٰ: [ترجمہ: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو]

میں اللہ تعالیٰ نے رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کا حکم دیا ہے۔ اس حکم کی تعمیل رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے سے ہوتی ہے۔ (علاوہ ازیں) (کسی کام کے متعلق) مطلق حکم ❷ اس کام کے لازمی طور پر کرنے کی خاطر ہوتا ہے۔

سنّت (کے دلائل میں) سے:

نبی کریم ﷺ سے مروی حدیث: ''یقیناً میں نے ایک شخص کو حکم دینے کا مصمّم ارادہ کیا...... الحدیث ❸

اس قسم کی (شدید) وعید واجب کام کے ترک پر ہی دی جاتی ہے۔

---

❶ ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع ۱/ ۱۵۵. ❷ یعنی قرائن سے خالی۔

❸ اس حدیث کے بارے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۴۲ ـ ۱۵۱ میں ملاحظہ فرمائیے۔

امت کے مسلسل عمل کے حوالے سے بات یہ ہے، کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر ہمارے اس دن تک امت اس عمل پر مواظبت کررہی ہے اور اس کے چھوڑنے والے پر نکتہ چینی کرتی ہے۔ امت کی اس طرح مداومت اس کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔

اس کے بعد علامہ کاسانی احناف کے عام مشائخ اور علامہ کرخی کے باہمی اختلاف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَلَيْسَ هٰذَا اِخْتِلَافًا فِيْ الْحَقِيْقَةِ، بَلْ مِنْ حَيْثُ الْعِبَارَةِ، لِأَنَّ السُّنَّةَ الْمُؤَكَّدَةَ وَالْوَاجِبَ سَوَاءٌ خُصُوْصًا مَا كَانَ مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ. أَلَا تَرٰى أَنَّ الْكَرْخِيَّ سَمَّاهَا سُنَّةً، ثُمَّ فَسَّرَهَا بِالْوَاجِبِ. فَقَالَ: "اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ لَا يُرَخَّصُ لِأَحَدٍ التَّأَخُّرُ عَنْهَا إِلَّا لِعُذْرٍ". وَهُوَ تَفْسِيْرُ الْوَاجِبِ عِنْدَ الْعَامَّةِ". [1]

"حقیقت میں یہ اختلاف نہیں۔ یہ تو لفظی نزاع ہے، کیوں کہ [سنّت مؤکّدہ] اور [واجب] ایک جیسے ہوتے ہیں، خصوصاً جو (اعمال) اسلامی شعائر میں سے ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں، کہ کرخی نے اسے [سنّت] کا نام دیا، پھر اس کی تفسیر [واجب] کے ساتھ کی ہے۔ انہوں نے کہا: "جماعت [سنّت] ہے۔ بلا عذر کسی کو اس سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔" عام (علماء) کے نزدیک یہی [واجب] کی تفسیر ہے۔"

ج: علامہ برہان الدین مرغینانی [2] کا قول:

"اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لقوله عليه السلام: "اَلْجَمَاعَةُ مِنْ

---

[1] بدائع الصنائع ۱/ ۱۵۵.

[2] علامہ برہان الدین مرغینانی: علی بن ابی بکر عبدالجلیل، فرغانی، مرغینانی، کتاب [ہدایہ] کے مؤلف، امام، فقیہ، محدث، مفسر، علوم وفنون کے جامع اور ماہر، زاہد، ادیب، شاعر، اختلافی مسائل میں کمال مہارت رکھنے والے، ۵۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الفوائد البهية ص ۱۴۱؛ وتاج التراجم ص ۴۲).

سُنَنِ الْهُدٰى لَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ . "❶ ، ❷

''جماعت سنت مؤکدہ ہے۔آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی کی بنا پر:

[جماعت ہدایت کی سنتوں میں سے ہے،اس سے منافق ہی پیچھے رہتا ہے۔]

د: علامہ ابوالفضل عبداللہ موصلی ❸ کا قول:

اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ . وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "لَقَدْ هَمَمْتُ . . . الحديث .

وَهٰذَا أَمَارَةُ التَّأْكِيْدِ ، وَقَدْ وَاظَبَ عَلَيْهَا ﷺ فَلَا يَسَعُ تَرْكُهَا إِلَّا لِعُذْرٍ ، وَلَوْ تَرَكَهَا أَهْلُ مِصْرٍ يُؤْمَرُوْنَ ، فَإِنْ قَبِلُوْا وَإِلَّا يُقَاتَلُوْنَ عَلَيْهَا لِأَنَّهَا مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ . ❹

جماعت [سنّت مؤکّدہ] ہے۔آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: یقیناً میں نے مصمّم ارادہ کیا......الحدیث.

یہ (اس کے متعلّق) تاکید کی علامت ہے۔آنحضرت ﷺ نے اس پر مداومت فرمائی۔اسے بلاعذر چھوڑنے کی گنجائش نہیں۔(کسی) شہر والوں کے اسے چھوڑنے پر انہیں اسے قائم کرنے کا حکم دیا جائے گا۔اگر وہ مان گئے (تو بہتر)، وگرنہ اس کی خاطر ان سے جنگ کی جائے گی، کیوں کہ وہ اسلامی شعائر سے ہے۔

---

❶ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: ''میں نے اس [حدیث] کو مرفوع نہیں دیکھا۔امام مسلم کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت میں ہے: ''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کی سنتیں سکھلائیں اور ہدایت کی سنتوں میں سے اذان دی جانے والی مسجد میں نماز ہے۔'' الدراية في منتخب تخريج أحاديث الهداية ١/ ١٢٤). ❷ الهدايه ١/ ١٢٤.

❸ علامہ ابوالفضل عبداللہ موصلی: عبداللہ بن محمود بن مودود، ابوالفضل، مجدالدین، موصلی، فروع واصول میں اپنے زمانے میں یکتائے روزگار، ان کی تالیفات میں سے [المختار] اور اس کی شرح [الاختيار]، ٦٨٣ھ میں فوت ہوئے۔(ملاحظہ ہو: الفوائد البهية ص ١٠٦).

❹ كتاب الاختيار لتعليل المختار ١/ ٧٣-٧٤ باختصار.

ہ: علامہ ابومحمد منجی ❶ کی رائے:

علامہ رحمہ اللہ کی رائے ان کی کتاب میں تحریر کردہ حسبِ ذیل عنوان سے معلوم ہوتی ہے:

[بَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ]

[باجماعت نماز کے سنّت مؤکّدہ ہونے کے متعلق باب]

پھر انہوں نے اس باب میں پہلے اس کے [سنّت] ہونے کے متعلق ایک حدیث اور پھر اس کے [سنّت مؤکّدہ] ہونے کے بارے میں دوسری حدیث ذکر کی ہے۔ ❷

و: علامہ ابوالبرکات نسفی ❸ کا قول:

"اَلْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ". ❹

''جماعت سنّت مؤکّدہ ہے۔''

ز: علامہ فخر الدین زیلعی ❺ کا قول:

علامہ زیلعی مذکورہ بالا علامہ نسفی کے قول کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

❶ علامہ ابومحمد منجی: جمال الدین، ابومحمد، علی بن ابی یحییٰ زکریا بن مسعود، انصاری، خزرجی، منجی، فقہ حنفی سے آگاہی اور فتویٰ میں بلند مقام پر فائز، عربی کے بڑے عالم، ٦٨٦ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: ان کی کتاب کا مقدمہ تحقیق ص ٥٣۔٥٤).

❷ ملاحظہ ہو: اللباب في الجمع بين السنة والكتاب ١/ ٢٧٧.

❸ علامہ ابوالبرکات نسفی: عبداللہ بن احمد بن محمود، ابوالبرکات، حافظ الدین، نسفی، اپنے زمانے میں بے مثل، فقہ اور اصول فقہ میں سرِ فہرست، حدیث اور اس کے معانی کے ماہر، متعدد کتابوں کے مصنف، ٧٠١ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الفوائد البهية ص ١٠١۔١٠٢).

❹ كنز الدقائق (المطبوع مع تبيين الحقائق) ١/ ١٣٢.

❺ علامہ فخر الدین زیلعی: عثمان بن علی بن محجن، ابومحمد، فخر الدین، زیلعی، نحو اور فرائض میں مہارت کے لیے مشہور، [کنز الدقائق] کی شرح [تبیین الحقائق] کے مؤلف، ٧٤٣ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الفوائد البهية ص ١١٥).

أَيْ قَوِيَّةٌ تُشْبِهُ الْوَاجِبَ فِي الْقُوَّةِ حَتّٰى اسْتُدِلَّ بِمُلَازَمَتِهَا عَلٰى وُجُوْدِ الْإِيْمَانِ. وَقَالَ كَثِيْرٌ مِنَ الْمَشَايِخِ: "إِنَّهَا فَرِيضَةٌ." ثُمَّ مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: "إِنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ"، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: "إِنَّهَا فَرْضُ عَيْنٍ." ❶

''یعنی (اس کا حکم) زوردار ہے۔ قوت میں واجب کے مشابہ ہے، یہاں تک کہ اس کی پابندی کو ایمان کے موجود ہونے کی دلیل سمجھا جاتا ہے۔

بہت سے مشائخ نے کہا ہے: ''بلاشبہ وہ فرض ہے۔''

پھر ان میں سے بعض نے کہا: ''یقیناً وہ [فرضِ کفایہ] ہے اور ان میں سے بعض نے کہا: ''بے شک وہ [فرضِ عین] ہے۔''

ح: علامہ عینی ❷ کے نقل کردہ حنفی علماء کے اقوال:

علامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِي شَرْحِ الْهِدَايَةِ: "عَامَّةُ مَشَايِخِنَا أَنَّهَا وَاجِبَةٌ، وَقَدْ سَمَّاهَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا سُنَّةً مُؤَكَّدَةً".

وَفِي الْمُفِيْدِ: "اَلْجَمَاعَةُ وَاجِبَةٌ، وَتَسْمِيَتُهَا سُنَّةً لِوُجُوْبِهَا بِالسُّنَّةِ".

وَعَنْ شَرَفِ الْأَئِمَّةِ وَغَيْرِهِ: "تَرْكُهَا بِغَيْرِ عُذْرٍ يُوْجِبُ التَّعْزِيْرَ، وَيَأْثَمُ الْجِيْرَانُ بِالسُّكُوْتِ عَنْ تَارِكِهَا".

وَعَنْ بَعْضِهِمْ: "لَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُ".

---

❶ تبيين الحقائق ١/ ١٣٢-١٣٣ باختصار.

❷ علامہ عینی: محمود بن احمد، بدر الدین، عینی، ان کی تالیفات میں سے شرح صحيح البخاري، شرح معاني الآثار، شرح الهداية، شرح الكنز، شرح المجمع اور شرح درر البحار وغیرہ ہیں، ۸۵۵ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الفوائد البهية ١٠٧-١٠٨).

وَفِي الْقِنْيَةِ: "يَشْتَغِلُ بِتِكْرَارِ الْفِقْهِ لَيْلًا وَنَهَارًا، وَلَا يَحْضُرُ الْجَمَاعَةَ، لَا يُعْذَرُ وَلَا تُقْبَل شَهَادَتُهُ".

وَفِيْ شَرْحِ خَوَاهر زاده: "هِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ غَايَةَ التَّأْكِيدِ". ❶

شرح ہدایہ میں ہے: ''بلاشبہ وہ ہمارے عام مشائخ کے نزدیک [واجب] ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے اسے [سنّت مؤکّدہ] کا نام دیا ہے۔''

کتاب [المفید] میں ہے: ''جماعت [واجب] ہے۔ اس کے [وجوب] کے سنّت سے ثبوت کی وجہ سے اسے [سنّت] کا نام دیا گیا ہے۔''

شرف الائمہ وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے: ''اسے بلا عذر ترک کرنا موجبِ تعزیر ہے۔ اسے چھوڑنے والے پر سکوت اختیار کرنے سے پڑوسی گناہ گار ہوتے ہیں۔''

ان (یعنی ہمارے علماء) میں سے بعض سے نقل کیا گیا ہے:

''جماعت چھوڑنے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔''

کتاب [القنیہ] میں ہے:

''فقہی مسائل کے تکرار میں شب و روز مشغولیت کی بنا پر جماعت سے غیر حاضری والے کا عذر مانا جائے گا، نہ اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔''

شرح خواہر زادہ میں ہے:

''وہ شدید تاکید والی [سنّت مؤکّدہ] ہے۔''

ط: علامہ زین الدین ابن نُجَیم حنفی ❷ کا قول:

---

❶ ملاحظہ ہو: عمدة القاري ٥/ ١٦١-١٦٢.

❷ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی: زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد، ابن نجیم کی کنیت سے مشہور، امام، عالم، باعمل اور مؤلف، اپنے زمانے میں بے مثل، ۹۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الطبقات السنية ٣/ ٢٧٥).

علامہ رحمہ اللہ کنز الدقائق کی عبارت: [جماعت سنّت مؤکّدہ] کی شرح میں رقم طراز ہیں:

"أَيْ قَوِيَّةٌ تُشْبِهُ الْوَاجِبَ فِي الْقُوَّةِ. وَالرَّاجِحُ عِنْدَ أَهْلِ الْمَذْهَبِ الْوُجُوْبُ. وَنَقَلَهُ فِي الْبَدَائِعِ عَنْ عَامَّةِ مَشَايِخِنَا. وَذَكَرَ هُوَ وَغَيْرُهُ أَنَّ الْقَائِلَ مِنْهُمْ: "إِنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ" لَيْسَ مُخَالِفًا فِي الْحَقِيْقَةِ، بَلْ فِي الْعِبَارَةِ، لِأَنَّ السُّنَّةَ الْمُؤَكَّدَةَ وَالْوَاجِبَ سَوَاءٌ خُصُوْصًا مَا كَانَ مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ. وَدَلِيْلُهُ مِنَ السُّنَّةِ الْمُوَاظَبَةُ مِنْ غَيْرِ تَرْكٍ، مَعَ النَّكِيْرِ عَلَى تَارِكِهَا بِغَيْرِ عُذْرٍ فِي أَحَادِيْثَ كَثِيْرَةٍ.

وَفِي الْمُجْتَبٰى: "وَالظَّاهِرُ أَنَّهُمْ أَرَادُوْا بِالتَّأْكِيْدِ الْوُجُوْبَ لِاسْتِدْلَالِهِمْ بِالْأَخْبَارِ الْوَارِدَةِ بِالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ بِتَرْكِ الْجَمَاعَةِ".

وَصَرَّحَ فِي الْمُحِيْطِ بِأَنَّهُ لَا يُرَخَّصُ لِأَحَدٍ فِي تَرْكِهَا بِغَيْرِ عُذْرٍ حَتّٰى لَوْ تَرَكَهَا أَهْلُ مِصْرٍ يُؤْمَرُوْنَ بِهَا، فَإِنِ ائْتَمَرُوْا، وَإِلَّا يَحِلُّ مُقَاتَلَتُهُمْ."

وَفِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا: "فَإِنَّهُ يَجِبُ التَّعْزِيْرُ عَلَى تَارِكِهَا بِغَيْرِ عُذْرٍ، وَيَأْثَمُ الْجِيْرَانُ بِالسُّكُوْتِ".

وَفِيْهَا: "لَوِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ لِدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ فَهُوَ مُسِيْءٌ". [1]

"یعنی قوی ہے اور قوت میں [واجب] کے مشابہ ہے۔ اہل مذہب کے نزدیک راجح (اس کا) [واجب] ہوتا ہے۔ انہوں (یعنی علامہ کاسانی) نے (یہ بات) ہمارے عام مشائخ سے نقل کی ہے۔

---

[1] البحر الرائق شرح كنز الدقائق ١/ ٣٦٥.

انہوں (علامہ کاسانی) نے اور دیگر (فقہاء) نے ذکر کیا ہے، کہ ان میں سے اسے [سنّت مؤکّدہ] کہنے والے نے حقیقت میں اختلاف نہیں کیا، بلکہ اس کا اختلاف (محض) لفظی ہے، کیونکہ [سنّت مؤکّدہ] اور [واجب] ایک جیسے ہے، خصوصاً جب کہ زیرِ بحث عمل اسلامی شعائر میں سے ہو۔ اس (یعنی جماعت کے واجب ہونے) کی سنّت سے دلیل آنحضرت ﷺ کا اس پر بلا انقطاع ہمیشگی کرنا اور احادیث کی ایک بڑی تعداد میں اسے بلاعذر چھوڑنے پر تنقید کا وارد ہونا ہے۔

کتاب [المجتبیٰ] میں ہے: ''ظاہر یہ (ہوتا) ہے، کہ ان کے اسے [سنّت مؤکّدہ] قرار دینے سے مراد (اس کا) [واجب] ہونا ہے، کیوں کہ انہوں نے باجماعت نماز کے ترک پر شدید وعید والی احادیث سے استدلال کیا ہے۔''

انہوں نے کتاب [المحیط] میں تصریح کی ہے، کہ کسی کو بھی بلا عذر اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، یہاں تک کہ اگر کسی شہر والوں نے اسے چھوڑا، تو انہیں اس (کے قائم کرنے) کا حکم دیا جائے گا۔ اگر مان گئے (تو بہتر)، وگرنہ ان سے جنگ کرنا روا ہو جائے گا۔

کتاب [القنیة] وغیرہ میں ہے: ''بلاشبہ (اسلامی حکومت پر) واجب ہے، کہ اسے بلاعذر چھوڑنے والے کو تعزیری سزا دے اور اس (کے چھوڑنے پر) چپ رہنے والا پڑوسی گناہ گار ہے۔''

اور اسی [یعنی کتاب القنیة] میں ہے: ''مسجد میں جانے کے لیے اقامت کا انتظار کرنے والا بُرا ہے۔''

ي: علامہ محمد انور کشمیری ❶ کا قول:

"وَلَنَا فِيهَا قَوْلَان: اَلْأَوَّلُ: "إِنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ".

وَالثَّانِيْ: "إِنَّهَا وَاجِبَةٌ".

وَقَالَ صَاحِبُ الْبَحْرِ: "إِنَّ أَدْنَى الْوُجُوْبِ وَأَعْلَى السُّنَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ وَاحِدٌ، فَلَمْ يَبْقَ خِلَافٌ". ❷

"ہمارے اس بارے میں دو اقوال ہیں:

پہلا: بلاشبہ وہ [سنّت مؤکّدہ] ہے۔

دوسرا: یقیناً وہ [واجب] ہے۔

البحر (الرائق) کے مؤلف لکھتے ہیں:

[واجب] کا ادنیٰ مرتبہ اور [سنّت مؤکّدہ] کا اعلیٰ رتبہ (دونوں) ایک ہیں، اس طرح (دونوں اقوال میں حقیقی) اختلاف باقی نہیں رہتا۔"

-۲-

حنفی علماء کے اقوال سے معلوم ہونے والی تیرہ باتیں

ا: حضراتِ احناف کے عام مشائخ کے نزدیک باجماعت نماز [واجب] ہے۔

ب: ان مشائخ کرام نے کتاب وسنّت، آنحضرت ﷺ کے اس پر بلا انقطاع مداومت کرنے اور امت کے عملی تواتر سے استدلال کیا ہے۔

ج: بعض علمائے احناف نے اسے [سنّت مؤکّدہ] کہا ہے، لیکن ان کا اسے [واجب] قرار دینے والوں سے حقیقی اختلاف نہیں، بلکہ محض لفظی نزاع ہے، کیونکہ

❶ علامہ محمد انور کشمیری: اپنے وقت کے بہت بڑے حنفی عالم، ۱۲۹۲ھ کو کشمیر میں پیدا اور ۱۳۵۲ھ کو دیوبند میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: مقدمة فيض الباري للشيخ البنوري ص ۱۸-۱۹).

❷ فيض الباري شرح صحيح البخاري ۲ / ۱۸۹.

انہوں نے [سنّت] کی وہی تفسیر کی ہے، جو [واجب] کی ہے۔

د: بعض حنفی علماء نے اسے [سنّت] کہا ہے، لیکن ان کا اس سے مقصود یہ نہیں، کہ اسے چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ ان کی مراد یہ ہے، کہ اس کا [وجوب] سنّت سے ثابت ہوتا ہے۔

ہ: باجماعت نماز اسلامی شعائر میں سے ہے۔

و: کسی مرد کو اسے بلا عذر ترک کرنے کی اجازت نہیں۔

ز: اسے بلا عذر چھوڑنا موجب تعزیر ہے۔

ح: اسلامی حکومت پر واجب ہے، کہ اسے بلا عذر چھوڑنے والوں کو تعزیری سزا دے۔

ط: اس کا تارک اسلامی عدالت میں گواہی دینے کے اعزاز سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے شہادت دینے پر اسے مسترد کر دیا جائے گا۔

ی: طلبِ علم میں مشغولیت کی وجہ سے اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں، اگرچہ وہ علمِ فقہ ہی کیوں نہ ہو۔

ک: اس کے چھوڑنے پر چپ رہنے والا پڑوسی گناہ گار ہوتا ہے۔

ل: کسی شہر والوں کے اسے چھوڑنے پر انہیں اس کے قائم کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ ان کے نہ ماننے کی صورت میں ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔

م: مسجد جانے کے لیے اقامت کے انتظار میں بیٹھا رہنے والا شخص [برا انسان] ہے۔

کیا اس کے بعد [باجماعت نماز] ترک کرنے کے لیے یہ کہنے کی گنجائش ہے:

''میں حنفی ہوں اور ہمارے نزدیک جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا [سنّت] ہے؟''

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ [1]

---

[1] ترجمہ: اے آنکھوں والو! پس تم عبرت حاصل کرو۔

ـ ب ـ
مالکی علماء کا موقف

توفیقِ الٰہی سے اس مقام پر پہلے مالکی علمائے کرام کے اقوال، پھر ان سے حاصل شدہ نتائج درج کیے جائیں گے۔

ـ ا ـ
مالکی علمائے کرام کے اقوال

ا: حافظ ابن جزی غرناطی ❶ کا قول:

"وَهِيَ فِي الْفَرَائِضِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَأَوْجَبَهَا الظَّاهِرِيَّةُ". ❷

''وہ (یعنی جماعت) فرض نمازوں کے لیے [سنّت مؤکّدہ] ہے۔ اہلِ ظاہر نے اسے [واجب] قرار دیا ہے۔''

ب: علامہ خلیل بن اسحاق ❸ کا قول:

"اَلْجَمَاعَةُ بِفَرْضٍ غَيْرِ جُمْعَةٍ سُنَّةٌ". ❹

''جمعہ کے علاوہ دیگر فرضی نمازوں کا باجماعت ادا کرنا [سنّت] ہے۔''

---

❶ حافظ ابن جزی غرناطی: محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ ابن جُزی، کلبی، ابوالقاسم، غرناطہ کے اصولِ فقہ اور لغت کے علماء میں سے، [كتاب التسهيل لعلوم القرآن] اور متعدد دیگر کتابوں کے مؤلف، ۷٤۱ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الدرر الكامنة ٣/ ٤٤٦؛ والأعلام ٦/ ٢٢١).

❷ قوانين الأحكام الشرعية ومسائل الفروع الفقهية ص ٨٣.

❸ علامہ خلیل بن اسحاق: خلیل بن اسحاق بن موسیٰ، ضیاء الدین، جندی، مصر کے مالکی فقیہ، قاہرہ میں تعلیم کے بعد وہیں مالکی مذہب کے مفتی، فقہ میں علامہ الحاوی کی طرز پر ایک مفید مختصر کتاب کے مؤلف، ۷٦۷ھ اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۷۷٦ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الدرر الكامنة ٢/ ١٧٥؛ والأعلام للزركلي ١/ ٣٦٤).

❹ مختصر خليل (مطبوع مع مواهب الجليل من أدلة الخليل) ١/ ٢٥٥.

ج: علامہ احمد بن محمد دردیر [1] کا قول:

" (اَلْجَمَاعَةُ): أَيْ فِعْلُ الصَّلَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ بِإِمَامٍ (بِفَرْضٍ) وَلَوْ فَائِتًا أَوْ كَفَائِيًا كَالْجَنَازَةِ (غَيْرِ الْجُمْعَةِ) سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ". [2]

''(جماعة) یعنی فرض نماز کا امام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا، وہ فوت شدہ ہو یا فرض کفایہ، جیسے نمازِ جنازہ ہے، ماسوائے نمازِ جمعہ کے [سنّت مؤکّدہ] ہے۔''

د: شیخ صالح الآبی ازہری کا قول:

" اَلْجَمَاعَةُ بِفَرْضٍ غَيْرِ جُمْعَةٍ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ". [3]

''نماز جمعہ کے علاوہ (دیگر) فرض نمازوں کا باجماعت ادا کرنا [سنّت مؤکّدہ] ہے۔''

-۲-

مالکی علماء کے اقوال سے معلوم ہونے والی دو باتیں

ا: بعض مالکی علماء نے باجماعت نماز کو [سنّت] قرار دیا ہے۔

ب: بعض نے اسے [سنّت مؤکدہ] کہا ہے، جیسے کہ ابن جزی، دردیر اور آبی کے مذکورہ بالا اقوال سے واضح ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اس بات کا ذکر کیا

---

[1] علامہ احمد بن محمد دردیر: احمد بن محمد بن احمد، عدوی، ابوالبرکات، الدردیر کے لقب سے مشہور، فقہائے مالکیہ میں فاضل شخصیت، اپنے زمانے میں یکتائے روزگار، متعدد کتابوں کے مؤلف، ۱۲۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: شجرة النور الزكية ص ٣٥٩؛ والأعلام ١ / ٢٤٤).

[2] الشرح الصغير على أقرب المسالك إلى مذهب الإمام مالك ١ / ٥٧٨.

[3] جواهر الإكليل شرح مختصر خليل ١ / ٧٦.

ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فَقِيْلَ هِيَ "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ" سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَقَطْ، وَهٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ عَنْ أَصْحَابِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ، وَأَكْثَرِ أَصْحَابِ مَالِكٍ، وَكَثِيْرٍ مِنْ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ، وَيُذْكَرُ رِوَايَةً عَنْ أَحْمَدَ". [1]

''کہا گیا ہے: ''وہ [یعنی باجماعت نماز] صرف [سنّت مؤکّدہ] ہے۔ (امام) ابوحنیفہ کے (سب) اصحاب، امام مالک کے اکثر اصحاب اور (امام) شافعی کے اصحاب کی ایک بڑی تعداد کے (موقف کے) متعلق یہی بات مشہور ہے۔ (امام) احمد سے (بھی) ایک روایت اسی طرح ذکر کی گئی ہے۔''

تنبیہ:

[سنّت مؤکّدہ] کے متعلق یہ سمجھنا، کہ [اس کے ترک میں کچھ گناہ نہیں] نادرست ہے، کیونکہ اس طرح اس میں اور [سنّت] میں کچھ فرق نہ رہے گا۔

اس بارے میں صحیح بات یہ ہے، کہ اس سے مراد یہ ہے، کہ [اسے کرنے سے ثواب اور چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔]

امام ابن قیم رقم طراز ہیں:

"وَقَالَتِ الْحَنَفِيَّةُ وَالْمَالِكِيَّةُ: "هِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ"، وَلٰكِنَّهُمْ يُؤَثِّمُوْنَ تَارِكَ السُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ، وَيُصَحِّحُوْنَ الصَّلَاةَ بِدُوْنِهَا.

وَالْخَلَافُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَنْ قَالَ: "إِنَّهَا وَاجِبَةٌ"، لَفْظِيٌّ،

---

[1] الفتاوی الکبری ۳/ ۲۶۹.

وَكَذٰلِكَ صَرَّحَ بَعْضُهُمْ بِالْوُجُوْبِ". ❶

''احناف اور مالکیوں نے کہا ہے: ''وہ (یعنی باجماعت نماز) [سنّت مؤکّدہ] ہے''، لیکن ان کے نزدیک [مؤکّدہ سنتوں] کا تارک گناہ گار ہوتا ہے۔ (البتہ ان کے نزدیک) نماز اس (یعنی جماعت) کے بغیر (بھی) ہوجاتی ہے۔

(اس طرح) ان کے اور اسے [واجب] قرار دینے والے کے درمیان نزاع (صرف) لفظی ہے۔ ❷ (مزید برآں) ان (یعنی حنفی اور مالکی علماء) میں سے بعض نے اسے [واجب] قرار دیا ہے۔''

ـ ج ـ

شافعی علماء کا موقف

توفیقِ الٰہی سے پہلے شافعی علمائے کرام کے اقوال، پھر ان سے اخذ کردہ نتائج تحریر کیے جائیں گے:

ـ ا ـ

شافعی علمائے کرام کے اقوال

ا: امام شافعی کے اقوال:

I: " فَلَا أُرَخِّصُ لِمَنْ قَدَرَ عَلَى صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ فِيْ تَرْكِ إِتْيَانِهَا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ". ❸

''میں صاحبِ استطاعت کو بلاعذر باجماعت نماز کے لیے آنے کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔''

---

❶ كتاب الصلاة ص ٦٤.

❷ کیونکہ دونوں آراء کا نتیجہ یہ ہے، کہ باجماعت نماز کا تارک گناہ گار ہے۔

❸ كتاب الأم ١/ ١٥٤.

II: يُؤْمَرُ الصَّبِيُّ بِحَضُوْرِ الْمَسْجِدِ، وَجَمَاعَاتِ الصَّلَاةِ لِيَعْتَادَهَا. ❶

II: بچے کو مسجد اور باجماعت نماز میں شامل ہونے کا حکم دیا جائے گا، تاکہ وہ ان کا عادی ہو جائے۔

ب: بعض شافعی محدّثین کی رائے:

حضراتِ شافعیہ میں سے بعض محدّثین کرام کی رائے میں باجماعت نماز [فرضِ عین] ہے۔ امام نووی باجماعت نماز کے متعلق علمائے شافعیہ کے اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَالثَّالِثُ: فَرْضُ عَيْنٍ، لٰكِنْ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ لِصِحَّةِ الصَّلَاةِ. وَهٰذَا الثَّالِثُ قَوْلُ اثْنَيْنِ مِنْ كِبَارِ أَصْحَابِنَا الْمُتَمَكِّنِيْنَ فِي الْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ: وَهُمَا أَبُوْبِكْرِ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ". ❷

''اور تیسرا (قول): (باجماعت نماز) فرضِ عین ہے، لیکن (جماعت) نماز کی صحت کے لیے شرط نہیں۔ یہ تیسرا قول فقہ وحدیث میں رسوخ رکھنے والے ہمارے سربرآوردہ علماء میں سے دو: ابوبکر ابن خزیمہ اور ابن منذر کا ہے۔''

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

"وَإِلَى الْقَوْلِ بِأَنَّهَا فَرْضُ عَيْنٍ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْ مُحَدِّثِي الشَّافِعِيَّةِ كَأَبِي ثَوْرٍ، وَابْنِ خُزَيْمَةَ، وَابْنِ الْمُنْذِرِ، وَابْنِ

❶ ملاحظہ ہو: الإقناع في حلّ ألفاظ أبي الشجاع ١/ ١٥١.

❷ كتاب المجموع ٤/ ٧٥.

حِبَّانَ". ❶

''محدثین کی ایک جماعت جیسے ابوثور، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن حبان نے باجماعت نماز کے [فرضِ عین] ہونے کے قول کو اختیار کیا ہے۔''

انہی شافعی محدثین کی رائے اچھی طرح سمجھنے کے لیے درجِ ذیل تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

I: امام ابوثور ❷ کا قول:

وہ فرمایا کرتے تھے:

" اَلصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ وَاجِبَةٌ. لَا يَسَعُ أَحَدٌ تَرْكَهَا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ، تَعَذَّرَ بِهِ". ❸

''نماز کا باجماعت ادا کرنا (واجب) ہے۔ کسی کے لیے بھی ماسوائے اس کے عذر کے، اسے چھوڑنے کی گنجائش نہیں۔''

II: امام ابن خزیمہ ❹ کی رائے:

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۱۲٦. نیز ملاحظہ ہو: المجموع ٤/ ۷۷؛ وكفاية الأخيار في حلّ غاية الاختصار ۱/ ۲۵۵.

❷ امام ابوثور: ابراہیم بن خالد، بغدادی، اہل بغداد کے فقیہ، مفتی اور کبار محدثین اور دین کے نامور ائمہ میں سے ایک، مسائل شرعیہ کے متعلق متعدد کتابوں کے مصنف، ۲٤۰ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: كتاب طبقات الفقهاء الشافعية للعبادي ص ۲۲؛ وتاريخ بغداد ٦/ ٦٥).

❸ منقول از: الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ۱۳۸؛ نیز ملاحظہ ہو: المغني ۳/ ۵؛ وتفسير القرطبي ۱/ ۳۹٤؛ وفقه الإمام أبي ثور ص ۲۲۱.

❹ امام ابن خزیمہ: ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیسابوری، ۳۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے استاذ ربیع نے فرمایا: ''ہم نے ابن خزیمہ سے جو استفادہ کیا ہے، وہ اس سے زیادہ ہے، جو کہ انہوں نے ہم سے کیا۔'' (ملاحظہ ہو: طبقات الشافعية الكبرىٰ ۳/ ۱۱۸؛ ومقدمة صحيح ابن خزيمة للدكتور مصطفى الأعظمي ص ۷ و ۱۱).

صحیح ابن خزیمہ کے ابواب کے عنوانات سے حضرت امام رحمہ اللہ کی باجماعت نماز کے بارے میں رائے واضح ہوجاتی ہے۔ ذیل میں ان کے تحریر کردہ چھ ابواب کے عناوین ملاحظہ فرمائیے:

ا: [بَابُ أَمْرِ الْعُمْيَانِ بِشُهُوْدِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ، وَإِنْ خَافَ الْأَعْمٰى هَوَامَّ اللَّيْلِ وَالسِّبَاعَ إِذَا شَهِدَ الْجَمَاعَةَ] [1]

[اندھوں کے لیے باجماعت نماز میں حاضری کے حکم کے متعلق باب، اگرچہ حاضری کی صورت میں نابینے شخص کو رات کے کیڑے مکوڑوں اور درندوں کا خدشہ ہو]۔

۲: [بَابُ أَمْرِ الْعُمْيَانِ بِشُهُوْدِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ، وَإِنْ كَانَتْ مَنَازِلُهُمْ نَائِيَةً عَنِ الْمَسَاجِدِ ، لَا يُطَاوِعُهُمْ قَائِدُوْهُمْ بِإِتْيَانِهِمْ إِيَّاهُمُ الْمَسَاجِدَ ، وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ شُهُوْدَ الْجَمَاعَةِ فَرِيْضَةٌ لَا فَضِيْلَةٌ ، إِذْ غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُقَالَ: "لَا رُخْصَةَ لِلْمَرْءِ فِيْ تَرْكِ الْفَضِيْلَةِ ."] [2]

[نابینے لوگوں کے باجماعت نماز میں شامل ہونے کے حکم کے متعلق باب، اگرچہ ان کے گھر مسجدوں سے دور ہوں اور ان کے مسجدوں میں ہمراہ لانے والے رہبروں (کے پروگرام) کی ان کے ساتھ مطابقت نہ ہو، نیز اس بات کی دلیل، کہ باجماعت نماز میں شرکت [فرض] ہے، صرف [فضیلت] نہیں، کیونکہ یہ کہنا جائز نہیں:

''فضیلت والا کام چھوڑنے کی بندے کو اجازت نہیں''] ۔

---

[1] صحیح ابن خزیمة ۲/ ۳٦۷.

[2] المرجع السابق ۲/ ۳٦۸.

٣: [بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِ شُهُوْدِ الْجَمَاعَةِ] ❶
[جماعت میں شامل نہ ہونے پر سختی کے متعلق باب]
٤: [بَابُ تَخَوُّفِ النِّفَاقِ عَلٰى تَارِكِ شُهُوْدِ الْجَمَاعَةِ] ❷
[جماعت سے غائب ہونے والے کے بارے میں نفاق کے خدشے کے متعلق باب]
٥: [بَابُ ذِكْرِ أَثْقَلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَتَخَوُّفِ النِّفَاقِ عَلٰى تَارِكِ شُهُوْدِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ] ❸
[منافق لوگوں پر سب سے گراں نماز کے متعلق باب، نیز عشاء وفجر کی جماعت سے غیر حاضر رہنے والے کے بارے میں نفاق کا خدشہ]
٦: [بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ فِي الْقُرٰى وَالْبَوَادِيْ وَاسْتِحْوَاذِ الشَّيْطَانِ عَلٰى تَارِكِهَا] ❹
[بستیوں اور صحراؤں میں باجماعت نماز ترک کرنے پر سختی اور اس کے چھوڑنے والے پر شیطان کے غلبے کے متعلق باب]

III: امام ابن منذر ❺ کی رائے:

باجماعت نماز کے متعلق ان کا موقف ان کی کتاب [الأوسط] میں تحریر کردہ حسب ذیل تین عنوانات سے واضح ہوتا ہے:
١: [ذِكْرُ إِيْجَابِ حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْعُمْيَانِ، وَإِنْ

---

❶ صحیح ابن خزیمة ٢/ ٣٦٩.
❷ المرجع السابق ٢/ ٣٦٩.
❸ المرجع السابق ٢/ ٣٧٠.
❹ المرجع السابق ٢/ ٣٧١.
❺ امام ابن منذر: محمد بن ابراہیم بن منذر، ابوبکر، نیسابوری، حافظ، علامہ، فقیہ، اپنے زمانے میں یکتا، شیخ حرم اور عظیم الشان کتابوں کے مؤلف، ٣١٨ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: تذکرة الحفاظ ٢/ ٧٨٢)۔ نیز ملاحظہ ہو: مقدمة کتاب "الأوسط" للدکتور أبي حماد ١١۔١٨.

بَعُدَتْ مَنَازِلُهُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ، وَيَدُلُّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ شُهُوْدَ الْجَمَاعَةِ فَرْضٌ لَا نَدْبٌ] ❶

[مسجد سے گھروں کی دوری کے باوجود اندھے لوگوں پر جماعت میں حاضری کے وجوب کا ذکر۔ (علاوہ ازیں) یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ بے شک جماعت میں شرکت [فرض] ہے، (محض) مستحب نہیں]۔

۲: [ذِكْرُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَرْكِ شُهُوْدِ الْعِشَاءِ] ❷

[عشاء (کی جماعت) سے غیر حاضری پر سختی کا ذکر]

۳: [ذِكْرُ تَخَوُّفِ النِّفَاقِ عَلٰى تَارِكِ شُهُوْدِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ، وَأَنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ] ❸

[عشاء وصبح کی جماعت چھوڑنے والے پر نفاق کے خدشے اور ان دو نمازوں کے منافقین پر سب سے گراں ہونے کا ذکر]

مزید برآں امام منذر باجماعت نماز کی فرضیّت پر دلالت کرنے والی احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فَدَلَّتِ الْأَخْبَارُ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا عَلٰى وُجُوْبِ فَرْضِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى مَنْ لَا عُذْرَ لَهُ". ❹

"ہماری ذکر کردہ احادیث ہر اس شخص پر جماعت کی [فرضیّت] پر دلالت کرتی ہیں، کہ جسے کوئی عذر نہیں۔"

❶ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٢۔

❷ المرجع السابق ٤/ ١٣٣۔

❸ المرجع السابق ٤/ ١٣٤۔

❹ المرجع السابق ٤/ ١٣٤۔

IV: امام ابن حبان ❶ کی رائے:

حضرت امام رحمہ اللہ کا باجماعت نماز کے متعلق موقف ان کی حسبِ ذیل عبارات سے واضح ہوتا ہے:

۱: [بَابُ فَرْضِ الْجَمَاعَةِ وَالْأَعْذَارِ الَّتِي تُبِيْحُ تَرْكَهَا]. ❷

[باجماعت نماز کی فرضیّت اور ان عذروں کے متعلق باب، جن کی بنا پر اسے چھوڑنا جائز ہے]

۲: حضرت ابن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق ان کی تحریر:

"فِي سُؤَالِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ رضي الله عنه النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فِي تَرْكِ إِتْيَانِ الْجَمَاعَاتِ، وَقَوْلِهِ ﷺ: "اِئْتِهَا وَلَوْ حَبْوًا" أَعْظَمُ الدَّلِيْلِ عَلَى أَنَّ هٰذَا أَمْرٌ حَتْمٌ لَا نَدْبٌ، إِذْ لَوْ كَانَ إِتْيَانُ الْجَمَاعَاتِ عَلَى مَنْ يَسْمَعُ النِّدَاءَ لَهَا غَيْرَ فَرْضٍ لَأَخْبَرَهُ ﷺ بِالرُّخْصَةِ فِيْهِ، لِأَنَّ هٰذَا جَوَابٌ خَرَجَ عَلَى سُؤَالٍ بِعَيْنِهِ، وَمُحَالٌ أَنْ لَا يُوْجَدُ لِغَيْرِ الْفَرِيْضَةِ رُخْصَةٌ". ❸

"نبی کریم ﷺ سے ابن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ کے جماعت چھوڑنے کی اجازت طلب کرنے اور آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی: [جماعت کے لیے آؤ، اگرچہ گھسٹ کر ہی آؤ] میں اس کی سب سے بڑی دلیل ہے، کہ یہ

---

❶ امام ابن حبّان: محمد بن حبان بن احمد بن حبّان، ابوحاتم، تمیمی، بستی، حافظ، علامہ، متعدد کتابوں کے مصنف، فقہ، لغت، حدیث اور وعظ کے خزانہ، بہت ہی عقل و دانش والے، ۳۵٤ھ میں فوت ہوئے۔

(ملاحظہ ہو: تاریخ الإسلام (حوادث و وفیات ۳۵۱۔۳۸۰ھ) ص۱۱۲۔۱۱۳).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/ ٤١١.

❸ المرجع السابق ٥/ ٤١٤۔٤١٥.

حکم حتمی ہے، (محض) مستحب نہیں، کیونکہ اگر اذان سننے والے پر جماعت کی خاطر آنا فرض نہ ہوتا، تو آنحضرت ﷺ اسے اجازت دے دیتے، کیونکہ یہ خصوصی سوال کا جواب تھا اور یہ بات ناممکن ہے، کہ ایسا عمل چھوڑنے کی گنجائش نہ ہو، جو کہ فرض (بھی) نہ ہو۔"

۳: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث:

[مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يُجِبْ ..... الحديث ❶

پر ان کا تحریر کردہ عنوان:

[ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّالِ عَلَى أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتْمٌ لا نَدْبٌ] ❷

[اس بارے میں دلالت کرنے والی حدیث کا ذکر، کہ یہ حکم حتمی ہے، مستحب نہیں]

۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فرمان:

[كُنَّا إِذَا فَقَدْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ ..... الخ ❸

پر ان کا تحریر کردہ عنوان:

[ذِكْرُ مَا كَانَ يَتَخَوَّفُ عَلَى مَنْ تَخَلَّفَ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِيْ أَيَّامِ الْمُصْطَفٰى ﷺ] ❹

[مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں جماعت سے پیچھے رہنے والے کے متعلق ہونے والے اندیشے کا ذکر]

---

❶ ترجمہ: [جس نے اذان سننے کے بعد اسے قبول نہ کیا ..... الحدیث. مکمل حدیث اور اس کی تخریج اس کتاب کے ص ۱۲۴ میں ملاحظہ فرمائیے۔

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ٥/ ٤١٥.

❸ ترجمہ: ہم جب کسی شخص کو نمازِ صبح میں نہ پاتے ..... الخ

❹ المرجع السابق ٥/ ٤٥٥.

ج: قاضی ابوشجاع اصبہانی [1] کا قول:

"وَصَلَاةُ الْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ". [2]

''باجماعت نماز سنّت مؤکّدہ ہے۔''

د: امام نووی [3] کی رائے:

امام رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے:

"اَلْجَمَاعَةُ فَرْضُ عَيْنٍ فِي الْجُمْعَةِ. وَأَمَّا فِي غَيْرِهَا مِنَ الْمَكْتُوبَاتِ فَفِيهَا أَوْجُهٌ: اَلْأَصَحُّ أَنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ، وَالثَّانِي سُنَّةٌ، وَالثَّالِثُ: فَرْضُ عَيْنٍ، قَالَهُ مِنْ أَصْحَابِنَا ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ. وَقِيلَ: "إِنَّهُ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ ـ رحمه الله ـ" [4]

''جمعہ کے لیے جماعت [فرضِ عین] ہے۔ دیگر فرض نمازوں (کی جماعت کے حکم) کے بارے میں (مختلف) آراء ہیں۔ سب سے صحیح بات یہ ہے، کہ بے شک وہ [فرضِ کفایہ] ہے۔ دوسرا (قول یہ ہے، کہ

---

[1] قاضی ابوشجاع اصبہانی: احمد بن حسن بن احمد اصبہانی، [غایۃ الاختصار] کے مؤلف، چالیس برس سے زیادہ مدت بصرہ میں شافعی مذہب کی تعلیم دینے والے، علامہ سبکی نے ان کا تذکرہ پانچ سو ہجری کے بعد فوت ہونے والوں میں کیا۔ (ملاحظہ ہو: طبقات الشافعية الكبرى ٦/ ١٥؛ وطبقات الشافعية لابن قاضي شهبة الدمشقي ٢/ ٢٩ ـ ٣٠).

[2] غاية الاختصار (المطبوع مع كفاية الأخيار ١/ ٢٥٥).

[3] امام نووی: یحییٰ بن شرف بن مری، حزامی، حورانی، شافعی، شیخ، امام، علامہ، محی الدین، ابوزکریا، شیخ الاسلام، استاذ المتأخرین، آئندہ آنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی حجت، طریقۂ سلف کی طرف دعوت دینے والے، ٦٧٦ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: طبقات الشافعية الكبرى ٨/ ٣٩٥).

[4] روضة الطالبين وعمدة المتقين ١/ ٣٣٩. نیز ملاحظہ ہو: المنهاج (المطبوع مع شرحه مغني المحتاج ١/ ٢٢٩).

وہ) [سنّت] ہے۔ تیسرا (قول): وہ [فرضِ عین] ہے۔ یہ ہمارے اصحاب میں سے ابن منذر اور ابن خزیمہ کا قول ہے۔ کہا گیا ہے: بلاشبہ وہ (امام) شافعی کا (بھی) قول ہے۔۔رحمہ اللہ۔۔

امام نووی نے جماعت کو [سنّت] کہنے والے علماء کے قول کا مقصود بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

" أَمَّـا إِذَا قُلْنَا: "إِنَّهَا سُنَّةٌ"، فَهِيَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ. قَالَ أَصْحَابُنَا: "يُكْرَهُ تَرْكُهَا." صَرَّحَ بِهِ الشَّيْخُ أَبُوْ حَامِدٍ وَابْنُ صَبَّاغٍ وَآخَرُوْنَ". [1]

''جب ہم اسے [سنّت] کہتے ہیں، تو اس سے مراد اس کا [سنّت مؤکّدہ] ہونا ہے۔ ہمارے اصحاب نے کہا: ''اس کا چھوڑنا مکروہ ہے۔'' شیخ ابوحامد، ابن صباغ اور دیگر (علماء) نے یہ واضح طور پر بیان کیا ہے۔''

ہ: علامہ ابن قاسم غزی [2] کا قول:

" فَجُمْلَةُ الْأَقْوَالِ أَرْبَعَةٌ: اَلرَّاجِحُ مِنْهَا أَنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ". [3]

''(اس بارے میں) مجموعی طور پر چار اقوال ہیں۔ ان میں سے راجح یہ ہے، کہ بے شک وہ [فرضِ کفایہ] ہے۔''

و: شیخ سلیمان الجمل [4] کا قول:

---

[1] كتاب المجموع ٤/ ٧٥.

[2] علامہ ابن قاسم غزی: محمد بن قاسم بن محمد بن محمد، الشمس، ابوعبداللہ، غزی، قاہری، شافعی، فنون میں ممتاز، نیکی، تواضع، دین داری، عقل و دانش اور قناعت کے خصائل سے مشہور، ۸۵۹ھ میں پیدا اور ۹۱۸ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الضوء اللامع ٨/ ٢٨٦۔٢٨٧؛ والأعلام ٧/ ٢٢٨۔٢٢٩).

[3] شرح ابن القاسم على متن الشيخ أبي الشجاع ١/ ١٩٣.

[4] شیخ سلیمان الجمل: سلیمان بن عمر بن منصور، عجلی، ازہری، [الجمل] کے لقب سے مشہور، ایک فاضل شخصیت، مصر کی مغربی بستیوں میں سے منیہ عجیل کے رہنے والے، ۱۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الأعلام ٣/ ١٣١).

شیخ رحمہ اللہ [فرضِ کفایہ] کے قول کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" إِذَا قُلْنَا إِنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ، وَفِعْلُهَا مَنْ يَحْصُلُ بِهِ الشِّعَارُ، فَالظَّاهِرُ أَنَّهَا سُنَّةٌ مُتَأَكِّدَةٌ فِي حَقِّ غَيْرِهِ حَيْثُ يُكْرَهُ تَرْكُهَا أَيْضًا كَمَا يُرْشِدُ لِذٰلِكَ أَيْضًا عُمُوْمُ قَوْلِهِمْ:

وَعُذْرُ تَرْكِهَا كَذَا وَكَذَا ...... إلخ

وَقَوْلُ الْمِنْهَاجِ:

" وَلَا رُخْصَةَ فِي تَرْكِهَا". [1]

''جب ہم نے اسے [فرضِ کفایہ] کہا اور یہ کہ اسے اتنی تعداد میں لوگ ادا کریں، کہ (ان کے کرنے سے اسلامی) شعار قائم ہو جائے، تو ظاہر یہ ہے، کہ وہ باقی لوگوں کے حق میں [سنّت مؤکّدہ] ہے، کیونکہ ان کے لیے اسے چھوڑنا مکروہ ہے۔

اس بات کا پتہ ان کے اس عمومی قول سے بھی چلتا ہے:

''اسے چھوڑنے کے لیے یہ، یہ عذر ہے۔.....الخ

(اور اسی طرح) المنہاج کے الفاظ (سے بھی):

''اسے ترک کرنے کی گنجائش نہیں۔''

۔۲۔

شافعی علماء کے اقوال سے اخذ کردہ آٹھ نتائج

۔ا۔

ا: امام شافعی نے غیر معذور شخص کو باجماعت نماز ترک کرنے کی اجازت نہیں دی۔

---

[1] حاشیہ الجمل علی شرح المنہج ٥/ ٤٩٢.

ب: حضرت امام رحمہ اللہ کی رائے میں بچے کو مسجد میں حاضری اور جماعت میں شرکت کا حکم دیا جائے، تاکہ وہ بچپنے ہی سے اس کا عادی ہو جائے۔

ج: ایک روایت کے مطابق حضرت امام نے نمازِ باجماعت کو [فرضِ عین] قرار دیا ہے۔

د: شافعی محدّثین کی ایک جماعت جیسے ابوثور، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن حبّان، باجماعت نماز کو [فرضِ عین] سمجھتے ہیں۔

ہ: امام نووی کی رائے میں یہ [فرضِ کفایہ] ہے۔

و: [فرضِ کفایہ] سے مراد یہ نہیں، کہ کچھ لوگوں کے ادا کرنے سے باقی لوگوں کے ذمے کچھ باقی نہیں رہتا، بلکہ وہ باقی لوگوں کے لیے [سنّت مؤکّدہ] ہے، جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہوتا ہے۔

ز: بعض شافعی علماء نے اسے [سنّت مؤکّدہ] قرار دیا ہے۔

ح: بعض دیگر شافعی علماء نے اسے [سنّت] کہا ہے، لیکن ان کا اس سے مقصود [سنّت مؤکّدہ] ہے۔

-د-

حنبلی علماء کا موقف

توفیقِ الٰہی سے اس مقام پر پہلے حنبلی علمائے کرام کے اقوال و آراء اور پھر ان سے اخذ کردہ نتائج درج کیے جائیں گے۔

-ا-

حنبلی علمائے کرام کے اقوال

ا: امام احمد کے اقوال:

I: جس شخص کے متعلق معلوم ہوجائے، کہ وہ جماعت سے پیچھے رہتا ہے، امام احمد اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ أَيْ رَجُلُ سُوْءٍ". ❶

''بلاشبہ یہ شخص بُرا آدمی ہے۔''

II: "فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأْمُرُوْا بِالصَّلَاةِ فِيْ جَمَاعَةٍ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا، وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا، تَكُوْنُوْا آثِمِيْنَ، وَمِنْ أَوْزَارِهِمْ غَيْرَ سَالِمِيْنَ، لِوُجُوْبِ النَّصِيْحَةِ لِإِخْوَانِكُمْ عَلَيْكُمْ". ❷

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جماعت سے پیچھے رہنے والے کو اس کا حکم دو۔ اگر تم نے ایسے نہ کیا، تو تم گناہ گار ہوگے اور ان کے (گناہ کے) بوجھ سے نہ بچو گے، کیونکہ تم پر اپنے بھائیوں کو نصیحت کرنا واجب ہے۔''

ب: علامہ موفق الدین ابن قدامہ ❸ کا قول:

"اَلْجَمَاعَةُ وَاجِبَةٌ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ". ❹

''پانچوں نمازوں کے لیے جماعت [واجب] ہے۔''

---

❶ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٨.

❷ "الصلاة" لإمام أهل السنة أحمد بن حنبل ص ٨٧.

❸ موفق الدین ابن قدامہ: عبداللہ بن احمد بن محمد، مقدسی، دمشقی، صالحی، فقیہ، ابومحمد، ٥٤١ھ میں پیدا اور ٦١٥ھ میں فوت ہوئے۔ ...... بقول ابوالعباس ابن تیمیہ...... اوزاعی کے بعد شام میں شیخ موفق سے بڑا فقیہ داخل نہیں ہوا۔ (ملاحظہ ہو: كتاب الذيل على طبقات الحنابلة ٢/ ١٣٣ـ ١٣٦).

❹ المغني ٣/ ٥.

ج: علامہ شمس الدین ابن قدامہ ❶ کا قول:

" اَلْجَمَاعَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى الرِّجَالِ الْمُكَلَّفِيْنَ لِكُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ". ❷

''مکلّف مردوں پر ہر فرض نماز کے لیے جماعت [واجب] ہے۔''

د: شیخ الاسلام ابن تیمیہ ❸ کے اقوال:

ذیل میں اس بارے میں ان کے تین اقوال ملاحظہ فرمائیے:

I: ''اَلصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَاتِ الَّتِيْ تُقَامُ فِي الْمَسَاجِدِ مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ الظَّاهِرَةِ، وَسُنَنِهِ الْهَادِيَةِ كَمَا فِي الصَّحِيْحِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ تُقَامُ فِيْهِ الصَّلَاةُ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى . . الخ ❹

''مساجد میں ادا کردہ باجماعت نماز اسلام کے ظاہری شعائر اور ہدایت دینے والی سنّتوں میں سے ہے، جیسے کہ صحیح (مسلم) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ

---

❶ شمس الدین ابن ابی عمر ابن قدامہ: عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن قدامہ، مقدسی، ۵۹۷ھ میں پیدا اور ۶۸۲ھ میں فوت ہوئے۔ امام نووی کی نگاہ میں وہ ان کے سب سے جلیل القدر استاذ اور بقول علامہ یونینی فقہ حنبلی میں سیادت ان پر ختم ہوئی۔ (ملاحظہ ہو: الذيل على طبقات الحنابلة ۲/ ۳۰۴۔۳۰۸).

❷ الشرح الكبير ۲/۲.

❸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن خضر بن محمد بن تیمیہ، حرانی، دمشقی، امام، فقیہ، مجتہد، محدّث، حافظ، مفسر، اصولی، زاہد، شیخ الاسلام، انتہائی نامور شخصیتوں میں سے ایک، ۶۶۱ھ میں پیدا اور ۷۲۸ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الذيل على طبقات الحنابلة ۲/ ۳۸۷۔۴۰۵).

❹ مجموع الفتاوى ۲۳/ ۲۵۰۔۲۵۱.

سے مروی ہے، کہ بے شک انہوں نے فرمایا:

''بلاشبہ ان پانچ نمازوں کا باجماعت نماز قائم کی جانے والی مسجدوں میں (ادا کیا جانا) ہدایت کی سنتوں میں سے ہے......الخ

II: " وَصَلَاةُ الْجَمَاعَةِ مِنَ الْأُمُوْرِ الْمُؤَكَّدَةِ فِي الدِّيْنِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَهِيَ فَرْضٌ عَلَى الْأَعْيَانِ عِنْدَ أَكْثَرِ السَّلَفِ، وَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ: كَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَغَيْرِهِمَا، وَطَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِمْ. وَهِيَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ عِنْدَ طَوَائِفَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ الْمُرَجَّحُ عِنْدَ أَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ.

وَالْمُصِرُّ عَلَى تَرْكِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ رَجُلُ سُوْءٍ، يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُزْجَرُ عَلَى ذٰلِكَ، بَلْ يُعَاقَبُ عَلَيْهِ، وَتُرَدُّ شَهَادَتُهُ، وَإِنْ قِيْلَ: "إِنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ". [1]

''اہلِ اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ باجماعت نماز ان باتوں میں سے ہے، جن کی دین میں تاکید کی گئی ہے، سلف کی اکثریت، ائمہ اہلِ حدیث جیسے احمد، اسحٰق وغیرہما اور شافعی کے اصحاب کے ایک گروہ کے نزدیک وہ [فرضِ عین] ہے۔ شافعی کے اصحاب میں سے کچھ گروہوں اور ان کے علاوہ بعض اور (علماء) کی رائے میں وہ [فرضِ کفایہ] ہے۔ اصحاب شافعی کے ہاں یہی رائے راجح ہے۔ باجماعت نماز چھوڑنے پر اصرار کرنے والا شخص [بُرا] ہے۔ اسے اگرچہ [سنّت مؤکّدہ] کہا گیا ہے، لیکن (پھر بھی) اسے ترک کرنے والے کا احتساب کیا جائے گا۔ اس

---

[1] مجموع الفتاویٰ ٢٣/ ٢٥١-٢٥٢.

بنا پر اس کی سرزنش کی جائے گی، بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور اس کی گواہی مسترد کی جائے گی۔"

III: شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے دکان کے عذر کی بنا پر جماعت میں شامل نہ ہونے والے مسجد کے پڑوسی کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ يُؤْمَرُ بِالصَّلَاةِ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنْ كَانَ لَا يُصَلِّيْ فَإِنَّهُ يُسْتَتَابُ، فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ. وَإِذَا ظَهَرَ مِنْهُ الْإِهْمَالُ لِلصَّلَاةِ لَمْ يُقْبَلْ قَوْلُهُ: "إِذَا فَرَغْتُ صَلَّيْتُ"، بَلْ مَنْ ظَهَرَ كِذْبُهُ لَمْ يُقْبَلْ قَوْلُهُ، وَيُلْزَمُ بِمَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ وَرَسُوْلُهُ". ❶

''سب تعریف اللہ کے لیے، اسے مسلمانوں کے ساتھ نماز کا حکم دیا جائے گا۔ اگر وہ (سرے سے) نماز (ہی) نہیں پڑھتا، تو اسے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ اگر اس نے توبہ کرلی (تو بہتر)، وگرنہ اسے قتل کیا جائے گا۔ ❷ اگر نماز کے بارے میں اس کی لاپروائی ظاہر ہوئی، تو اس کا یہ کہنا: [فارغ ہو کر نماز ادا کرلوں گا] قبول نہیں ہوگا، بلکہ جس کا جھوٹ ظاہر ہوگیا، اس کی بات قبول نہ کی جائے گی اور اس سے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولِ کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کروائی جائے گی۔''

ہ: امام ابن قیم ❸ کا بیان:

ا: باجماعت نماز کے متعلق دیگر علماء کی آراء نقل کرتے ہوئے حضرت امام رحمہ اللہ

---

❶ مجموع الفتاوی ۲۳/ ۲۵۴؛ والفتاوی الکبری ۲/ ۲۷۹.

❷ یہ بات اسلامی حکومت کے علاوہ کسی اور کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

❸ امام ابن قیم: ابوعبداللہ، شمس الدین، محمد بن ابی بکر بن ایوب سعد بن حریز بن مکی، زین الدین، زرعی، دمشقی، ابن قیم الجوزیۃ کے نام سے مشہور، مختلف علوم میں بہت زیادہ کتابوں کے مؤلف، ⇦⇦⇦

نے لکھا ہے:

I: "فَقَالَ بِوُجُوْبِهَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِبَاحٍ، وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ، وَأَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، وَأَبُوْ ثَوْرٍ، وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ فِيْ ظَاهِرِ مَذْهَبِهِ، وَنَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ فِيْ مُخْتَصَرِ الْمُزَنِيِّ". ❶

''عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، ابوعمر اوزاعی، ابوثور، اور اپنے ظاہر مذہب میں امام احمد نے اسے [واجب] کہا ہے۔ شافعی نے مختصر مزنی میں یہ بات دوٹوک انداز میں بیان کی ہے۔''

II: "فَاخْتَلَفَ الْمُوْجِبُوْنَ لَهَا فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى قَوْلَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّهَا فَرْضٌ يَأْثَمُ تَارِكُهَا، وَتَبْرَأُ ذِمَّتُهُ بِصَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَهٰذَا قَوْلُ أَكْثَرِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ أَحْمَدَ، وَنَصَّ عَلَيْهِ أَحْمَدُ فِيْ رِوَايَةِ حَنْبَلٍ . .

وَعَنْهُ رِوَايَةٌ ثَانِيَةٌ ذَكَرَهَا أَبُو الْحَسَنُ الزَّعْفَرَانِيُّ فِيْ كِتَابِ الْإِقْنَاعِ أَنَّهَا شَرْطٌ لِلصَّحَةِ، فَلَا تَصِحُّ صَلَاةُ مَنْ صَلّٰى وَحْدَهُ، وَحَكَاهُ الْقَاضِيُّ عَنْ بَعْضِ الْأَصْحَابِ، وَاخْتَارَهُ أَبُوْ الْوَفَاءِ بْنُ عَقِيْلٍ، وَأَبُو الْحَسَنِ التَّمِيْمِيُّ، وَهُوَ قَوْلُ دَاوُدَ وَأَصْحَابِهِ. وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ: "وَهُوَ قَوْلُ جَمِيْعِ أَصْحَابِنَا." ❷

''اسے [واجب] قرار دینے والوں کے دو اقوال ہیں:

⇦⇦⇦ علم، مطالعہ اور تحریر و تصنیف کا شدید شوق رکھنے والے، ٦٩١ھ میں پیدا اور ٧٥١ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: ذیل طبقات الحنابلة ٢/ ٤٤٩؛ والدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة ٤/ ٢١-٢٣؛ والتقريب لفقه ابن قيم الجوزية، القسم الأول / ١٧-٢٥٢).

❶ كتاب الصلاة ص ٦٣.

❷ المرجع السابق ص ٧٥.

ان میں سے پہلا: بلاشبہ وہ [فرض] ہے، اسے چھوڑنے والا گناہ گار ہے، (البتہ) اکیلے نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اصحاب احمد میں سے متاخرین کی اکثریت کا یہی قول ہے۔ حنبل کی روایت میں امام احمد نے بھی واضح طور پر اسے بیان کیا ہے۔

ابوالحسن زعفرانی کی کتاب الاقناع میں ان سے منقول دوسری روایت کے مطابق وہ (نماز کے) [صحیح ہونے کی شرط] ہے۔ اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ قاضی نے اسے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے۔ ابوالوفاء بن عقیل اور ابوالحسن تمیمی نے اس رائے کو پسند کیا ہے۔ داود (ظاہری) اوران کے اصحاب کا یہی قول ہے۔ ابن حزم نے کہا ہے: ''وہ ہمارے سب اصحاب کا قول ہے۔''

ب: باجماعت کے متعلق حضرت امام رحمہ اللہ کی ذاتی رائے سے آگاہی کے لیے درجِ ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

I: "يُحْرَمُ عَلَى الْمُفْتِي أَنْ يُفْتِيَ بِضِدِّ لَفْظِ النَّصِّ، وَإِنْ وَافَقَ مَذْهَبَهُ".

''مفتی پر کتاب وسنّت کے خلاف فتویٰ دینا حرام ہے، اگرچہ وہ اس کے مذہب کے موافق ہو۔''

پھر انہوں نے اس سلسلے میں مثالیں ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

"يُسْأَلُ: هَلْ لِلرَّجُلِ رُخْصَةٌ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ؟ فَيَقُوْلُ: "نَعَمْ، لَهُ رُخْصَةٌ".

وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: "لَا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً". [1]

[1] أعلام الموقعين ٤/ ٢٣٩-٢٤٤.

''اس سے دریافت کیا جائے: ''کیا آدمی کے لیے بلاعذر جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے؟''

تو وہ کہے: ''ہاں''

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں تمہارے لیے اجازت نہیں پاتا۔''

II: "فَالَّذِيْ نَدِيْنُ اللّٰهَ بِهٖ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ التَّخَلُّفُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ . وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ". ❶

''اللہ تعالیٰ کے لیے ہمارا جو دین ہے، وہ یہ ہے، کہ کسی ایک کے لیے (بھی) مسجد میں جماعت سے بلاعذر پیچھے رہنا جائز نہیں۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ''.

III: "وَمَنْ تَأَمَّلَ السُّنَّةَ حَقَّ التَّأَمُّلِ تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّ فِعْلَهَا فِي الْمَسَاجِدِ فَرْضٌ عَلَى الْأَعْيَانِ إِلَّا لِعَارِضٍ يَجُوْزُ مَعَهُ تَرْكُ الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَتَرْكُ حُضُوْرِ الْمَسْجِدِ لِغَيْرِ عُذْرٍ كَتَرْكِ أَصْلِ الْجَمَاعَةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ". ❷

''جس کسی نے سنّت میں کماحقہ تدبّر کیا، تو اس کے لیے یہ بات واضح ہوگئی، کہ اس (باجماعت نماز) کا مسجدوں میں ادا کرنا [فرضِ عین] ہے، البتہ بوجۂ عذر جمعہ اور جماعت ترک کرنا جائز ہے۔ بلاعذر مسجد میں حاضر نہ ہونا، عذر کے بغیر جماعت چھوڑنے جیسا ہے۔''

حضرت امام رحمہ اللہ کی رائے یہ بھی ہے، کہ [جماعت] [نماز کی صحت کے لیے

---

❶ كتاب الصلاة ص ٨١.

❷ المرجع السابق ص ٨١

شرط] ہے۔ ❶

و: علامہ مرعی بن یوسف حنبلی ❷ کا قول:

علامہ رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے:

"وَاجِبَةٌ لِلْخَمْسِ الْمُؤَدَّاةِ عَلٰى رِجَالٍ أَحْرَارٍ قَادِرِيْنَ، وَلَوْ سَفَرًا فِيْ شِدَّةِ الْخَوْفِ، وَيُقَاتَلُ تَارِكُهَا كَأَذَانٍ". ❸

''آزاد استطاعت رکھنے والے مردوں پر پانچوں ادا کی جانے والی (نمازوں کی جماعت) واجب ہے، اگرچہ حالتِ سفر میں شدید خوف ہو اور اذان کی طرح اسے چھوڑنے والے سے جنگ کی جائے گی۔''

ز: علامہ منصور بہوتی ❹ کا قول:

"تَلْزَمُ الرِّجَالَ الْأَحْرَارَ الْقَادِرِيْنَ، وَلَوْ سَفَراً فِيْ شِدَّةِ الْخَوْفِ، لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْمُؤَدَّاةِ وُجُوْبَ عَيْنٍ". ❺

''آزاد استطاعت رکھنے والے مردوں پر پانچوں ادا کی جانے والی (نمازوں کی جماعت) [واجبِ عینی] ہے، اگرچہ حالتِ سفر میں شدید خوف ہو۔''

---

❶ ملاحظہ ہو: كتاب الصلاة ص ٧٥-٧٩. نیز ملاحظہ ہو: التقريب لفقه ابن قيم الجوزية، الفقرة ٥٧٦، ٢/ ١٦٤.

❷ علامہ مرعی بن یوسف حنبلی: مصر کے بہت بڑے حنبلی عالم، قریباً ستر کتابوں کے مؤلف، مصر میں ۱۰۲۳ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: خلاصة الأثر ٤/ ٣٥٨-٣٦١؛ والأعلام ٨/ ٨٨).

❸ غاية المنتهى في الجمع بين الإقناع والمنتهى ١/ ١٨١.

❹ علامہ منصور بہوتی: منصور بن یونس بہوتی، اپنے زمانے میں مصر میں شیخ الحنابلہ، اور ان کے آخری بڑے عالم، نہایت نامور اور مشہور، فقہ حنبلی میں منفرد مقام و مرتبہ کی بنا پر لوگ دور دراز سے ان سے پڑھنے کے لیے آتے، ۱۰۰۰ھ میں پیدا اور ١٠٥١ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: خلاصة الأثر ٤/ ٤٢٦؛ والأعلام ٨/ ٢٤٩).

❺ الروض المربع ٢/ ٢٥٦.

-۲-

حنبلی علمائے کرام کے اقوال سے اخذ کردہ دس نتائج:

ا: باجماعت نماز سے پیچھے رہنے میں معروف شخص کو امام احمد نے [بُرے شخص] کا لقب دیا ہے۔

ب: امام احمد کا اس بارے میں واضح قول یہ ہے، کہ یہ [فرضِ عین] ہے۔ اسے چھوڑنے والا گناہ گار ہے، البتہ یہ صحتِ نماز کے لیے شرط نہیں۔

ج: امام احمد سے ایک دوسری روایت کے مطابق نماز کے صحیح ہونے کے لیے جماعت شرط ہے۔ بعض حنبلی علماء نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

د: شدتِ خوف میں سفر کی حالت میں بھی نماز کا باجماعت ادا کرنا [واجب] ہے۔

ہ: کسی کے لیے بھی بلا عذر مسجد میں باجماعت نماز سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں۔

و: کسی کو بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت دینا مفتی کے لیے جائز نہیں۔

ز: اہلِ اسلام پر جماعت سے پیچھے رہنے والے شخص کو اس میں حاضری کا حکم دینا ضروری ہے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ گناہ گار ہوں گے۔

ح: مسجد کے پڑوسی کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔

ط: باجماعت نماز کے ترک پر اصرار کرنے والے شخص کو اس کا حکم دیا جائے گا، اس کی سرزنش کی جائے گی، بلکہ اسے سزا دی جائے گی اور اس کی گواہی ردّ کر دی جائے گی۔

ک: اسلامی حکومت باجماعت نماز ترک کرنے والے کے خلاف جنگ کرے گی۔

-۵-

اہلِ ظاہر کا موقف

توفیقِ الٰہی سے اس مقام پر اہلِ ظاہر کے دو علماء کے اقوال اور پھر ان سے اخذ کردہ نتائج درج کیے جائیں گے۔

ا: اہلِ ظاہر میں سے دو علماء کے اقوال:

ا: امام داؤد ظاہری (1) کا قول:

"هِيَ فَرْضٌ عَلَى الْأَعْيَانِ وَشَرْطٌ فِي الصِّحَّةِ." (2)

"وہ [فرضِ عین] ہے اور (نماز کے) صحیح ہونے کے لیے شرط ہے۔"

۲: امام ابن حزم (3) کا قول:

"وَلَا تُجْزِيءُ صَلَاةُ فَرْضٍ أَحَدًا مِنَ الرِّجَالِ إِذَا كَانَ بِحَيْثُ يَسْمَعُ الْأَذَانَ أَنْ يُصَلِّيَهَا إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ الْإِمَامِ. فَإِنْ تَعَمَّدَ تَرْكَ ذٰلِكَ بِغَيْرِ عُذْرٍ بَطَلَتْ صَلَاتُهُ، فَإِنْ كَانَ بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُ الْأَذَانَ، فَفَرْضٌ عَلَيْهِ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ

---

(1) امام داؤد ظاہری: ان کے متعلق حافظ ذہبی نے تحریر کیا ہے: داؤد بن علی بن خلف، امام، (علم کا) سمندر، حافظ، علامہ، اپنے زمانے کے (بہت بڑے) عالم، ابوسلیمان، بغدادی، اہلِ ظاہر کے رئیس، ۲۰۰ھ میں پیدا اور ۲۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ۱۳/ ۹۷-۱۰۸).

(2) منقول از: كتاب المجموع ٤/ ٧٧؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/ ١٢٦؛ وعمدة القاري ٥/ ١٦١.

(3) امام ابن حزم: ان کے متعلق حافظ ذہبی نے لکھا ہے: وہ منفرد امام، (علم کا) سمندر، (مختلف) فنون و معارف والے، ابومحمد، علی بن احمد بن سعید بن حزم، فقیہ، حافظ، متکلم، ادیب، وزیر، ظاہری، قرطبہ میں ۳۸٤ھ میں پیدا اور ٤٥٦ھ میں فوت ہوئے۔ ابوعبداللہ حمیدی نے ان کے بارے میں کہا: ابن حزم حدیث و فقہ کے حافظ، کتاب و سنت سے شرعی مسائل کا استنباط کرنے والے، سب علوم میں مہارت رکھنے والے، اپنے علم کے مطابق عمل کرنے والے تھے۔ ہم نے کسی شخص میں فطانت، سرعتِ حفظ، سخاوتِ نفس اور دینداری کی خوبیاں اس طرح اکٹھی نہیں دیکھیں، جیسے کہ ان میں تھیں۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ۱۸/ ۱۸٤-۲۱۲).

جَمَاعَةٍ مَعَ وَاحِدٍ إِلَيْهِ فَصَاعِدًا وَلَا بُدَّ؛ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ أَحَدًا يُصَلِّيْهَا مَعَهُ، فَيُجْزِئُهُ حِينَئِذٍ؛ إِلَّا مَنْ لَهُ عُذْرٌ، فَيُجْزِئُهُ حِينَئِذٍ التَّخَلُّفُ عَنِ الْجَمَاعَةِ". [1]

''اذان سننے کے بعد کسی مرد کی فرض نماز مسجد میں امام کے ساتھ باجماعت ادا کیے بغیر کفایت نہیں کرے گی۔ اگر کسی نے اسے قصداً بلا عذر چھوڑا، تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ اگر وہ کسی ایسی جگہ ہو، جہاں وہ اذان نہیں سنتا، تو اس پر فرض ہے، کہ لازماً ایک یا ایک سے زیادہ اشخاص کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرے۔ اگر اس نے ایسے نہ کیا، تو اس کی نماز نہیں۔ ہاں، اگر اسے کوئی (بھی) نہ ملے، تو (اس کی منفرد نماز) اسے کفایت کر جائے گی۔ (اسی طرح) معذور شخص کو جماعت سے پیچھے رہ کر ادا کی ہوئی نماز کفایت کر جائے گی۔''

۲: دونوں علماء کے اقوال سے معلوم ہونے والی چار باتیں:

ا: باجماعت نماز [فرضِ عین] ہے۔

ب: نماز کے درست ہونے کے لیے [جماعت شرط] ہے۔ مردوں کی جماعت کے بغیر بلا عذر ادا کی ہوئی نماز معتبر نہیں۔

ج: اذان کی آواز سننے والا شخص مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا پابند ہے۔

د: اذان کی آواز نہ سننے والا شخص، جہاں بھی ہو، وہیں میسر آنے والے اشخاص یا شخص کے ہمراہ باجماعت نماز ادا کرے۔ منفرد نماز، کسی بھی شخص کے نہ ملنے ہی کی صورت میں ادا کرے۔

---

[1] المحلّٰی، ٤٨٥ ـ مسألة ـ، ٤/ ٢٦٥.

-و-

بعض اکابر علمائے امت کا موقف

نماز باجماعت کے متعلق امت کے بعض عالی مرتبت علمائے کرام کے اقوال اور پھران سے اخذ کردہ نتائج ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

-ا-

امت کے بعض اکابر علمائے کرام کے اقوال:

ا: امام ابراہیم بن یزید ❶ رحمہ اللہ کا قول:

" إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَتَهَاوَنُ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى فَاغْسِلْ يَدَكَ عَنْهُ ". ❷

''جب تم کسی شخص کو تکبیر اولیٰ سے لاپرواہی کرتے دیکھو، تو اس سے اپنے ہاتھ دھولو۔'' (یعنی اس سے خیر کی کوئی امید نہ رکھیے).

ب: امام ابراہیم نخعی ❸ کا موقف:

I: امام ابن حزم نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے:

" أَنَّهُ كَانَ لَا يُرَخِّصُ فِيْ تَرْكِ الصَّلَاةِ فِي الْجَمَاعَةِ إِلَّا لِمَرِيْضٍ أَوْ خَائِفٍ". ❹

---

❶ امام ابراہیم بن یزید: التیمی، فقیہ، عابد الکوفہ، ابواسماء، ۹۲ھ میں فوت ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ وہ ۹٤ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٥/ ٦٠ ـ ٦١).

❷ المرجع السابق ٥/ ٦٢.

❸ امام ابراہیم نخعی: ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود، ابوعمران نخعی، امام، حافظ، فقیہِ عراق، ۹٦ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی وفات کے موقع پر امام شعبی نے فرمایا: ''ان کا خلا پورا کرنے والا کوئی نہیں چھوڑا گیا۔'' (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤/ ٥٢٠ ـ ٥٢٧).

❹ المحلّٰی، ٤٨٥ ـ مسألة ـ، ٤/ ٢٧٦.

''بلاشبہ وہ مریض اور خوف زدہ شخص کے علاوہ کسی کو باجماعت نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔''

II: علامہ ابن قدامہ نے ان کے حوالے سے قلم بند کیا ہے:

" وَلَمْ يَكُنْ يُفَرِّقُ فِيْ وُجُوْبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ بَيْنَ الْمُسَافِرِ وَالْمُقِيْمِ". [1]

''وہ مسافر اور مقیم کے درمیان باجماعت نماز کے وجوب کے مسئلے میں فرق نہیں کرتے تھے۔''

ج: امام حسن بصری [2] کی رائے:

I: امام بخاری نے ان سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" إِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِيْ الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً، لَمْ يُطِعْهَا". [3]

''اگر اس کی والدہ ازراہِ شفقت اسے باجماعت (نماز) عشاء سے روکے، تو وہ اس کی اطاعت نہ کرے۔''

II: نفلی روزے والے شخص کے بارے میں امام حسن بصری سے سوال کیا گیا، کہ اس کی والدہ اسے روزہ افطار کرنے کا حکم دیتی ہے، تو انہوں نے فرمایا:

" فَلْيُفْطِرْ، وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ، وَلَهُ أَجْرُ الصَّوْمِ، وَأَجْرُ الْبِرِّ".

''وہ روزہ افطار کردے اور اس پر کوئی قضا نہیں اور اس کے لیے روزے

---

[1] ملاحظہ ہو: موسوعة فقه إبراهيم النخعي ٢/ ٤٢١.

[2] امام حسن بصری: حسن بن ابی حسن، یسار، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ ...... بقول امام نووی ...... مشہور امام تھے اور ہر فن میں ان کی عظمت پر اتفاق تھا۔ حافظ ذہبی کے الفاظ میں: ''وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے علم و عمل میں سردار تھے۔'' (ملاحظہ ہو: تهذيب الأسماء واللغات ١/ ١٦١؛ وسير أعلام النبلاء ٤/ ٥٦٥).

[3] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة، ٢/ ١٢٥.

اور (ماں کے ساتھ) حسنِ سلوک کا ثواب ہے۔''

اُن سے عرض کیا گیا:

"فَتَنْهَاهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ؟".

''وہ اسے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے روکتی ہے؟''

انہوں نے جواب دیا:

"لَيْسَ ذٰلِكَ لَهَا، هٰذِهِ فَرِيْضَةٌ". ❶

''اس (بات) کا اسے اختیار نہیں، یہ فرض ہے۔''

د: امام عطاء بن ابی رباح ❷ کے اقوال:

I: امام عبدالرزاق نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"حَقٌّ وَاجِبٌ لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا يَحِلُّ غَيْرُهُ، إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ، أَنْ يَأْتِيَ فَيَشْهَدَ الصَّلَاةَ". ❸

''جب وہ اذان سنے، تو نماز (باجماعت) میں حاضر ہونا اس پر فرض، واجب اور لازم ہے اور اس کے علاوہ اور کچھ (یعنی کسی اور کام یا بات

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۲/ ۱۲۵. حافظ ابن حجر نے یہ روایت علامہ الحسین بن الحسن المروزی کی کتاب [الصیام] سے نقل کی ہے اور اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۱۲۵).

❷ امام عطاء بن ابی رباح: ابو محمد، قریش کے آزاد کردہ غلام، مکی، خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر میں پیدا ہوئے اور ۱۱۵ھ میں فوت ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا، تو فرمایا: ''اے اہل مکہ! تم لوگ میرے پاس اکٹھے ہو رہے ہو اور تمہارے پاس عطاء ہیں۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان کے بارے میں اسی قسم کے الفاظ فرمائے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ''میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل شخص نہیں دیکھا۔'' امام شافعی نے فرمایا: ''تابعین میں سے عطاء سے زیادہ کوئی حدیث کی اتباع کرنے والا نہیں۔'' (ملاحظہ ہو: تهذيب الأسماء واللغات ۱/ ۳۳۳۔ ۳۳٤؛ وسير أعلام النبلاء ٥/ ۷۸۔ ۸۸؛ وتهذيب التهذيب ۷/ ۱۹۹۔ ۲۰۳).

❸ المصنف، كتاب الصلاة، باب من سمع النداء، رقم الرواية ۱۹۱۲، ۱/ ٤۹٦.

میں مشغول ہونا) جائز نہیں۔''

II: امام ابن جریج کی اُن کے حوالے سے نقل کردہ روایت کے مطابق، وہ فرمایا کرتے تھے:

" فَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ فِي الْحَضْرِ وَالْقَرْيَةِ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ ". [1]

''اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی (مرد) کے لیے شہر اور گاؤں میں اسے (یعنی باجماعت نماز) چھوڑنے کی اجازت نہیں۔''

میں (یعنی ابن جریج) نے عرض کیا:

" وَإِنْ كَانَ عَلٰى بَزٍّ يَبِيْعُهُ، يَفْرَقُ إِنْ قَامَ عَنْهُ، أَنْ يَضِيْعَ؟ "

''اگر وہ کپڑا فروخت کر رہا ہو اور (جماعت کے لیے) اٹھنے سے اس کے ضیاع کا اندیشہ ہو؟''

انہوں نے جواب دیا:

" وَإِنْ، لَا رُخْصَةَ لَهُ فِي ذٰلِكَ ".

''اگرچہ (کپڑے کے ضائع ہونے کا خدشہ) ہو، اس کے لیے اس بارے (یعنی جماعت چھوڑنے) میں کوئی گنجائش نہیں۔''

میں نے عرض کیا:

" إِنْ كَانَ بِهٖ رَمَدٌ، وَمَرَضٌ غَيْرُ حَابِسٍ أَوْ يَشْتَكِيْ يَدَيْهِ؟"

''اگر اسے آشوبِ چشم اور غیر حابس (یعنی مسجد جانے کو ناممکن نہ بنانے والی) مرض ہو یا اس کے دونوں ہاتھ دُکھتے ہوں؟''

[1] ایک اور روایت میں ہے: "فِي أَنْ يَدَعَ الصَّلَاةَ" (یہ کہ وہ نماز (باجماعت) چھوڑے۔ (ملاحظہ ہو: الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٧.

انہوں نے جواب دیا:

"أُحِبُّ أَنْ يَتَكَلَّفَ". ❶

''میں پسند کرتا ہوں، کہ وہ (باجماعت نماز کی خاطر) مشقت جھیلے۔''

ہ: امام اوزاعی ❷ کی رائے:

ا: وہ باجماعت نماز کو [فرضِ عین] قرار دیتے تھے۔ ❸

ب: انہوں نے فرمایا:

"لَا طَاعَةَ لِلْوَالِدَيْنِ فِيْ تَرْكِ الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَاتِ، سَمِعَ النِّدَاءَ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ". ❹

''جمعہ اور (نمازوں کی) جماعتیں چھوڑنے میں والدین کی اطاعت نہیں، (خواہ) وہ اذان سنے یا نہ سنے۔''

و: امام بخاری ❺ کی رائے:

---

❶ مصنف عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب من سمع النداء، رقم الرواية ١٩١٩، ١/ ٤٩٩. نیز ملاحظہ ہو: معالم السنن ١/ ١٦٠؛ والمحلّٰى ٤/ ٢٧٥؛ والترغيب والترهيب ١/ ٢٧٦.

❷ امام اوزاعی: عبدالرحمٰن بن عمرو، ابوعمر، اوزاعی، اپنے زمانے میں ...... بقول علامہ نووی ...... اہلِ شام کے بلانزاع اور بلامقابلہ امام، ۸۸ھ میں پیدا اور ۱۵۷ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرىٰ ٧/ ٤٨٨؛ وتهذيب الأسماء واللغات ١/ ٢٩٨).

❸ ملاحظہ ہو: كتاب المجموع ٤/ ٧٧؛ والمغني ٣/ ٥؛ وفتح الباري ٢/ ١٢٦؛ وعمدة القاري ٥/ ١٦١؛ وفقه الإمام الأوزاعي لعبد الله الجبوري ١/ ٢١٣.

❹ منقول از: الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ٤/ ١٣٧۔ ١٣٨.

❺ امام بخاری: ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، البخاري، ۱۹۴ھ میں پیدا اور ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ اپنے زمانے میں ...... بقول ان کے استاذ بندار محمد بن بشار ...... اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بڑے فقیہ۔ ان کے ایک اور استاذ نے فرمایا: ''میں فقہاء، زاہدوں اور عبادت گزاروں کی مجلسوں میں بیٹھا۔ سنِ شعور سے لے کر اب تک میں نے محمد بن اسماعیل ایسا شخص نہیں دیکھا۔'' (ملاحظہ ہو: هدي الساري ص ٤٧٧۔ ٤٩٣).

انہوں نے [صحیح البخاری] کے ایک باب کا حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ وُجُوْبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ] ❶

[باجماعت نماز کے واجب ہونے کے متعلق باب]

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ کے متعلق انہوں (یعنی امام بخاری) نے دوٹوک انداز میں حکم بیان فرمایا ہے اور ان کا یہ اسلوب اختیار کرنا، شاید اس بارے میں ان کے نزدیک دلیل کی قوت کی بنا پر ہے۔

انہوں نے [مطلق واجب] ذکر کیا ہے۔ وہ [فرضِ عین] بھی ہوسکتا ہے اور [فرضِ کفایہ] بھی، البتہ انہوں نے اس کے بعد حسن (بصری) کا جو قول نقل کیا ہے، ❷ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کا مقصود اس کا [فرضِ عین] ہونا ہے، کیونکہ ان کی یہ عادت معلوم ہوچکی ہے، کہ وہ عنوانوں کے بعد ایسے آثار ذکر کرتے ہیں، جن کے ذریعے سے ان (عنوانوں) کی توضیح، تکمیل اور اس باب میں روایت کردہ حدیث کے متعدد احتمالات میں سے ایک کی تعیین ہوتی ہے۔'' ❸

۔۲۔

اکابر علمائے امت کے اقوال سے اخذ کردہ نو نتائج:

ا: تکبیر اولیٰ کے بارے میں لاپرواہی کرنے والا شخص بے کار اور غیر معتبر آدمی ہے۔

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأذان، ۲/ ۱۲۵.

❷ یہ حضرت حسن بصری کے سابقہ ذکر کردہ قول: [اگر اس کی والدہ اسے باجماعت نمازِ عشاء پڑھنے سے روکے، ......] کی طرف اشارہ ہے۔

❸ فتح الباري ۲/ ۱۲۵.

ب: مریض اور خوف زدہ شخص کے علاوہ کسی بھی شخص کے لیے باجماعت نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

ج: باجماعت نماز کی فرضیّت مقیم اور مسافر دونوں پر ہے۔

د: شہری اور دیہاتی سب پر نمازِ باجماعت فرض ہے۔

ہ: باجماعت نماز چھوڑنے کے بارے میں والدین کے حکم کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔

و: اذان سننے کے بعد باجماعت نماز کی تیاری کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا جائز نہیں۔

ز: باجماعت نماز کے لیے جانے کی صورت میں کسی چیز کے ضائع ہونے کے اندیشے کے باوجود اس کے لیے جانا ضروری ہے۔

ح: مسجد کی طرف جانا ناممکن نہ بنانے والی بیماری کی بنا پر باجماعت نماز کے لیے جانا ترک نہ کیا جائے گا۔

ط: امام حسن بصری اور امام اوزاعی باجماعت نماز کو [فرضِ عین] سمجھتے تھے۔ امام بخاری کی تحریر سے بھی ان کی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔

کیا اس کے بعد باجماعت نماز سے پیچھے رہنے کی خاطر یہ بہانہ پیش کرنا:

[جمہور علمائے امت اسے [سنّت] کہتے ہیں، کہ جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ نہیں]

مناسب ہے؟

﴿ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴾ [1]

---

[1] سورہ ق / الآیة ۳۷. [ترجمہ: بے شک اس میں اس شخص کے لیے ضرور عبرت ونصیحت ہے، جس کے پاس دل ہے یا وہ (دماغ) حاضر کرکے کان لگا کرسنے]۔

-ز-

بلادِ مقدّسہ کے علماء کا موقف

بلادِ حرمین شریفین کے بعض علمائے کرام کے فتاویٰ اور ان سے اخذ کردہ نتائج ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

-ا-

بلادِ مقدسہ کے علمائے کرام کے فتاویٰ:

ا: سعودی دائمی مجلس برائے علمی تحقیقات وافتاء:

I: ''باقی رہا نماز باجماعت، تو یہ بھی [واجبِ عین] ہے، جیسا کہ کتاب وسنّت کے دلائل سے ثابت ہے۔'' (1)

II: علماء کا صحیح قول یہ ہے، کہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنا ان مردوں پر واجب ہے، جو اسے باجماعت ادا کرنے کی قدرت رکھتے ہوں۔ لہٰذا جو آدمی بغیر کسی عذر کے مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کریم ﷺ کا نافرمان ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے، کہ نماز باجماعت ادا کرنا، تو اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کے وقت بھی واجب قرار دیا ہے، حالانکہ یہ بہت مشکل وقت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں صحتِ نماز کی بعض شرطوں پر عمل نہیں ہوسکتا، جیسا کہ نمازِ خوف کی بعض صورتوں میں ہوتا ہے، لیکن باجماعت نماز ادا کرنا (اس حالت میں بھی) ضروری ہے۔ (2)

III: اسی مجلس سے سوال کیا گیا:

---

(1) فتاوی اسلامیه ١/ ٤٧٤.

(2) ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١/ ٤٦١-٤٦٢.

''کیا مسلمان کے لیے پڑھائی کی مشغولیت اور اسباق کے اوقات کی بنا پر باجماعت نماز چھوڑنا جائز ہے؟''

ان کی طرف سے حسبِ ذیل جواب دیا گیا:

"يَجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِ أَنْ يُؤَدِّيَ الصَّلَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمَسَاجِدِ. وَلَا يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يَتَخَلَّفَ عَنْهَا إِلَّا لِعُذْرٍ شَرْعِيٍّ كَمَرَضٍ أَوْ خَوْفٍ.

أَمَّا الْاِشْتِغَالُ بِالدِّرَاسَةِ فَلَا يُسَوِّغُ تَرْكَ الْجَمَاعَةِ". [1]

''مسلمان پر واجب ہے، کہ وہ فرض نماز مسلمانوں کے ساتھ مسجدوں میں باجماعت ادا کرے۔ شرعی عذر، جیسے بیماری یا خوف، کے سوا اس سے پیچھے نہ رہے۔ پڑھائی میں مشغولیت ترکِ جماعت کے لیے عذرِ شرعی نہیں ہے۔''

IV: اسی مجلس سے سوال کیا گیا:

''میری دکان ہے، نماز کے وقت میں باجماعت نماز ادا کرنے کی غرض سے مسجد جاتا ہوں۔ میرے والد کہتے ہیں: ''دکان میں نماز پڑھو اور مسجد نہ جاؤ۔''

کیا اس بارے میں والد کی اطاعت واجب ہے؟

مجلسِ دائمی نے اپنے جواب میں تحریر فرمایا:

"لَقَدْ أَصَبْتَ فِي ذِهَابِكَ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَدَاءِ صَلَاةِ الْفَرِيْضَةِ جَمَاعَةً فِيْهِ، وَلَا تُطِعْ وَالِدَكَ فِي أَمْرِهِ إِيَّاكَ بِالصَّلَاةِ فِي الْمَتْجَرِ، فَإِنَّهُ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

---

[1] فتاوى اللجنة الدائمة، الفتوى رقم ٥٧١٣، ٧/ ٥٦.

وَعَلَيْكَ بِنُصْحِ أَبِيْكَ بِرِفْقٍ، وَقِرَاءَةِ الْفَتْوٰى عَلَيْهِ، رَجَاءَ أَنْ يَهْدِيَهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ". ❶

''فرض نماز باجماعت ادا کرنے کی غرض سے آپ کا مسجد میں جانا درست (اقدام) ہے۔ والد کے دکان میں نماز ادا کرنے کے حکم کی تعمیل نہ کیجیے، کیونکہ خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔

اپنے والد کو نرمی کے ساتھ نصیحت کیجیے اور (یہ) فتویٰ انہیں اس امید کے ساتھ سنائیے، کہ (شاید) اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے دیں۔''

ب: شیخ عبدالرحمٰن السعدی ❷ لکھتے ہیں:

"وَهِيَ فَرْضُ عَيْنٍ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى الرِّجَالِ حَضَرًا وَسَفَرًا". ❸

''وہ (یعنی باجماعت نماز) مردوں پر حضر و سفر میں پانچوں نمازوں کے لیے فرضِ عین ہے۔''

ج: شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید ❹ کا فتویٰ:

شیخ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا:

"مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ، وَلَمْ يَشْهَدْ صَلَاةَ الْجَمَاعَةِ بِدُوْنِ عُذْرٍ،

---

❶ فتاویٰ اللجنة الدائمة، الفتویٰ رقم ۵۷۱۳، ۷/ ۶۱.

❷ شیخ عبدالرحمٰن السعدي: ابوعبداللہ، عبدالرحمٰن بن ناصر آل سعدي، ۱۳۰۷ھ میں پیدا اور ۱۳۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ تفسیر السعدي اور دیگر چالیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور سعودی عرب کے کبار علماء کے استاذ۔ (ملاحظہ ہو: کتاب "منهج السالكين" کے محقق کا مقدمہ ص ۱۱۔۴۳).

❸ منهج السالكين وتوضيح الفقه في الدين ص ۷۷.

❹ شیخ عبداللہ بن محمد بن حمید: المسجد الحرام کے دینی و انتظامی امور، سعودی مجلسِ قضاء اعلیٰ اور رابطہ عالم اسلامی کے مجمع فقہ اسلامی کے سابق رئیس، ۱۴۰۲ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: مقدمہ "الفتاویٰ والدروس في المسجد الحرام" ص ۱۷۔۴۸).

فَمَا حُكْمُهُ؟"

"جو شخص اذان سننے کے بعد بلا عذر نمازِ باجماعت میں حاضر نہ ہو، اس کا حکم کیا ہے؟"

انہوں نے جواب میں فرمایا:

هٰـذَا مُـجْـرِمٌ وَعَاصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ حَقِّ الْمُجَاهِدِيْنَ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي الصُّفُوْفِ . فَـلَـوْ كُـنْـتَ تُـقَـاتِلُ الْعَدُوَّ ، بِيَدِكَ الرَّشَاشُ أَوِ الْبُنْدُقِيَّةُ ، وَدَخَـلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ ، مَـا جَـازَ لَكَ تَتْـرُكُ الْجَمَاعَةَ إِذَا أَمْكَنَ . قال تعالى: ﴿ وَإِذَا كُنْتَ ....

لَـمْ يُسْـمَـحْ لَهُـمْ فِـيْ تَـرْكِ الْـجَمَاعَةِ فِيْ حَالِ الْقِتَالِ وَضَرْبِ الرُّؤُوْسِ بِالسُّيُوْفِ ، مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْجَمَاعَةَ لَا بُدَّ مِنْهَا . [1]

یہ (ایسا شخص) مجرم اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صفوں میں لڑتے ہوئے مجاہدین کو (اسے قائم کرنے کا) حکم دیا ہے۔

اگر تم دشمن کے ساتھ لڑ رہے ہو اور تمہارے ہاتھ میں خودکار (ہتھیار) یا بندوق ہو اور نماز کا وقت آجائے، تو استطاعت ہوتے ہوئے، تمہارے لیے جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ترجمہ: جب آپ...........

لڑائی اور تلواروں کے ساتھ سروں کو مارنے کے وقت بھی انہیں جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ جماعت سے

---

[1] الفتاوى والدروس في المسجد الحرام ص ٣١٠ باختصار.

مفر نہیں۔ (یعنی اس کا قائم کرنا ضروری اور لازمی ہے)۔

د: شیخ ابن باز (1) کے فتاویٰ:

I: " وَالْأَحَادِيْثُ الدَّالَّةُ عَلٰى وُجُوْبِ الصَّلَاةِ فِيْ الْجَمَاعَةِ، وَعَلٰى وُجُوْبِ إِقَامَتِهَا فِيْ بُيُوْتِ اللّٰهِ الَّتِيْ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ، وَيُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُهُ كَثِيْرَةٌ جِدًّا.

فَالْوَاجِبُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ الْعِنَايَةُ بِهٰذَا الْأَمْرِ، وَالْمُبَادَرَةُ إِلَيْهِ، وَالتَّوَاصِيْ مَعَ أَبْنَائِهِ، وَأَهْلِ بَيْتِهِ، وَجِيْرَانِهِ، وَسَائِرِ إِخْوَانِهِ الْمُسْلِمِيْنَ، اِمْتِثَالًا لِأَمْرِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﷺ، وَحَذْرًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ وَرَسُوْلُهُ ﷺ، وَابْتِعَادًا عَنْ مُشَابَهَةِ أَهْلِ النِّفَاقِ الَّذِيْنَ وَصَفَهُمُ اللّٰهُ بِصِفَاتٍ ذَمِيْمَةٍ، مِنْ أَخْبَثِهَا تَكَاسُلُهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ". (2)

"ایسی احادیث بہت زیادہ ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ نماز باجماعت اللہ تعالیٰ کے ان گھروں میں ادا کرنا واجب ہے، جن کے بلند کرنے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے، کہ وہ اس کا (خود) اہتمام کرے اور اپنے بیٹوں، اہل خانہ، پڑوسیوں اور دیگر تمام مسلمان بھائیوں کو بھی اس کی تلقین کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کریم ﷺ کے حکم کی

---

(1) شیخ ابن باز: ابوعبداللہ، عبدالعزیز بن عبداللہ آل باز، ۱۳۳۰ھ میں پیدا اور ۱۴۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ مدینہ یونیورسٹی کے سابق چانسلر، سعودی عرب کے مفتی اعظم، إدارة البحوث العلمية والإفتاء اور رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے سابق رئیس. (ملاحظہ ہو: المذهب الحنبلي ۲/ ۵۷۹؛ ومقدمة مقالات وفتاویٰ ابن باز ص ۳۰۔۳۱).

(2) فتاویٰ علماء البلد الحرام ص ۱۷۴۔ ۱۷۵.

تعمیل ہو اور اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کریم ﷺ کی ممنوعہ باتوں سے اجتناب ہو اور ان منافقوں کی مشابہت سے دوری ہو، جن کا اللہ تعالیٰ نے ان کی بُری عادتوں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ان میں سے ایک خبیث ترین عادت ان کا نماز کے بارے میں سستی کرنا ہے۔'' ❶

II: ''بلا شک وشبہ بغیر کسی عذر کے نماز باجماعت ترک کرنا، ان منکرات میں سے ہے، جن سے منع کرنا ضروری ہے، کیونکہ مَردوں پر واجب ہے، کہ وہ پانچوں نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کریں اور یہ بات بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔'' ❷

III: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں، کہ وہ رات بھر اس قدر بیدار رہے، کہ نمازِ فجر باجماعت یا بروقت ادا نہ کر سکے، خواہ رات کی یہ بیداری قرآن مجید کی تلاوت یا طلبِ علم کی وجہ سے کیوں نہ ہو، تو اس سے اندازہ لگایئے، کہ اس بات کی کس طرح اجازت ہوسکتی ہے، کہ آدمی شب بھر ٹیلی ویژن دیکھے یا تاش کھیلنے میں مشغول رہے اور نمازِ فجر ضائع کردے؟

اپنے اس طرزِ عمل کی وجہ سے یہ شخص گناہ گار اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا مستحق ہے۔

حکمرانوں کی طرف سے بھی یہ سزا کا مستحق ہے۔ حکمرانوں پر فرض ہے، کہ وہ اسے اور اس جیسے لوگوں کو سزا دے کر نماز ضائع کرنے سے روکیں۔

اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک عمداً نمازِ فجر کو طلوعِ آفتاب کے بعد تک مؤخر کرنا [کفرِ اکبر] ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

---

❶ مقالات وفتاویٰ سماحة الشیخ ابن باز (اردو ترجمه) ص ۲۱۹.

❷ فتاویٰ اسلامیه ۱/ ٤٦٠.

"بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ". ❶

''آدمی اور کفر وشرک کے درمیان فرق ترکِ نماز ہے۔'' ❷

ہ: شیخ محمد بن صالح العثیمین ❸ کا فتویٰ:

باجماعت نماز کے حکم کے متعلق تفصیلی گفتگو کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے:

"وَعَلَى كُلِّ حَالٍ فَيَجِبُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ عَاقِلٍ ذَكَرٍ بَالِغٍ أَنْ يَشْهَدَ صَلَاةَ الْجَمَاعَةِ سَوَاءً كَانَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ أَمْ فِي الْحَضَرِ". ❹

''بہرحال ہر بالغ عاقل مرد مسلمان پر واجب ہے، کہ وہ سفر وحضر میں باجماعت نماز میں حاضر ہو۔''

و: شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ ❺ کا فتویٰ:

''ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، کہ وہ تمام نمازوں کو باجماعت مسجد میں ادا کرے، اس کا خاص اہتمام کرے اور ہر اس بات سے دور رہے، جو اللہ تعالیٰ کے فرائض کی بجا آوری میں رکاوٹ بنے۔ ان فرائض میں سے اہم ترین نمازِ فجر ہے۔'' ❻

---

❶ ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحديث ١٣٤ ـ (٨٢)، ١/ ٨٨.

❷ ملاحظہ ہو: فتاویٰ اسلامیہ ١/ ٤٧٢ ـ ٤٧٣.

❸ شیخ محمد بن صالح العثیمین: ١٣٤٧ھ میں پیدا اور ١٤٢١ھ میں فوت ہوئے، جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے سابق پروفیسر اور سعودی مجلس کبار العلماء کے تاوفات رکن رہے۔ (ملاحظہ ہو: مقدمہ شرح رياض الصالحين للشيخ العثيمين ١/ ج ـ ي). ❹ فتاوىٰ أركان الإسلام ص ٣٦٧.

❺ شیخ ابن جبرین: سعودی عرب کے چوٹی کے علماء میں سے اور سعودی دائمی مجلس افتاء کے سابق رکن۔

❻ المرجع السابق ١/ ٤٥٤.

ز: ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان [1] کا قول:

" فَصَلَاةُ الْجَمَاعَةِ فَرْضٌ عَلَى الرِّجَالِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَفِي حَالِ الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ وُجُوْبًا عَيْنِيًّا، وَالدَّلِيْلُ عَلَى ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَعَمَلُ الْمُسْلِمِيْنَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ، خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ". [2]

''باجماعت نماز مردوں پر حضر وسفر، امن وخوف میں [واجب عینی] ہے۔ کتاب وسنّت اور سلف سے لے کر خلف تک صدیوں میں پھیلا ہوا عمل اس بات کی دلیل ہے۔''

-۲-

بلادِ مقدّسہ کے علمائے کرام کے فتاویٰ سے ماخوذ چودہ باتیں:

ا: مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا [واجب عینی] ہے۔

ب: کتاب وسنّت اور صدیوں میں پھیلا ہوا سلف سے خلف تک کا عمل اس کی دلیل ہے۔

ج: استطاعت کے باوجود اسے مسجد میں ادا نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولِ کریم ﷺ کا نافرمان، گناہ گار اور مجرم ہے۔

د: پڑھائی کی مشغولیت کی بنا پر اسے چھوڑنا جائز نہیں۔

ہ: کاروباری مصلحت کے پیش نظر اسے دکان میں ادا کرنے کی اجازت نہیں۔

و: والد کے اسے دکان میں ادا کرنے کے حکم کی تعمیل نہیں کی جائے گی۔

---

[1] داکتر صالح بن فوزان بن عبدالله الفوزان: سعودی عرب کے چوٹی کے علماء میں سے، سعودی دائمی مجلس افتاء اور مجلس کبار العلماء کے رکن۔

[2] الملخص الفقهي ۱/ ۱۹۳.

ز: ایسے والد کو نرمی سے نصیحت کی جائے گی اور محققین علماء کے فتاویٰ سے آگاہ کیا جائے گا۔

ح: مساجد میں باجماعت نماز ترک کرنا ایسی بُرائی ہے، جس سے منع کرنا واجب ہے۔

ط: ہر مسلمان پر واجب ہے، کہ وہ اپنے بیٹوں، کنبے کے دیگر افراد، پڑوسیوں اور مسلمان بھائیوں کو اس کی تلقین کرے۔

ی: کسی مسلمان کے لیے شب بھر قرآنِ مجید کی تلاوت اور طلبِ علم کی خاطر بیدار رہ کر نمازِ فجر ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔

ک: رات بھر ٹیلی ویژن دیکھنے یا تاش کھیلنے میں مشغول رہ کر نمازِ فجر ضائع کرنے والا گناہ گار اور سزا کا مستحق ہے۔

ل: اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے، کہ ایسے شخص کو سزا دے کر اسے نمازِ فجر ضائع کرنے سے منع کرے۔

م: اہلِ علم کی ایک جماعت کے نزدیک نمازِ فجر عمداً طلوعِ آفتاب کے بعد تک مؤخر کرنا [کفرِ اکبر] ہے۔

ن: ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، کہ وہ ایسی باتوں سے دور رہے، جو نمازِ فجر مسجد میں باجماعت ادا کرنے میں اس کے لیے رکاوٹ بنیں۔



تنبیہات

اس مقام پر حضرات وخواتین قارئین کی توجہ درجِ ذیل باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

ا: مرد حضرات کے لیے:

با جماعت نماز کے بارے میں غفلت اور پیش آمدہ رکاوٹوں کے ازالے کے لیے درجِ ذیل آٹھ باتوں پر غور وخوض کی باادب درخواست ہے۔

ا: باجماعت نماز کے مقابلے میں ہر دنیوی چیز کی حقارت:

کیا دنیا کی سب سے قیمتی چیز، بلکہ پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، باجماعت نماز کے عوض ملنے والے اخروی اجر وثواب کا مقابلہ کرسکتی ہے؟

آنحضرت ﷺ نے کس قدر جامع بات ارشاد فرمائی ہے:

"وَاللّٰهِ! مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هٰذِهِ..... وَأَشَارَ يَحْيٰى بِالسَّبَّابَةِ ..... فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَا يَرْجِعُ". [1]

"اللہ تعالیٰ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی یہ انگلی — یحییٰ نے انگوٹھے کے ساتھ اشارہ کیا — سمندر میں ڈالے، پھر وہ دیکھے، کہ وہ (یعنی انگلی سمندر سے) کیا لے کر پلٹی ہے؟" [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامة، رقم الحدیث ٥٥ـ (٢٨٥٨) عن مستورد رضی اللہ عنہ، ٤/ ٢١٩٣.

[2] اس مثال سے مراد یہ ہے، کہ دنیا کی حیثیت آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے، جیسی کہ پانی کے چند قطروں کی سمندر کے مقابلے میں ہے۔

دنیا کی کسی بھی چیز کے حصول کی خواہش اور جستجو کی بنا پر باجماعت نماز کے بارے میں کوتاہی کرنے والے کا معاملہ نافرمان بنی اسرائیل ایسا ہے، جن کے متعلق رب ذوالجلال نے فرمایا:

(أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ) ❶

[کیا تم بہتر چیز کو کمتر چیز سے بدلنا چاہتے ہو؟]

۲: باجماعت نماز کی بجائے مطلوبہ چیز کا اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونا:

باجماعت نماز میں کوتاہی کر کے دنیا کی کسی بھی چیز کے حصول کی جستجو کرنے والا اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھے، کہ اس کی مطلوبہ چیز اور کائنات کی ہر چیز کے مالک تو تنہا ربّ ذوالجلال ہی ہیں۔ انہوں نے خود ہی بتلایا ہے:

(فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ) ❷

[سو پاک ہیں وہ جن ہی کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہی ہے اور ان ہی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔]

مطلوبہ چیز اور کائنات کی ہر چیز عطا کرنے اور نہ کرنے کا اختیار صرف انہی کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے خود فرمایا:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ❸

[کہہ دیجیے: اے اللہ! بادشاہی کے مالک! آپ جسے چاہیں بادشاہی دیتے ہیں اور جس سے چاہیں بادشاہی چھین لیتے ہیں اور جسے چاہیں عزت

---

❶ سورة البقرة/ جزء من الآية ٦١.

❷ سورة يسين/ الآية ٨٣.

❸ سورة آل عمران / الآية ٢٦.

دیتے ہیں اور جسے چاہیں ذلیل کر دیتے ہیں۔ آپ ہی کے ہاتھ میں ہر بھلائی ہے۔ بے شک آپ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہیں۔]

ان کے عطا فرمانے پر پر کوئی روک نہیں سکتا اور روکنے پر کوئی دے نہیں سکتا۔

انہی کا ارشادِ عالی ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [1]

[اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے جو رحمت کھول دیں، تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو روک لیں، تو اس کے بعد کوئی اسے بھیجنے والا نہیں اور وہی سب پر غالب اور کمال حکمت والے ہیں۔]

جب صورتِ حال یہ ہے، تو دنیا کی کسی بھی چیز کے حصول کی خاطر باجماعت نماز میں کوتاہی کر کے کائنات کے تنہا مالک اور عطا کرنے کا بلا شرکت غیرے اختیار رکھنے والے رب کریم سے بگاڑنے کی حماقت کا کیا جواز ہے؟

۳: رضائے مخلوق کی خاطر خالق کو ناراض کرنے کا منافیٔ عقل ہونا:

کسی بھی شخص یا گروہ کی خوش نودی کی خاطر باجماعت نماز میں کوتاہی سے پیشتر خوب اچھی طرح غور کیا جائے، کہ اس طرزِ عمل سے کون ناراض ہوں گے؟ ان کی ناراضی کے کیا اثرات ہوں گے؟ اور اگر دوسروں کی ناراضی کی پروا کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی جستجو کی جائے، تو پھر کیا نتائج ہوں گے؟

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں کیسی عظیم الشان راہ نمائی فرمائی ہے۔ ارشادِ کریم ہے:

"مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ.

---

[1] سورة فاطر / الآية ٢.

وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَکَلَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ." ❶

[''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی اذیّت سے بچا لیتے ہیں اور جو شخص لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کردیتے ہیں'']۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

"مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰہِ بِسَخَطِ النَّاسِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَأَرْضَى النَّاسَ عَنْهُ. وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ، سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ". ❷

[''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے، (تو) اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجاتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کردیتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا طلب کرتا ہے، (تو) اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس پر ناراض کردیتے ہیں۔'']

تو کیا اس کے بعد کسی کی بھی رضا کی خاطر باجماعت نماز چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا عقل مندی کا سودا ہے؟

---

❶ جامع الترمذي، أبواب الزهد، باب، جزء من رقم الحديث ۲۵۲۷ عن عائشة رضي الله عنها، ۷/ ۸۲. شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح جامع الترمذي ۲/ ۲۸۸).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان، كتاب البر والإحسان، باب الصدق والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ذكر رضاء الله جل وعلا عمن التمس رضاه بسخط الناس، رقم الحديث ۲۷۶ عن عائشة رضي الله عنها، ۱/ ۵۱۰. شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ۱/ ۵۱۰).

۴: اذان سننے پر اگلی مسجد میں نماز ادا کرنے کی [شیطانی تجویز] پر توجہ نہ کرنا:

اللہ رب العالمین کی دعوت [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کانوں تک پہنچ جانے کے بعد، اگلی مسجد میں جا کر جماعت ادا کرنے کی [شیطانی تجویز] کی بنا پر اپنی جماعت خطرے میں نہ ڈالے۔ زندگی کا پہیہ جام کر لے، اولین مسجد ہی میں باجماعت نماز ادا کرے اور پھر رب رزّاق کے بھروسے پر اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اپنی جدوجہد کا ازسرِ نو آغاز کرے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ أَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ❶

[اور ہر مسجد کے پاس اپنے چہرے سیدھے کرو]

امام ضحاک اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اَلْمَعْنٰى إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، وَأَنْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ، فَصَلُّوْا فِيْهِ، وَلَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: "أُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِيْ أَوْ مَسْجِدِ قَوْمِيْ". ❷

"معنٰی یہ ہے: جب (وقتِ) نماز آ جائے اور تم کسی مسجد کے پاس ہو، تو اس میں نماز پڑھو۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: "میں اپنی مسجد یا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھوں گا۔"

۵: باجماعت نماز کا اہتمام کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنا:

صحبت اپنا اثر رکھتی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو باجماعت نماز کا اہتمام کرنے والوں

---

❶ سورة الأعراف/ جزء من الآية ٢٩.

❷ منقول از تفسير القاسمي ٧/ ٥٢.

کی صحبت اختیار کی جائے۔ صحبت کے اثرات کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کس قدر جامع اور پر مغز بات ارشاد فرمائی ہے:

"اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهِ، فَلْیَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ یُخَالِلُ". ❶

''آدمی اپنے دوست کے دین ❷ پر ہوتا ہے، سو تم میں سے ایک کو دیکھنا چاہیے، کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔''

۶: غافل لوگوں کی صحبت کی صورت میں انہیں جماعت کی دعوت دیتے رہنا:

اگر باجماعت نماز کی قدر و قیمت سے غافل لوگوں سے واسطہ ہو، تو صرف باجماعت نماز ادا کرنا ہدف نہ ہو، بلکہ اپنا نشانہ اُن لوگوں کو باجماعت نماز کے لیے مسجد لے جانا رکھے۔ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کے لیے وصیّت ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھے:

﴿یٰبُنَیَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾. ❸

[اے میرے چھوٹے سے بیٹے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اور جو مصیبت تجھے پہنچے اس پر صبر کرو۔ بے شک یہ ہمت کے کاموں سے ہے]۔

حضرت لقمان نے بیٹے کو [نماز قائم کرنے کا حکم] دینے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اس کے ساتھ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تلقین فرمائی۔ خیر اور نیکی کے کسی کام پر کاربند رہنے کے لیے ایک بہترین نسخہ یہ ہے، کہ اسی کام کا حکم دوسروں کو دیا جائے۔

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من يؤمر أن يجالس، رقم الحديث ٢٨٢٣ عن أبي هريرة رضي الله عنه، ١٣ / ١٢٣. شیخ نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ٣ / ٩١٧). نیز دیکھئے: سلسلة الأحاديث الصحيحة ٢ / ٦٣٣.

❷ یعنی اپنے دوست ایسی عادت، طریقے اور سیرت پر۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ١٣ / ١٢٣).

❸ سورة لقمان / الآية ١٧.

۷: باجماعت نماز رہ جانے کے باوجود مسجد جانا:

باجماعت نماز چھوٹ جانے یا چھوڑنے کی صورت میں گھر، دفتر، دکان، فیکٹری وغیرہ میں نماز ادا نہ کرے، بلکہ مسجد جا کر نماز ادا کرے۔ باجماعت نماز کا رہ جانا عظیم خسارہ اور چھوڑنا سنگین غلطی ہے۔ مسجد کی بجائے گھر وغیرہ میں بلا عذر نماز ادا کرنا ایک دوسری غلطی ہے۔ ایک خسارے کا ہونا یا ایک غلطی کا ارتکاب کرنا دوسری غلطی کے لیے سندِ جواز نہیں بنتا۔

علاوہ ازیں مسجد میں جانے پر شاید کوئی دوسرا ایسا شخص مل جائے، کہ اس کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کی جاسکے۔

۸: باجماعت نماز کی اہمیت کے متعلق بات سنتے سناتے رہنا:

باجماعت نماز کے فضائل، فرضیت اور اللہ والوں کے اس کی خاطر اہتمام کے واقعات کثرت سے پڑھتا، سنتا اور دوسروں کو سناتا رہے، شاید کہ اس سے باجماعت نماز کے لیے اس کے شوق کی تجدید ہوتی رہے اور اسے تقویت ملتی رہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. [1]

ب: قابلِ احترام خواتین کے لیے:

اس سلسلے میں تین باتیں ذیل میں ملاحظہ فرمالیجیے:

ا: خاتون کی گھر کی نماز کا باجماعت نماز سے اعلیٰ ہونا:

خاتون کی گھر میں ادا کی جانے والی فرض نماز مسجد میں اس کی باجماعت پڑھی جانے والی نماز سے اعلیٰ ہے۔ امام احمد نے حضرت اُمِّ حمید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

---

[1] ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے لیے یہ مشکل نہیں۔

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ".

''یا رسول اللہ ۔ ﷺ ۔! بے شک میں آپ کے ساتھ نماز پسند کرتی ہوں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيْ، وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ". [1]

''بے شک مجھے معلوم ہے، کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنا پسند کرتی ہو، (لیکن) اپنے گھر میں تمہاری نماز حجرے میں تمہاری نماز سے افضل ہے اور تمہاری حجرے میں نماز اپنے صحن میں تمہاری نماز سے افضل ہے اور تمہارے صحن میں نماز اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز سے افضل ہے اور تمہاری قوم کی مسجد میں نماز میری مسجد میں تمہاری نماز سے افضل ہے۔''

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ٢٧٠٩٠، ٤٥ / ٣٧. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: اسے احمد نے روایت کیا ہے اور عبداللہ بن سوید انصاری کے سوا اس کے [راویان صحیح کے روایت کرنے والے ہیں] اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٢ / ٤٣؛ وفتح الباري ٢ / ٣٥٠؛ وهامش المسند ٤٥ / ٣٧).

۲: شرعی آداب کی پابندی کرتے ہوئے باجماعت نماز کے لیے جانا:

مسلمان خاتون باجماعت نماز کی خاطر شرعی آداب ❶ کی پابندی کرتے ہوئے جانا چاہے، تو اسے اجازت دی جائے گی۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی روایت نقل کی ہے:

''إِذَا اسْتَأْذَنَتِ الْمَرْأَةُ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا''. ❷

''جب خاتون تم میں سے کسی سے مسجد کے لیے اجازت طلب کرے، تو وہ اسے منع نہ کرے۔''

۳: اپنے مردوں کو باجماعت نماز کی دعوت دے کر جماعت کا اجر پانا:

مسلمان خاتون گھر میں موجود مرد حضرات اور سمجھدار بچوں کو باجماعت نماز کے لیے جانے کی دعوت دے۔ اس کی دعوت پر باجماعت نماز کی خاطر جانے والے ہر شخص کے ثواب کی مانند اس کے لیے اجر و ثواب ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا''. ❸

---

❶ ان شرعی آداب کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ''التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي'' صفحات ۲٤۳۔ ۲٦۳.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب استئذان المرأة زوجها في الخروج إلى المسجد وغيره، رقم الحديث ٥۲۳۸، ۹/ ۳۳۷؛ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة، وأنها لا تخرج مطيبة، رقم الحديث ۱۳٤۔ (٤٤۲)، ۱/ ۳۲٦۔ ۳۲۷. الفاظ حدیث صحيح البخاري کے ہیں۔

❸ صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سنّ سنة حسنة أو سيئة، ومن دعا إلى هدى أو ضلالة، جزء من رقم الحديث ۱٦۔ (۲٦۷٤)، ٤/ ۲۰٦۰. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ''فضائل دعوت'' ص ۱۰۰۔ ۱۰٤.

''جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی، تو جس قدر ثواب اس کی دعوت پر عمل کرنے والوں کو ملتا ہے، اتنا ہی اجر اس کے لیے ہے۔ اسے ملنے والے اجر کی وجہ سے ان [عمل کرنے والوں] کے ثواب میں کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔''



حرفِ آخر

ان گنت حمد وثناء ربّ علیم وحکیم کے لیے، کہ انہوں نے ایک ناتواں اور ناکارے بندے کو [باجماعت نماز] ایسے اہم موضوع کے متعلق یہ اوراق ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب انہی سے اس حقیر کوشش کی قبولیت، اس کے نفع کو عام کرنے اور اس میں موجود نقص کی معافی کی عاجزانہ التجا ہے۔ إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

ا: کتاب کا خلاصہ:

ا: باجماعت نماز کے فضائل:

باجماعت نماز کا اجر وثواب عظیم اور بہت ہی زیادہ ہے۔ اس کا آغاز نماز شروع کرنے سے بہت پہلے ہو جاتا ہے۔ اس کی ابتدا مسجدوں کے ساتھ دل کے اٹکاؤ اور ذہنی طور پر باجماعت نماز کے انتظار سے ہوتی ہے۔ اس کی انتہاء نماز ادا کرنے پر نہیں، بلکہ نماز کی خاطر روانگی کے مقام ...... گھر، دکان، دفتر، کھیت وغیرہ ...... تک واپس آ کر پہنچنے پر ہوتی ہے۔

۲: باجماعت نماز کی فرضیّت:

پانچوں نمازوں کا باجماعت مسجد میں ادا کرنا ان عبادات میں سے ہے، جن کی شدت سے تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب حالات، حتیٰ کہ حالتِ خوف میں بھی، اس کے اہتمام کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس کے قیام کا حکم دیا ہے، اذان کے بعد، باجماعت نماز ادا کیے بغیر مسجد سے نکلنے سے منع فرمایا، نابینے شخص کو سات عذروں کے باوجود مسجد میں باجماعت نماز چھوڑنے کی اجازت نہ دی،

بلاعذر گھر میں ادا کی ہوئی نماز کے غیر معتبر ہونے کا قطعی اور دوٹوک فیصلہ فرمایا، [اس سے پیچھے رہنے کو] منافق لوگوں کی علامت قرار دیا، باجماعت نماز سے خالی بستی پر شیطان کے تسلط کی خبر دی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے چھوڑنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب کی وعید سنائی اور ایسے لوگوں کو ان کے گھروں سمیت، جلانے کے لیے اپنے مصمّم ارادے کا اظہار فرمایا۔ اللہ علیم وخبیر نے بھی اذان سن کر مسجد میں نہ آنے والوں کے بُرے انجام کی خبر دی۔

۳: رسول اللہ ﷺ کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام:

آنحضرت ﷺ باجماعت نماز کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ نیند کے شدید تقاضے کے باوجود نمازِ فجر کے ضیاع کے ڈر سے سونے کی خاطر پڑاؤ نہ ڈالتے، پڑاؤ ڈالنے کی صورت میں سونے سے پہلے صحابہ کو جگانے کی ذمہ داری سونپی، صبح صادق سے کچھ دیر پہلے سوتے وقت لیٹ کر نہ سوئے، اذان سننے پر بستر سے اٹھنے میں جلدی فرماتے، شدید لڑائی کے دوران اسے قائم فرماتے اور شدّتِ مرض اور نہایت لاغری میں باجماعت نماز کی خاطر مسجد میں تشریف آوری کے لیے تاحدِّ استطاعت کوشش فرمائی۔

۴: سلف صالحین کا باجماعت نماز کے لیے اہتمام:

یہ پاک باز لوگ باجماعت نماز کی طرف خصوصی توجّہ دیتے۔ وہ تنگی، آسانی، صحت، بیماری، حضر وسفر، غرضیکہ ہر حالت میں اس کے قائم کرنے کی خاطر کوشش کرتے، دوسروں کو اس کی دعوت دیتے۔ دورِ اوّلین کے مسلمان حکمران بھی اس سے غفلت نہ کرتے۔ خود اس کا شدید اہتمام کرتے اور دوسروں سے اس کی پابندی کروانے کے لیے جدوجہد کرتے۔

۵: باجماعت نماز کے بارے میں علمائے امت کا موقف:

ا: علمائے احناف کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ کسی کو اسے بلا عذر چھوڑنے کی

اجازت نہیں۔ عذر کے بغیر اسے ترک کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ ان کے عام مشائخ کے نزدیک یہ [واجب] ہے۔ بعض نے اسے [سنّت مؤکّدہ] کہا ہے، لیکن انہوں نے بھی اس کی تفسیر وہی کی ہے، جو [واجب] کی ہے۔ اس طرح ان کا عام مشائخ سے اختلاف لفظی ہے، معنوی یا حقیقی نہیں۔

ب: بعض مالکی علماء نے اسے [سنّت] کہا ہے اور بعض نے [سنّت مؤکّدہ] قرار دیا ہے، کہ اس کے کرنے والا ثواب پاتا ہے اور چھوڑنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ بعض مالکی علماء نے اسے [واجب] بھی کہا ہے۔

ج: امام شافعی کسی کو بلا عذر باجماعت نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک بچے کو اس میں شریک ہونے کا حکم دیا جائے، تاکہ یہ بات بچپن ہی سے اس کی عادت بن جائے۔ علمائے شافعیہ میں سے بعض نے اسے [فرضِ عین]، بعض نے [فرضِ کفایہ]، بعض نے [سنّت مؤکّدہ] قرار دیا ہے اور بعض نے اسے [سنّت] کا نام دیا ہے، لیکن ان کا مقصود [سنّت مؤکّدہ] ہے۔ تمام شافعی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ اسے بلا عذر چھوڑنے والا گناہ گار ہے۔

د: امام احمد کا باجماعت نماز کے بارے میں واضح قول یہ ہے، کہ وہ [فرضِ عین] ہے، البتہ وہ [صحتِ نماز کے لیے شرط] نہیں۔ بعض حنبلی علماء نے اسے [صحتِ نماز کے لیے شرط] بھی قرار دیا ہے۔

ہ: اہلِ ظاہر اسے [فرضِ عین] اور [صحت نماز کے لیے شرط] قرار دیتے ہیں۔

و: جن جلیل القدر علماء کا کتاب میں ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے کوئی بھی مریض اور خوف زدہ شخص کے علاوہ کسی اور کو باجماعت نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس کی فرضیّت مقیم، مسافر، شہری اور دیہاتی سب پر ہے۔ بعض نے واضح طور پر بیان کیا ہے، کہ باجماعت نماز چھوڑنے کے بارے میں والدین کے حکم کی بھی تعمیل نہ کی

جائے گی۔ اذان سننے کے بعد باجماعت نماز کی تیاری کے علاوہ کوئی اور کام جائز نہیں، باجماعت نماز کے لیے جانے کی صورت میں کسی چیز کے ضائع ہونے کے اندیشے کے باوجود اس کے لیے جانا ضروری ہے، مسجد کی طرف جانے کو ناممکن نہ بنانے والی بیماری کی بنا پر باجماعت نماز کے لیے نہ جانا درست نہیں۔ امام حسن بصری اور امام اوزاعی باجماعت نماز کو [فرضِ عین] سمجھتے ہیں۔ امام بخاری کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔

ز: کتاب میں بلادِ مقدسہ کے ذکر کردہ علماء کے نزدیک باجماعت نماز [واجب عینی] ہے۔ استطاعت کے باوجود اسے مسجد میں ادا نہ کرنے والا گناہ گار، نافرمان، مجرم اور سزا کا مستحق ہے۔ پڑھائی کی مشغولیت کی بنا پر اسے چھوڑنے یا کاروباری مصلحت کے پیش نظر اسے دکان میں ادا کرنے کی اجازت نہیں۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے، کہ ٹیلی ویژن دیکھنے یا تاش کھیلنے میں شب بھر مشغول رہنے کی وجہ سے نمازِ فجر ضائع کرنے والے کو سزا دے کر اس سے منع کرے۔

۶: تنبیہات:

مرد حضرات کے لیے آٹھ اور قابلِ احترام خواتین کے لیے تین باتیں عرض کی گئی ہیں۔

ب: اپیل:

اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے راقم السطور ادب واحترام اور تاکید واصرار کے ساتھ درخواست کرتا ہے:

ا: اہلِ علم وفضل اور طلبۂ علم سے کہ وہ باجماعت نماز کی اہمیت لوگوں کے لیے واضح کریں اور اس سلسلے میں پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کی حقیقت واضح کریں۔

ب: اہلِ اقتدار اور اصحابِ اختیار سے، کہ وہ اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں باجماعت نماز کا اہتمام کروائیں۔

ج: مشرق ومغرب میں موجود تمام مسلمان مردوں بشمول اہلِ علم اور اہلِ اقتدار سے، کہ وہ تنگی آسانی، سفر وحضر، جنگ وامن، غرضیکہ ہر حالت میں باجماعت نماز قائم کرنے کے لیے تا حدِّ استطاعت جدوجہد کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمين يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلٰى آلِـهٖ وَأَصْحَابِـهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ. وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.



مراجع ومصادر

١ـ "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان" للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٠٨هـ، بتحقيق الأستاذ شعيب الأرناؤوط.

٢ـ "أحكام القرآن" للقاضي أبى بكر بن العربي. ط: دارالمعرفة بيروت، بدون سنة الطبع، بتحقيق الأستاذ علي محمد البجاوي.

٣ـ "اختصار علوم الحديث" (المطبوع مع شرحه الباعث الحثيث) للحافظ ابن كثير، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

٤ـ "الاختيار لتعليل المختار" لأبي الفضل عبدالله الموصلي. ط: المطبعة المنيرية، الطبعة الأولى ١٣٧٦هـ، بتحقيق الأستاذين طٰه محمد الزيني ومحمد عبدالمنعم خفاجي.

٥ـ "الأدب المفرد" للإمام البخاري. ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ، بترتيب الأستاذ كمال يوسف الحوت.

٦ـ "إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل" للشيخ الألباني. ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

٧ـ "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" للحافظ ابن عبدالبر، ط: مكتبة نهضة مصر ومطبعتها الفجالة مصر، بدون الطبعة وسنة الطبع،

بتحقيق الأستاذ علي محمد البجاوي.

٨ـ "الإصابة في تمييز الصحابة" للحافظ ابن حجر. ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٩ـ "الأعلام" للأستاذ الزركلي بدون اسم الناشر، الطبعة الثانية.

١٠ـ "أعلام الموقعين عن رب العالمين" للإمام ابن قيم الجوزية. ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٧هـ، بتحقيق الشيخ محي الدين عبدالحميد.

١١ـ "الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع" لشمس الدين الشربيني الخطيب. ط: مطبعة عيسى البابي الحلبي مصر، سنة الطبع ١٣٥٩هـ.

١٢ـ "إكمال إكمال المعلم" (شرح صحيح مسلم) لأبي عبدالله محمد بن خليفة المالكي. ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٣ـ "الأم" للإمام الشافعي. ط: دارالمعرفة بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٣هـ، بإشراف الشيخ محمد زهري النجار.

١٤ـ "إنجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه" للشيخ محمد علي جانباز، ط: المكتبة القدوسية لاهور، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

١٥ـ "الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف" للإمام ابن المنذر. ط: دار طيبة الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ، بتحقيق د. أبي حماد صغيو أحمد.

١٦ـ "البحر الرائق شرح كنز الدقائق" للعلامة ابن نجيم الحنفي. ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

١٧ـ "بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع" للإمام الكاساني. ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

١٨ـ "بداية المبتدي" (المطبوع مع شرح الهداية) لبرهان الدين المرغيناني، الناشر: مكتبة محمد علي صبيح وأولاده القاهرة، الطبعة الأولى ١٣٨٥هـ، بتخريج الشيخ محمد محي الدين عبدالحميد.

١٩ـ "بذل المجهود في حل أبي داود" للشيخ خليل أحمد السهارنفوري. ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، مع تعليق الشيخ محمد زكريا الكاندهلوى.

٢٠ـ "بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني" للشيخ أحمد عبدالرحمن البناء. ط: دار الأنوار بمصر، الطبعة الأولى ١٣٦٩هـ.

٢١ـ "تاج التراجم في طبقات الحنفية" للشيخ أبي العدل زين الدين قاسم بن قطلوبغا. ط: مطبعة العاني بغداد، سنة الطبع ١٩٦٢م.

٢٢ـ "تاريخ الإسلام" (حوادث ووفيات ٣٥١ـ ٣٨٠هـ) للحافظ الذهبي. الناشر: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بتحقيق د. عمر عبدالسلام تدميري.

٢٣ـ "التاريخ الإسلامي" للأستاذ محمود شاكر، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

٢٤ـ "تاريخ الأمم والملوك" المعروف ب تاريخ الطبري، للإمام الطبري، ط: دار سويدان بيروت، بدون سنة الطبع، بتحقيق الأستاذ محمد أبي الفضل.

٢٥ـ "تاريخ بغداد" للحافظ أبى بكر أحمد بن علي الخطيب. الناشر: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٦ـ "تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق" للعلامة الزيلعي الحنفي. ط: دارالمعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

٢٧ـ "تحفة الأحوذي" (شرح جامع الترمذي) للحافظ محمد عبدالرحمن المباركفوري. الناشر: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٨ـ "تحفة الفقهاء" للعلامة السمرقندي. طبع على نفقة: إدارة إحياء التراث الإسلامي قطر، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق د. محمد زكي عبدالبر.

٢٩ـ "التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي" ر فضل إلٰهي، إدارة ترجمان الإسلام ججرانواله باكستان، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ.

٣٠ـ "تذكرة الحفاظ" للحافظ الذهبي. ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣١ـ "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" للحافظ المنذري. ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع ١٤٠١هـ، بتحقيق الشيخ مصطفٰى محمد عمارة.

٣٢ـ "تعليق الشيخ ابن باز علٰى فتح الباري" ط: مكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣١ـ "تفسير البغوي" المسمّى بـ "معالم التنزيل" للإمام البغوي ط: دارالمعرفة بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٦هـ، بتحقيق الأستاذين

مروان سوار وخالد عبدالرحمن العك .

٣٤ـ "تفسير البيضاوي" المسمّٰى بـ (أنوار التنزيل وأسرار التاويل) للقاضي البيضاوي . ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ .

٣٥ـ "تفسير أبي السعود" المسمّٰى بـ (إرشاد العقل السليم إلٰى مزايا القرآن الكريم" للقاضي أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربي، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٣٦ـ "تفسير القرطبي" المسمّٰى بـ (الجامع لأحكام القرآن) للإمام القرطبي . ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٣٧ـ "التفسير الكبير" المسمّٰى بـ (مفاتيح الغيب) للإمام الرازي . ط: دار الكتب العلمية طهران، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع .

٣٨ـ "تفسير ابن كثير" المسمّٰى بـ (تفسير القرآن العظيم) للحافظ ابن كثير، ط: دارالفيحاء دمشق و دارالسلام الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤١٣هـ .

٣٩ـ "التقريب لفقه ابن قيم الجوزية" للشيخ بكر بن عبدالله بن زيد، ط: مطابع دارالهلال للأوفست الرياض . الطبعة الأولىٰ ١٤٠١هـ .

٤٠ـ "تقريب النواوي" (المطبوع مع شرحه تدريب الراوي) للإمام النواوي . ط: مطبعة السعادة بمصر، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخ عبدالوهاب عبداللطيف .

٤١ـ "التلخيص" (المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين) للحافظ

الذهبي. الناشر: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٢ـ "تهذيب الأسماء واللغات" للإمام النووي. ط: دارالكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٣ـ "تهذيب التهذيب" للحافظ ابن حجر. ط: مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية حيدرآباد الدكن الهند، الطبعة الأولىٰ ١٣٢٦هـ.

٤٤ـ "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي) للإمام الترمذي. الناشر: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٥ـ "جواهر الأكليل" شرح مختصر العلامة خليل للشيخ صالح عبدالسميع الآبى الازهري. ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٦ـ "الجواهر المضية في طبقات الحنفية" لمحى الدين أبي محمد عبدالقادر بن محمد القرشي الحنفي. ط: مطبعة عيسىٰ البابي الحلبي وشركاه، سنة الطبع ١٣٩٨هـ. بتحقيق د. عبدالفتاح محمد الحلو.

٤٧ـ "حاشية الجمل علىٰ شرح المنهج" للشيخ سليمان الجمل. ط: مطبعة مصطفٰي محمد، المكتبة التجارية الكبرىٰ بمصر، سنة الطبع ١٣٥٧هـ بدون الطبعة.

٤٨ـ "حاشية السندي علىٰ سنن النسائى" للشيخ أبي الحسن السندي. ط: دارالفكر بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٤٨هـ.

٤٩ـ "خلاصة الأثر فى أعيان القرن الحادي عشر" للشيخ محمد المحجي.

ط: دار صادر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥٠ـ "الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة" للحافظ ابن حجر العسقلاني. ط: دار الكتب الحديثة بمصر، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥١ـ "الذيل على طبقات الحنابلة" للحافظ ابن رجب الحنبلي. ط: مطبعة السنة المحمدية القاهرة، سنة الطبع ١٣٧٢هـ، بتصحيح الشيخ محمد حامد الفقي.

٥٢ـ "روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني" للعلامة الألوسي. ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٥هـ.

٥٣ـ "روضة الطالبين وعمدة المتقين" للإمام النووي. ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ، بإشراف الأستاذ زهير الشاويش.

٥٤ـ "الروض النضير شرح مجموع الفقه الكبير" للقاضي شرف الدين الحسين بن أحمد السياغي. ط: مكتبة المؤيد الطائف، الطبعة الثانية ١٣٨٨هـ.

٥٥ـ "رياض النفوس في طبقات علماء القيروان وأفريقية" لأبي بكر عبدالله بن أبي عبدالله المالكي. ط:مكتبة النهضة المصرية القاهرة، الطبعة الأولىٰ ١٩٥١م، بتحقيق الأستاذ حسين مؤنس.

٥٦ـ "زاد المسير في علم التفسير" للإمام ابن الجوزى. ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٨٤هـ.

٥٧ـ "الزهد" للإمام هناد بن السري الكوفي التميمي. ط: مطابع الدوحة

الـحـديثة قطر، على نفقة أمير دولة قطر، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ محمد أبي الليث الخير آبادي.

٥٨ـ "سلسلة الأحاديث الصحيحة" (المجلد الرابع) للشيخ الألباني، ط: المكتبة الإسلامية عمان، والدارالسلفية الكويت، الطبعة الأولىٰ ١٣٠٣هـ؛ (والمجلد السادس)، ط: مكتبة المعارف الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ و ١٤١٧هـ.

٥٩ـ "سنن الدار قطني" ط: حديث أكادمي فيصل آباد، بدون الطبعة وسنة الطبعة.

٦٠ـ "سنن الدارمي" للإمام الدارمي، الناشر: حديث أكاديمي فيصل آباد باكستان، سنة الطبع ١٤٠٤هـ.

٦١ـ "سنن أبي داود" (المطبوع مع عون المعبود) للإمام أبي داود، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ، بتحقيق الشيخ عبدالرحمٰن محمد عثمان. أو "سنن أبي داود" (المطبوع مع بذل المجهود). ط: دارالكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٦٢ـ "سنن ابن ماجه" للإمام ابن ماجه. ط: شركة الطباعة العربية السعودية الرياض، الطبعة الثانية ١٤٠٤ هـ، بتحقيق د. محمد مصطفٰى الأعظمي.

٦٣ـ "سنن النسائي" (المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي) للإمام النسائي. ط: دارالفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ.

٦٤ـ "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ، بإشراف الشيخ الأرناؤوط.

٦٥ـ "شجرة النور الزكية" للشيخ محمد بن محمد مخلوف. ط: المطبعة السلفية القاهرة، سنة الطبع ١٣٤٩هـ.

٦٦ـ "شرح رياض الصالحين" للشيخ محمد بن صالح العثيمين، ط: علىٰ نفقة مؤسسة الأميرة العنود آل سعود الخيرية، طبعة عام ١٤٢٨هـ.

٦٧ـ "شرح السنة" للإمام البغوي. ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٠هـ، بتحقيق وتعليق وتخريج الأستاذين الأرناؤوط والشاويش.

٦٨ـ "شرح السيوطي علىٰ سنن النسائي" للإمام السيوطي. ط: دارالفكر بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٨٤هـ.

٦٩ـ "شرح صحيح البخاري لابن بطال" ط: مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٠هـ، بتحقيق أبي تميم ياسر بن إبراهيم.

٧٠ـ "الشرح الصغير علىٰ أقرب المسالك" للعلامة الدردير. ط: عيسىٰ البابي الحلبي وشركاه، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٧١ـ "شرح الطيبي علىٰ مشكاة المصابيح" للعلامة الطيبي، ط: مكتبة نزار مصطفىٰ الباز مكة المكرمة، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧ه، بتحقيق د. عبدالحميد هنداوي.

٧٢ـ "شرح ابن القاسم" (المطبوع مع حاشية الباجوري) ط: عيسىٰ البابي الحلبي وشركاه، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٧٣ـ "الشرح الكبير" للامام شمس الدين ابن قدامة المقدسي. ط: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ.

٧٤ـ "شرح الكرماني لصحيح البخاري" المسمّىٰ بـ(الكواكب الدراري)

للعلامة الكرماني . ط: موسسة المطبوعات الإسلامية القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٧٥- "شرح النووي علٰى صحيح مسلم" للإمام النووي . ط: دارالفكر بيروت، سنة الطبع ١٤٠١هـ.

٧٦- "الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية" للإمام الجوهري . ط: دارالعلم للملايين بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩ ، بتحقيق الشيخ أحمد عبدالغفور عطار .

٧٧- "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام البخاري . نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٧٨- "صحيح الترغيب والترهيب" تحقيق الشيخ الألباني . ط: مكتبة المعارف الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

٧٩- "صحيح ابن خزيمة" للإمام ابن خزيمة . ط: المكتب الإسلامى بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق د . محمد مصطفٰى الأعظمي .

٨٠- "صحيح سنن الترمذي" للشيخ الألبانى، الناشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

٨١- "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني . الناشر مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

٨٢۔ "صحيح سنن ابن ماجه" للشيخ الالباني، الناشر: مكتبة التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٨٣۔ "صحيح سنن النسائي" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني. الناشر: مكتبة التربية العربي لدول الخليج. الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٨٤۔ "صحيح مسلم" للإمام مسلم، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، سنة الطبع ١٤٠٠هـ، بتحقيق الشيخ محمد فواد عبدالباقي.

٨٥۔ "الصلاة" لإمام أهل السنة أحمد بن حنبل، ط: دارالقاسم الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ، بتحقيق الأستاذ صبري بن سلامه شاهين.

٨٦۔ "ضعيف سنن أبي داود" ضعّف أحاديثه الشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولىٰ: ١٤١٧هـ.

٨٧۔ "الضوء اللامع لأهل القرن التاسع" للحافظ السخاوي. ط: مكتبة القدسي القاهرة، سنة الطبع ١٣٥٤هـ.

٨٨۔ "الطبقات السنية في تراجم الحنفية" لتقي الدين بن عبدالقادر التميمي الداري الحنفي، الناشر: دار الرفاعي الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٣هـ، بتحقيق د. عبدالفتاح محمد الحلو.

٨٩۔ "طبقات الشافعية" للشيخ ابن قاضي شهبة الدمشقي. ط: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حيدرآباد الدكن، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٩ هـ، بتحقيق د. عبدالعليم خان.

٩٠ـ "طبقات الشافعية الكبرىٰ" للشيخ تاج الدين السبكي. ط: عيسىٰ البابي الحلبي وشركاه، الطبعة الأولىٰ ١٣٨٨هـ، بتحقيق الأستاذين عبدالفتاح محمد الحلو ومحمود محمد الطنابي.

٩١ـ "طبقات الفقهاء الشافعية" للشيخ أبي عاصم بن أحمدالعبادي. ط: ليدن، سنة الطبع ١٩٦٤م.

٩٢ـ "الطبقات الكبرىٰ" للإمام ابن سعد. ط: دار صادر بيروت، سنة الطبع ١٣٨٨هـ.

٩٣ـ "عمدة القاري شرح صحيح البخاري" للعلامة العيني. ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٩٤ـ "عون المعبود" (شرح سنن أبي داود) للعلامة أبي الطيب العظيم آبادي. ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ، بتحقيق الشيخ عبدالرحمٰن محمد عثمان.

٩٥ـ "غاية الاختصار" (المطبوع مع كفاية الأخيار) للقاضي أبي شجاع الأصبهاني. طبع علىٰ نفقة الشؤون الدينية بدولة قطر، الطبعة الثالثة بدون سنة الطبع، بمراجعة الشيخ عبدالله بن إبراهيم الأنصاري.

٩٦ـ "غاية المرام بأخبار سلطنة البلد الحرام" للشيخ عزالدين عبدالعزيز ابن عمر بن محمد بن فهد الهاشمي. نشر وتوزيع: مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي مكة المكرمة، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٦هـ، بتحقيق الأستاذ فهيم محمد شلتوت.

٩٧ـ "غاية المنتهي في الجمع بين الإقناع والمنتهي" للعلامة مرعي ابن يوسف الحنبلي. الناشر: الموسسة السعيدية الرياض، الطبعة الثانية

١٤٠١هـ.

٩٨ـ "غريب الحديث" للإمام ابن الجوزي. ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٥هـ، بتخريج وتعليق د. عبدالمعطي أمين قلعجي.

٩٩ـ "غريب الحديث" للإمام الهروي، ط: دارالكتاب العربي بيروت مصورة عن الطبعة الأولىٰ ١٣٩٦هـ.

١٠٠ـ "الفائق في غريب الحديث" للعلامة الزمخشري. ط: دارا المعرفة بيروت، الطبعة الثانية بدون سنة الطبع، بتحقيق الأستاذين علي محمد البجاوي ومحمد أبي الفضل إبراهيم.

١٠١ـ "فتاوىٰ أركان الإسلام" للشيخ العثيمين، جمع وترتيب الشيخ فهد بن ناصر السليمان، ط: دار الثريا الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ.

١٠٢ـ "فتاوىٰ علماء البلد الحرام" جمع وتخريج د. خالد بن عبدالرحمٰن الجريسي، توزيع مؤسسة الجريسي الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ.

١٠٣ـ "الفتاوىٰ الكبرىٰ" للإمام ابن تيمية. ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ، بتحقيق الأستاذين محمد عبدالقادر عطا ومصطفٰى عبدالقادر عطا.

١٠٤ـ "فتاوىٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء"، جمع وترتيب: الشيخ أحمد الدويش، ط: دارالعاصمة الرياض، الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.

١٠٥ـ "الفتاوىٰ والدروس في المسجد الحرام" للشيخ عبدالله بن محمد ابن حميد، ط: مكتبة دارالمنهاج الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٣١هـ،

بتقديم وإشراف الشيخ صالح بن عبدالله بن حميد.

١٠٦ـ "فتح الباري في شرح صحيح البخارى" للحافظ ابن رجب الحنبلي، ط: دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ، بتحقيق أبي معاذ طارق بن عوض الله.

١٠٧ـ "فتح الباري شرح صحيح البخاري" للحافظ ابن حجر العسقلاني، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٠٨ـ "الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل" للشيخ أحمد البنا. ط: دار الشهاب القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٠٩ـ "فتح المغيث شرح ألفية الحديث" للحافظ السخاوي. ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٣هـ.

١١٠ـ "فتح الملهم شرح صحيح الإمام مسلم" للشيخ شبير أحمد العثماني، الناشر: مكتبة دارالعلوم كراتشي.

١١١ـ "فتوح مصر وأخبارها" للعلامة ابن عبدالحكم، ط: مطبعة بريل بمدينة ليدن، سنة الطبع ١٩٣٠م.

١١٢ـ "فقه الإمام الأوزاعي" للدكتور عبدالله الجبوري. ط: مطبعة الإرشاد بغداد. النشر: وزارة الأوقاف بالجمهورية العراقية، سنة الطبع ١٣٩٧ هـ.

١١٣ـ "فقه الإمام أبي ثور" للأستاذ سعدي حسين علي جبر. ط: مؤسسة الرسالة بيروت ودار الفرقان عمان، الطبعة الاولى ١٤٠٣هـ.

١١٤ـ "الفوائد البهية في تراجم الحنفية" للعلامة محمد عبدالحي اللكنوي. ط: مطبعة السعادة مصر، الطبعة الأولىٰ ١٣٢٤هـ.

١١٥ـ "فيض البارى على صحيح البخاري" من أمالي الشيخ محمد أنور الكشميرى، الناشر: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١١٦ـ "فيض القدير شرح الجامع الصغير" للعلامة المناوي. ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

١١٧ـ "قوانين الأحكام الشرعية" للإمام محمد بن أحمد بن جزى الغرناطي المالكي. ط: دار العلم للملايين بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١١٨ـ "كتاب الزهد" للإمام ابن المبارك. ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمٰن الأعظمى.

١١٩ـ "كتاب الصلاة وحكم تاركها" للإمام ابن قيم الجوزية. الناشر: إدارة ترجمان السنة لاهور، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٢٠ـ "كتاب المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار" المعروف بـ "الخطط المقريزية" للعلامة المقريزي، ط: مكتبة الثقافة الدينية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٢١ـ "كشف الأستار عن زوائد البزّار" للحافظ الهيثمي. ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٩ هـ. بتحقيق الشيخ حبيب الرحمٰن الأعظمي.

١٢٢ـ "كفاية الأخيار في حل غاية الاختصار" للامام أبي بكر بن محمد الحسيني الشافعي، طبع علىٰ نفقة الشوؤن الدينيه بدولة قطر، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع، بمراجعة الشيخ عبدالله بن إبراهيم الأنصاري.

١٢٣ـ "كنز الدقائق" (المطبوع مع شرحه تبيين الحقائق) للعلامة أبي

البـركات النسفي. ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

١٢٤ـ "كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال" للعلامة علاء الدين على المتقي الهندي. ط: مطبعة البلاغة حلب، الطبعة الأولىٰ ١٣٩١هـ، بتحقيق الأستاذين، بكري حياني وصفوت السقا.

١٢٥ـ "اللباب في الجمع بين السنة والكتاب" للإمام المنجي. ط: دار الشروق جدة، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٣هـ، بتحقيق د. محمد فضل.

١٢٦ـ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ الهيثمي. ط: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

١٢٧ـ "المجموع شرح المهذب" للإمام النووي. توزيع:المكتبة العالمية بالفجالة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ محمد نجيب المطيعي.

١٢٨ـ "مجموع فتاوىٰ شيخ الإسلام احمد بن تيمية" جمع وترتيب: الشيخ عبدالرحمٰن بن محمد وابنه الشيخ محمد، ط: مكتبة المعارف الرباط، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٢٩ـ "المحلّى" للإمام ابن حزم. الناشر: مكتبة الجمهورية العربية بالقاهرة، بدون الطبعة، سنة الطبع للجزء الرابع ١٣٨٧هـ، بتحقيق الأستاذ حسن زيدان طلبة.

١٣٠ـ "مختصر خليل" (المطبوع مع مواهب الجليل من أدلة الخليل" للعلامة خليل بن إسحق. ط: المطبعة الأهلية الدوحة قطر، التوزيع: إدارة إحياء التراث الإسلامي قطر، سنة الطبع ١٤٠٣هـ، بمراجعة الشيخ

عبدالله إبراهيم الأنصاري .

١٣١ـ "مختصر سنن أبي داود" للحافظ المنذري . ط: مكتبة السنة المحمدية القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي .

١٣٢ـ "المذهب الحنبلي" تاليف: د: عبدالله بن عبدالمحسن التركي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٤٣هـ .

١٣٣ـ "مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للشيخ عبيد الله المباركفوري، ط: المكتبة السلفية لاهور، تصوير عن طبعة الجامعة السلفية بنارس الهند .

١٣٤ـ "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلامة الملا علي القاري، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ صدقي محمد جميل العطار .

١٣٥ـ "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم النيسابوري ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٣٦ـ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل . ط: دار المعارف مصر، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع، بتحقيق الشيخ أحمد محمد شاكر . أو ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧ ھ، بتحقيق الشيخ الأرناؤوط ورفقائه .

١٣٧ـ "مسند أبي داود الطيالسي" ط: دار هجر، الطبعة الأولىٰ: ١٤١٩هـ، بتحقيق د. محمد بن عبدالمحسن التركي .

١٣٨ـ "مسند الإمام عبدالله بن المبارك" ط: مكتبة المعارف الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٧ هـ، بتحقيق الأستاذ صبحي البدري السامرائي .

١٣٩ ـ "مسند أبي يعلى الموصلي" للإمام أحمد بن علي بن المثنى التميمي، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٤هـ، بتحقيق الشيخ حسين سليم أسد.

١٤٠ ـ "مشكاة المصابيح" للحافظ ولي الدين التبريزي. ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ، بتحقيق الشيخ الألباني.

١٤١ ـ "المصنف" للحافظ ابن ابي شيبة. ط: الدار السلفية بوبماي الهند، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ عامر العمري الأعظمي.

١٤٢ ـ "المصنف" للحافظ عبدالرزاق الصنعاني، ط: المجلس العلمى جنوب أفريقيا، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٣هـ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمٰن الأعظمي.

١٤٣ ـ "معالم السنن" للإمام الخطابي. ط: المكتبة العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

١٤٤ ـ "معجم البلدان" للعلامة ياقوت الحموي. ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ، بتحقيق الأستاذ فريد عبدالعزيز الجندي.

١٤٥ ـ "معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع" للعلامة عبدالله البكري الأندلسي، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٣هـ.

١٤٦ ـ "المعجم الوسيط" للأساتذة: إبراهيم مصطفٰى وزملائه، ط: دار الدعوة استانبول، سنة الطبع ١٤٠٦هـ.

١٤٧ ـ "المغني" للامام ابن قدامة. ط: هجر القاهرة، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٦هـ، بتحقيق د. عبدالله بن عبدالمحسن التركي

ود. عبدالفتاح محمد الحلو.
١٤٨ـ "المفردات في غريب القرآن" للإمام الراغب الأصفهاني. ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ محمد سيد كيلاني.
١٤٩ـ "الملخص الفقهي" للدكتور صالح بن فوزان الفوزان، ط: دار العاصمة الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ.
١٥٠ـ "المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس القرطبي، ط: دار ابن كثير ودار الكلم الطيب دمشق، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ، بتحقيق الشيخ محي الدين أديب مستو ورفقائه،
١٥١ـ مناقب أمير المومنين عمر بن الخطاب ﵁. للحافظ ابن الجوزي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون سنة الطبع، بتحقيق د. زينب إبراهيم القاروط.
١٥٢ـ "المنتخب من مسند عبد بن حميد" ط: دار بلنسية الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ، بتحقيق الشيخ أبي عبدالله مصطفى بن العدوي.
١٥٣ـ "المنجد في الأعلام"، ط: دار المشرق بيروت، الطبعة الثامنة ١٩٧٦م.
١٥٤ـ "المنهاج" (المطبوع مع مغني المحتاج) للإمام النووي. ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
١٥٥ـ "منهج السالكين وتوضيح الفقه في الدين" للشيخ عبدالرحمٰن السعدي، ط: جهاز الإرشاد والتوجيه بالحرس الوطني السعودي الرياض، سنة الطبع ١٤٢١هـ.

١٥٦ـ "موسوعة فقه إبراهيم النخعي" للدكتور محمد رواس قلعه جي. النشر والتوزيع: مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي مكة المكرمة، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٩هـ.

١٥٧ـ "الموطأ" للإمام مالك بن أنس. ط: عيسىٰ البابي الحلبي وشركاه، سنة الطبع ١٣٧٠هـ، بتعليق الشيخ محمد فواد عبدالباقي.

١٥٨ـ "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر. ط: قرآن محل كراتشي، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٥٩ـ "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الاثير. الناشر: المكتبة الإسلامية، الطبعة الأولىٰ ١٣٨٣هـ، بتحقيق الأستاذين محمود محمد الطناجي وطاهر أحمد الزاوي.

١٦٠ـ "هامش المصنف للإمام عبدالرزاق" للشيخ حبيب الرحمٰن الأعظمي، ط: المجلس العلمي جوهانسبرغ جنوب أفريقيا، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٢هـ.

١٦١ـ "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبّان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: موسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ.

١٦٢ـ "هامش الزهد للإمام هناد" للشيخ محمد أبي الليث الخيرآبادي، ط: علىٰ نفقة أمير دولة قطر، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٦٣ـ "هامش سنن ابن ماجه" للدكتور بشار معروف، ط: دارالجيل بيروت، الطبعة الأولىٰ.

١٦٤ـ "هامش سير أعلام النبلاء" للشيخ شعيب الأرناؤوط وغيره، ط: مؤسسة الرسالة، الطبعة التاسعة ١٤١٣هـ.

١٦٥ـ "هامش المحلّٰى" للأستاذ حسن زيدان طلبه، ن: مكتبة الجمهورية العربية بمصر، سنة الطبعة ١٣٩٠ هـ.

١٦٦ـ "هامش المسند" للدكتور الحسيني، ط: دارالمعارف مصر.

١٦٧ـ "هامش المسند" للشيخ أحمد شاكر، ط: دارالمعارف مصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.

١٦٨ـ "هامش المسند" للشيخ الأرناؤوط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ.

١٦٩ـ "هامش مشكاة المصابيح" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامى، سنة الطبع ١٣٨١هـ.

١٧٠ـ "هامش شرح السنة" للشيخين الأرناؤوط و الشاويش، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٠هـ.

اردو کتابیں:

۱: ''حج وعمرہ کی آسانیاں'' تالیف: فضل الٰہی، ط: دارالنور اسلام آباد.

۲: ''فتاوی اسلامیہ'' جمع وترتیب شیخ محمد بن عبدالعزیز، ترجمہ: مولانا محمد خالد سیف، ط: دارالسلام لاہور.

۳: ''فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے'' تالیف: فضل الٰہی، ناشر: دارالنور اسلام آباد، طبع ۲۰۰۹ء.

۴: ''فضائل دعوت'' تالیف: فضل الٰہی، ناشر دارالنور اسلام آباد، طبع ۲۰۱۰ء.

۵: ''مقالات وفتاویٰ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز''، ترجمہ: شیخ محمد خالد سیف، ط: دارالسلام لاہور، پہلا ایڈیشن ۱۹۹۸ء.

۶: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' تالیف: فضل الٰہی، ناشر دارالنور اسلام آباد، طبع ۲۰۱۰ء.



مؤلف کی کتب

عربی کتب:

١۔ التقویٰ؛ أهميتها وثمراتها وأسبابها
٢۔ الأذكار النافعة
٣۔ فضل آية الكرسيي و تفسيرها
٤۔ ابراهيم عليه الصلاة والسلام أباً
٥۔ حب النبی ﷺ وعلامته
٦۔ وسائل حب النبی ﷺ
٧۔ مختصر حب النبی ﷺ و علاماته
٨۔ النبی الكريم ﷺ معلماً
٩۔ أهمية صلاة الجماعة (فی ضوء النصوص وسير الصالحين)
١٠۔ من تصلی عليهم الملائكة ومن تلعنهم
١١۔ فضل الدعوة الی الله تعالیٰ
١٢۔ ركائز الدعوة الی الله تعالیٰ
١٣۔ الحرص علی هداية الناس (فی ضوء النصوص وسير الصالحين)
١٤۔ السلوك وأثره فی الدعوة ألی الله تعالیٰ
١٥۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (فی ضوء الكتاب والسنة)
١٦۔ من صفات الداعية: اللين والرفق
١٧۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها و وجوبها
١٨۔ الحسبة فی العصر النبوی وعصر الخلفاء الراشدين رضی اللہ عنہم

١٩۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

٢٠۔ مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر(في ضوء النصوص و سير الصالحين)

٢١۔ حكم الإنكار في مسائل الخلاف

٢٢۔ الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه

٢٣۔ الاحتساب على الأطفال

٢٤۔ قصة بعث أبي بكر جيش أُسامة رضي الله عنهما(دراسة دعوية)

٢٥۔ مفاتيح الرزق(في ضوء الكتاب والسنة)

٢٦۔ التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي

٢٧۔ التدابير الواقية من الربا في الإسلام

٢٨۔ شناعة الكذب وأنواعه

٢٩۔ لاتيئسوا من روح الله

٣٠۔ عظيم منزلة البنت ومكانتها (تحت الطبع)

اردو کتب:

١۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب

٢۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

٣۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ

٤۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

٥۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

٦۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت والد

٧۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

٨۔ اذکار نافعہ

٩۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے

۱۰۔ قرض کے فضائل ومسائل

۱۱۔ فضائل دعوت

۱۲۔ دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟

۱۳۔ دعوتِ دین کسے دیں؟

۱۴۔ دعوتِ دین کون دے؟

۱۵۔ دعوتِ دین کہاں دیں؟

۱۶۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں

۱۷۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت

۱۸۔ والدین کا احتساب

۱۹۔ بچوں کا احتساب

۲۰۔ مسائل قربانی

۲۱۔ مسائل عیدین

۲۲۔ لشکر اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

۲۳۔ رزق کی کنجیاں

۲۴۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

۲۵۔ حج وعمرہ کی آسانیاں

۲۶۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

۲۷۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیرِ طبع)

دیگر زبانوں میں:

بنگالی:

۱۔ اذکار نافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ باجماعت نماز کی اہمیت

۴۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے

۶۔ بیٹی کی شان وعظمت

۷۔ رزق کی کنجیاں

انڈونیشی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

۲۔ رزق کی کنجیاں

فرانسیسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

انگریزی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (زیرطبع)

۲۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی (زیرطبع)

مصنف کے تیار کردہ پوسٹر

۱۔ دعا کی شان وعظمت

۲۔ قبولیتِ دعا کے اسباب

۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا

۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دُعا

۵۔ اولاد کے لیے چودہ دُعائیں

۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات

۷۔ نبی کریم ﷺ کا قرب دلوانے والے اعمال

۸۔ رزق کی کنجیاں

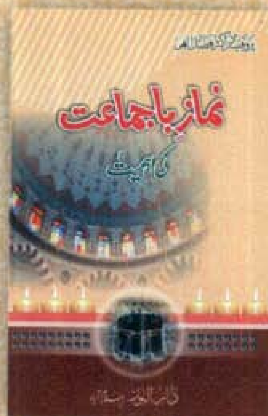
۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام



بیٹی کی شان وعظمت

کتاب کے موضوعات

1. اللہ تعالیٰ کا بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے کرنا
2. بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونے کا کافروں کی صفات میں سے ہونا
3. بیٹیوں کو ناپسند کرنے کی ممانعت
4. بیٹیوں کا پیار کرنے والیاں اور بیش قیمت ہونا
5. نیک بیٹیوں کا ثواب اور امید میں بیٹوں سے بہتر ہونا
6. بیٹیوں کا محسن باپ کے لیے دوزخ کے مقابلہ میں رکاوٹ بننا
7. بیٹیوں کا محسن باپ کو جنت میں داخل کروانا
8. دو بیٹیوں کے سرپرست کو روزِ قیامت رفاقتِ نبوی ﷺ میسر آنا
9. بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے وجوبِ جنت
10. بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے آزادیٔ جہنم
11. بیٹیوں کے لیے ایثار کرنے والی والدہ کے لیے رحمتِ الٰہی
12. بیٹی کی رضامندی کے بغیر نکاح کا نہ ہونا
13. بیٹی کی مرضی کے خلاف کیے ہوئے نکاح کا فسخ ہونا
14. ہدیہ میں بیٹی کا بیٹے کے برابر ہونا
15. بیٹی کا وراثت میں حصہ
16. نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں بیٹی کا مقام



نمازِ باجماعت

کی اہمیت

اس کتاب میں:

- نمازِ باجماعت کے فضائل کے متعلق (۴۱) عناوین کے ضمن میں تفصیلی گفتگو
- نمازِ باجماعت کی فرضیت کے بارے میں (۱۱) عناوین کے تحت دلائل کا بیان
- نمازِ باجماعت کے لیے رسول کریم ﷺ کے اہتمام کے (۶) واقعات
- نمازِ باجماعت کے لیے سلف صالحین کے اہتمام کے (۳۰) واقعات
- نمازِ باجماعت کے متعلق (۴۴) علمائے امت کے اقوال